اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

(غالب)

تا زدیوانم کہ سرمست سخن خواہند شدن ❊ این مے از قحط خریداران کہن خواہند شدن
کوکبم را در عدم اوج قبولی بودہ است ❊ شہرت شعرم بہ گیتی بعد من خواہند شدن

گلزار بادشاہ

تصنیف لطیف شاعر نازک خیال و خوش تحریر شیریں مقال

عالیجناب الحاج خطیب قادر بادشاہ صاحب بادشاہ مرحوم

رئیس وانمباڑی ضلع شمالی آرکاٹ

برادر بزرگ جناب نواب امین جنگ مولوی احمد حسین صاحب بہادر سی ایس آئی چیف سکریٹری حضور نظام خلد اللہ ملکہ

مرتبہ

جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ صاحب المتخلص بہ مغموم ساکن مدراس

باہتمام خاکسار خطیب محمد عبد الرشید عفی عنہ فرزند مصنف مرحوم

سنہ ۱۳۳۴ھ

در مطبع نافع عام مطبوع گردید

فہرست مضامین گلزار بادشاہ

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرانۂ حمدِ آلہی مین عندلیب خامہ بسر سجود ہے جسنے گلزارِ سخن کو سرسبز و شاداب کیا اور نوع بشر کو اوس سے مستفید فرمایا سحر سحر سے اوسکے مدح سرائی کی شان نمایان مرغانِ چمن اسکی نغمہ سرائی مین تر زبان جل جلالہ و عم نوالہ نعت رسول مقبول مین زبان عجز کا کیا یارا کہ لب کشائی کرے جسنے اپنے اعجاز سخن سے اقطاع عالم کو مسخر کر لیا اور اعدائے دین کو اپنی سحر بیانی سے مطیع بنالیا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

امابعد خاکسار خوشہ چین ارباب علوم محمد اسمٰعیل متوطن اورنگ آباد (؟) ارباب علم و فن اور دلدادگان سخن کی خدمت مین عرض پرداز ہے چونکہ عرصۂ دراز سے مجھے مصنف رسالۂ ہذا کی ہمنشینی کا فخر حاصل ہے اور وہ میرے شفیق دوست اور میرے مونس و ہمدم تھے لہذا اونکے پاکیزہ خیالات اور نفیس جذبات سے مین جسقدر متاثر ہوا ہون غالباً اوسکا ذکر یہان بیجا نہوگا نیز اونکی طبعزاد کو روشنی مین لانا بھی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو اونکے کلام کا موازنہ کرنے مین سہولت حاصل ہو اونکی پاک اور بے لوث زندگی کبھی لہو و لعب مین صرف نہوی مذہبی امور مین ایسے منہمک تھے کہ دنیائے فانی کی ذرہ بھر وقعت اونکے دل مین نہ تھی اگرچہ دنیا اونکے قدمون کے تلے تھی اور خدا نے اونکو مال و دولت سے سرفراز کیا تھا مگر وہ حب دنیا سے ہمیشہ متنفر تھے مستحقین کو ہمیشہ اپنے بذل و ایثار سے فائدہ پہنچاتے تھے قومی کامون مین بہت بڑا حصہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنون کو اونکی

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے۔ بلکہ شہر و انباڑی میں بعضے انجمنوں کا وجود بھی انہیں کے دم سے ظہور پذیر ہوا صوم و صلوات کی پابندی اخیر دم تک قائم رہی اونکا مزاج افراط و تفریط سے بری تھا نہ وہ دقیانوسی خیالات کے بزرگ تھے کہ پُرانی لکیر کے فقیر بنکر جدید تعلیم سے متنفر ہیں اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو خیرباد کہدیں بلکہ خیرالامور اوسطہا اونکا طغرائی امتیاز تھا مذہبی ضرورت اونکے پاس مقدم تھی اوسکے بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے میں چندان قباحت نہتی جسکا ثبوت جابجا اونکے اشعار سے ملیگا عجز و انکسار کا جوہر اونکی طبیعت سے نمایان تھا غرض خوشنودی خدا میں اونکی عمر بسر ہوی اور خوف خدا اونکے دلمیں جاگزین تھا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین۔ ؎

اے بادشہ امیدین یون تو بہت ہین لیکن ہے حُسن خاتمہ کی کافی امید واری

تقریبًا ۹ سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوے خداوند کریم اونکی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں جگہہ دے شعر و سخن میں وہ اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے تھے ہر ہر شعر اونکے دلی جذبات کا مرقع ہے مذاق سخن اونکا فطری عطیہ تھا اس سے پہلے اونکے دو دیوان شائع ہو کر بقائے دوام کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہین اونکی شہرت عالمگیر ہے یہ اونکے متفرق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا جسمین ہر قسم کا مذاق اور سامان دلچسپی موجود ہے اس دیوان مین آپ تین قسم کے اشعار پائینگے ایک تو وہ جس مین بلند پروازی اور شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان کی شان نمایان ہے دوسرے اشعار وہ ہین جس مین سلاست بیان کیساتھ استعارات بدیع اور حُسن بندش کو سادگی کا لباس پہنایا گیا ہے اور وہ اغراق و غلو سے مبرّا ہین تیسرے اشعار وہ ہین جسمین نہ بلند پروازی ہے نہ دور از کار تخیل ہے نہ استعارات بدیع ہین ہان حُسن بیان اور سلاست زبان کیساتھ عام فہم الفاظ مین صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جیساکہ وہ خود فرماتے ہین ؎

صرف اظہار خیالاتِ دلی مقصود ہے بادشہ کا شاعری سے ورنہ کیا ہے مُدّعا

کلام فارسی ایک ہی سانچے مین ڈہلا ہوا ہے اور اپنی دلاویزی مین کشش کہربائی کا اثر رکہتا ہے جس سے مذاق سخن رکھنے والے حظ وافر اٹہا سکتے ہین آپ حیران ہونگے کہ اردو اشعار مین اسقدر تبدیلی کیون واقع

ہوی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اونکے وسعت خیالات مین کمی آگئی یا جدت طبع باقی نرہی بلکہ وہ جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اونکے خیالات ترقی پذیر تھے اونکے جذبات کا دریا موجزن تہا باوجود اوسکے اونکی یہ روش اونکی صداقت شعاری پر مبنی تھی اسلئے کہ وہ فرضی عشق کے پارینہ داستان کو خیرباد کہہ چکے تھے اغراق و غلو سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کسیکے عاشق نہ اونکا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی حسن و عشق کے اشعار مین ایک مدت تک زور طبعت دکہایا گیا جس کا ثبوت اونکے اگلے دو دیوان سے ملسکتا ہے اگرچہ اومین بھی نعتیہ اشعار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی نرالی شان کیساتھ کیونکہ عشق حقیقی کا ذوق انکی طبیعت مین موجود تھا۔ خدا کی شان کہ ابہی عالم شباب باقی تہا اور اونکی طبیعت نے پلٹا کہائی فرضی عشق کی فرسودہ داستان سے تائب ہو گئے اور عہد کرلیا کہ سوائے حمد و نعت اور نصائح کے کچھ نہ لکھونگا جیساکہ وہ خود فرماتے ہین ۔ ع

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو رقم بادشہ کی یہ کوئی اور سخندانی ہے

اس عہد کو اخیر وقت تک نباہا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی اونکی زبان و قلم سے نہ نکلا مطبوعہ دیوان کے سوائے جسقدر اشعار اس مذاق مین لکھے گئے تہے یا تو چاک کردئے گئے یا ردی کے نذر ہوے۔ بڑی تجسس کے بعد دو غزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوے نموتاً درج کئے گئے غرض ایک قلیل مدت تک نعتیہ اشعار کا رنگ وہی تہا جس سے اونکی خصوصیت نمایان ہوئی تہی جن کو مین نے پہلے قسم کے اشعار مین شمار کیا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا سے اونپر مذہبی رنگ چڑہا ہوا تہا لہذا رفتہ رفتہ انھون نے دور از کار تخیل کو خیرباد کہدیا اور انداز بیان کو سادگی پر منحصر رکھکر اغراق و غلو سے اپنے قلم کو باز رکہا فی الحقیقت دور از کار تخیل سے ایسی باتین پیدا ہو جاتی ہین کہ شعر کی غرض فوت ہو جاتی ہے بات وہی کہنی چاہئے جو کوئی مفید نتیجہ پیدا کرسکے معمولی باتون مین نتیجہ خیز مضامین پیدا کرنا ہی شاعری کا ما بہ الامتیاز ہے دوسری بات جو اونکے دل مین پیدا ہوی وہ یہ کہ رضائے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے قدم باہر نہو چونکہ اونکے کلام کی شہرت اقطاع ہند مین پھیل چکی تہی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہو چکے تھے بلکہ طلب شہرت سے متنفر ہو چکے تہے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صداقت شعاری پر رکہی اور اغراق و غلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان باتونکی ضرورت نہین چنانچہ وہ خود فرماتے ہین۔

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ ۔۔۔ سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

اونکو اپنی صداقت شعاری پر یقین تھا کہ وہ رنگ لائے بغیر نرہیگی اور اب نہین تو میرے بعد ضرور اوسکو فروغ حاصل ہوگا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین

بادشہ فکر ہے کیا گر نہین اب قدر سخن ۔۔۔ خلق کو میرے سخن کا ہے مزہ میرے بعد

جنسے جی قدر سخن ہوتی ہے کب ای بادشاہ ۔۔۔ بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

قدر سخن نہین اب ای بادشاہ کیا غم ۔۔۔ یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ اونکی پیشینگوئی تھی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوی اور لوگ اونکے ہر ہر سخن کی قدر کرتے ہین نعتیہ اشعار کے ذوق کا یون اظہار کرتے ہین۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشہ تجھکو ۔۔۔ کہان رجحان تھا یون نعتیہ اشعار سے پہلے

بادشہ مین نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبی ۔۔۔ سارے اشعار ہین اس سانچے مین ڈھلنے والے

وہ اپنی تبدیلی خیالات کو بھی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب وغلو کے دلدادون کو میرا طرز بیان پسند نہ آئیگا مگر اونکو اسکی پروا نہتی چنانچہ متعدد اشعار مین اسکا ذکر ہے جس مین سے چند اشعار نقل کرتا ہون

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ ۔۔۔ واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بھی نہین

اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اسمین ۔۔۔ مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ | بے تکلف بے تصنع ہے مزا ہر یک سخن

ف

مجھے معذور رکھیں باغ سخن کے گلچیں | پہول گر کذب و غلو کے مرے داماں میں نہیں

ف

سخن بادشتہ کا ہے بس سیدہا سادہ | یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے

غرض اونکو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ میں جگہہ دیجائے ورنہ وہ قلم کے دہنی تھے خیال آفرینی میں وہ کسی سے کم نہ تھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ مضمون نگاری میں بھی ید طولی رکھتے تھے وہ ناظم نثر شیرین زبان تھے تو نثار جادو بیان بھی تھے چنانچہ اکثر مضامین اونکے مختلف اخبارات میں شایع ہوا کرتے تھے اونکی تصنیف یادگار بادشاہ میں چند مضامین داخل کئے گئے ہیں - وہ نہ صرف فرضی شاعری کو ترک کیے بلکہ ایسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کردی جسمیں اونکے بہت سے اشعار موجود ہیں پہر شعرا کو نصیحت کیگئی ہے کہ ایسی شاعری سے باز آئیں اوسکے چند اشعار حسب ذیل ہیں ف

عشق جو سچا ہے مثل روز روشن ہے عیاں | عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

ف

مجبو چہوڑ دو جہوٹے فسانے | پڑہو قرآن اور تفسیر دیکھو

ف

گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بہی گئی | قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں

ف

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل | یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہوجائے
چھوڑ دیں یکلخت وہ بوسیدہ خیالات ہمے | فرضی عشاق کو یارب یہ ہدایت ہوجائے

ف

کرو سچی محبت شاعرو تا نفع ہو تم کو | بھلا کیا پاؤ گے عشق بتاں میں مبتلا ہوکر

ھ

پاک ورضی عشق سے ہے بادشہ کی شاعری — مجھسے اپنے رنگین مزاج لطف کیا بانکے آپ

ھ

ہنو ہنر منسب ہین ہم خدا اپنے پیمبر پر — کیسکا میرے دلپر کچھ اجارہ ہو نہین سکتا

ھ

مجھے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی دلبر سے — مین سمجا ہون مجھے سچی محبت جسکے پتھر سے

ھ

ہم ہین نیاز مند نبی ہمکو کیا ضرور — فرضی بتون کے ناز جو بیجا اوٹھایے

ھ

خیالی شاعرون سے دور مداحان حضرت ہین — ہہ مشتاق نبی اور وہ بتون کے مبتلا ٹھرے

تیسرے قسم کے اشعار وہ ہین جو اپنی خلاف خواہش اون لوگون کی درخواست پر لکھے گئے جو سخن شناس اور ذی علم تھے ان اشعار مین نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت اونکے مندرجہ ذیل اشعار سے ملسکتا ہے ھ

روکھا پھیکا ہے بادشہ کا سخن — کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین تیرے — بادشہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتون سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ یہ اونکا اختیاری امر تھا۔ ورنہ وہ بلند پروازئ فکر مین کسی سے کم نتھے غرض مختلف طبائع کیلئے اونکا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل کر سکتے ہین۔ بخلاف اونکے اگلے دو دیوان کے جوجملہ اشعار ایک ہی رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین نعتیہ کلام نے اونکے رہوار شوق پر تازیانے کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چڑہا کہ زیارت روضۂ اطہر کے تمنا مین وارفتہ ہوگئے۔ اونکے نعتیہ اشعار رسمی یا تقلیدی نہین بلکہ بینائی عشق اور طلب صادق کے جذبات سے لبریز ہین جو مشتاقان سخن کے دلپر نشتر کا کام کرتے ہین غرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم بیت اللہ ہوئے اور پہر روضۂ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہوے۔ اثنائے

سفر میں بہت سے اشعار لکھے ہیں جسمیں اوکے جذبات صادق کا اظہار ہے۔ بارگاہِ نبوی میں کمال سوز وگداز کیساتھ نعتیہ اشعار پڑھکر اپنی رقت قلب کا اظہار کئے ہیں جو اس مجموعہ میں سب کے سب درج ہیں دیباچے میں اوسکی گنجایش نہیں ایک سفرنامہ بھی مرتب ہوکر شایع ہوچکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ ۹ ماہ کے سفر کے بعد وطن کو مراجعت فرمائے اونکو یہ خیال تھا کہ اپنا دلی مقصد پورا ہونیکے بعد دل کو سکون حاصل ہوگا مگر برخلاف اوسکے اونکے جذبات کو چھیڑ ہوگئی آتش عشق بھڑک اٹھی رشتہ صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور نادم مرگ یہ پشیمانی تھی کہ جوار رسول سے کیوں جدا ہوا اوسی قلق نے اونکو دوبارہ اس مقدس سفر پر آمادہ کیا۔ مگر افسوس کہ اونکی تمنا پوری نہوی اور حسرت اپنے ساتھ لیگئے کیونکہ اونکا مزاج سخت علیل ہوگیا بارہا شوق نے آمادہ کیا۔ مگر امراض جسمانی نے باز رکھا۔ اظہار بیتابی اور دوبارہ شوق زیارت میں جو اشعار لکھے گئے ہیں وہ قابل دید ہیں جسکے ملاحظہ سے ایک سچا مومن تڑپے بغیر نہیں رہ سکتا منجملہ اون کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ؎

خدا کے واسطے اب اے اجل اتنی نہ جلدی کر
مدینے کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

؎

دوبارہ جاکے جب پہنچوں مدینہ
کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

؎

بلوالو پھر دوبارہ مدینے میں یا نبیؐ
ارمان بہت یہ بادشہ خستہ جاں کو تہا

؎

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مر مٹے
ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم کیا جاتا رہا

؎

ملک یثرب میں مجھے آئے اگر خواب اجل
میں کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

؎

ضعیفی میں اے بادشہ غم یہی ہے
رہا میں نہ یثرب کو جانے کے قابل

؎

ہر آن تیرے شوق زیارت مین بائی
سیماب کے طرح ہے مرا بیقرار دل

ف

دوبارہ دیکھ لون آنکھون سے مین روضہ پیمبر کا
کوئی ارمان ہین بادلمین یہی ارمان باقی ہو

ف

مین مدینہ جاکے آیا مرا مدعا نہ پایا
نہ تھے یہ نصیب میرے کہ وہان مزار ہوتا

ف

مجھے ہو یقین او سدم ترے در پہ ہو رسائی
مری زلیت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

ان اشعار سے اونکے دلی اضطراب اور حسرت کا اندازہ کرسکتے ہین پیشتر اونکو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال نتھا اور نہ چندان اوسکی حفاظت کیگئی چیدہ چیدہ کاغذون پر لکھا ہوا کلام کبھی کسی کاغذی بکس مین ڈالدیے اور کبھی اوسکو یون ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا۔ غرض اونکا بہت سا کلام تلف ہوگیا باقیماندہ کو ۱۳۰۵ء مین ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتشر کلام کو باقاعدہ دفتر مین انھون نے درج کرنا شروع کیا۔ دیباچہ بھی لکھا گیا نام بھی تجویز ہوا **گلزار بادشاہ** انہین کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔ جو سرورق پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج درپیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہوگیا دوبارہ بعد زیارت روضۂ مبارک پھر اسکی ترتیب مین مصروف ہوے اور اسکا دوسرا دیباچہ بھی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بصر مین مبتلا ہوگئے اوسکے بعد قلیل عرصہ مین راہی عقبیٰ ہوئے۔ کام پورا ہونا تھا ہنوز جون کا تون رہگیا اونکے لکھے ہوے ہر دو دیباچے درج کیے گئے ہین بعد اونکے انتقال کے جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب نے بمصداق اس شعر کے ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہین۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ لیاقت اور فراست مین بھی مرحوم کے سچے جانشین ثابت ہوئے اونہون نے صرف اونکے محفوظ کلام کو ترتیب نہین دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے مین جو جانفشانی اون سے ظہور پذیر ہوی وہ مستحق داد اور سزاوار تحسین ہے انہوں نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا اور کتب خانے کے ہر ہر کتاب کی ورق گردانی کی گئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تجارتی کوٹھی کے ردی کاغذون کا انبار بھی اونکے ہاتھ سے نہ بچا اور وہان سے بھی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اوسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالون سے بھی کچھ کلام ملا جو اونکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے احباب سے بھی کچھ کلام فراہم کرنے مین کوتاہی نہ کیگئی بیرونجات کے احباب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگایا گیا غرض کامل ایک سال تک کوئی کوشش ایسی نہتھی جو باقی رکھی گئی ہو اون کے تائب ہونےسے پہلے کا عشقیہ کلام بالکل محفوظ نہتھا بڑی تجسس کے بعد صرف دو غزلین دستیاب ہوئین۔ جو درج رسالہ کی گئین نثر مضامین سے صرف چار مضمون ملے جس مین دو مضمون تو محفوظ تھے اور دو رسالہ برّی تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمد للہ

کہ اون کے لائق فرزند کی محنت ٹہکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادتمند فرزندون سے یہی امید رکہنی چاہیئے ع این کار از تو

آید و مردان چنین کنند ناظرین سے التجا ہے کہ اس رسالے

سے مستفید ہونیکے بعد مصنف مرحوم کو دعائے

خیر سے یاد فرمائین

دیباچہ از مصنف

افسر فرق سخن ہے حمد خلاق جہان — لمعۂ حسن بیان نعت رسول انس و جان
بھیجیے روح پیمبر پر درود ای بادشاہ — روز و شب ہر ایک ساعت ہر زمان ہر ایک آن

اما بعد بندۂ ہیچمدان کج مج بیان خاکسار خطیب فا در بادشاہ متخلص بہ بادشاہ ارباب سخن کی خدمت مین عرض رسا ہے قبل اسکے کہ مین اس نسخے کی وجہ تصنیف بیان کرون مناسب سمجھتا ہون کہ کچھ اپنے حالات مجملاً قلمبند کرون اگرچہ اس سے موجودہ ناظرین کیلیئے کوئی فائدہ متصور نہین بلکہ بعض لوگ اسکو خودستائی اور تعلی پر محمول فرمائینگے مگر مین انکو یقین دلاتا ہون کہ ہرگز ہرگز میرا یہ منشا نہین بلکہ آئندہ آنیوالی نسلین اس سے مستفید ہونیکی امید نے مجھے اسکے تحریر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا اور میرے آبا و اجداد کا وطن وانمباڑی ہے جو قلمرو مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روئے مردم شماری سرکار ١٩١٠ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چھوٹے برادر مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل فی زماننا اعلحضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار مین معتمد پیشی کے معزز عہدہ پر تین (٣٠٠٠) ہزار روپیہ کے تنخواہ سے مامور ہین سرکار نظام سے اونکے تعلق کی مدت تا الی الآن تقریباً ١٨۔ اٹھارہ سال ہے اسکے آگے دو ڈہائی سال تک برادر موصوف گورنمنٹ انگریزی مین ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ کے خدمت سے ممتاز تھے غرض اپنی خداداد ذہانت و لیاقت سے انکا اس اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلیئے باعث فخر ہے تحصیل زبانِ انگریزی مین انھون نے جو کچھ محنت کی اوسکا عمدہ ثمرہ انکو حاصل ہوا میرے آبا و اجداد کا پیشہ خطابت و قضاوت اور تعلیم و تدریس تھا میرے والد ماجد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے اس پیشہ سے قطع تعلق کرکے تجارت پارچہ آغاز کی۔ مدراس مین گڈرنگ گلی مشہور ہے جسمین ہزارون لاکھون روپیونکی تجارت پارچہ ہوتی ہے اسکے بانی مبانی میرے والد بزرگوار ہین یعنے انھون نے ١٨٥٨ء مین پہلے وہان تجارتی کوٹھی قایم کی اگر اس مقام کی تجارت کو مثل عمارت فرض کیجیے تو اسکا بنیادی پتھر گویا میرے والد ماجد کا رکھا ہوا ہے اونکا

ظل حیات میرے سر پر ہنوز قایم ہے خدا کرے کہ تا دم زیست یون ہی قایم رہے عمر اونکی اسی سال سے متجاوز ہے خاصکر تجارتی ابواب مین جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص و عام معترف ہین مین بھی ابتدائے عمر سے تجارت کیطرف مائل ہا شہر مدراس مین جناب ساہوکار الحاج قادر محی الدین صاحب مرحوم کے پارچہ کے کوٹھی مین چند سال تک شریک رہا بعد اسکے ساہوکار موصوف اپنے جلیل القدر خسر ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے طرف سے کڑپہ مین خریدی نیل کے ایجنٹ مقرر کئے گئے اور مجھے بھی کڑپہ کو ہمراہ لیگئے ہر سال دس بارہ لاکھ روپیون کی نیل وہان خرید کیجاتی تھی غرض ساہوکار ممدوح کے تمام داد وستد اور کاروبار کا مین ہی معتمد تہا جو کچھ اونسے بطور کمیشن سالانہ ملا کرتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تہا تخمیناً تیس سال تک مین اس کام پر مامور رہا مجھپر ساہوکار ممدوح کی نہایت درجہ کی شفقت تہی اور وہ میرے بڑے محسن تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ مین تجارت نیل مین بالکل کاسگی آگئی اسلیئے اُن سے قطع تعلق کرکے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی مین جسجگہ میرے والد ماجد نے تجارت پارچہ کی ابتدا کی تھی مین نے ۱۸۹۷ء مین مختصر پیمانہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کھولی ہے تقریباً آٹھ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یون تو میرے متعدد اولاد کمسنی مین قضا کر گئے مگر انمین میری ایک اٹھارہ سال کی دختر عین عالم شباب مین بعارضہ طاعون انتقال کی جسکا داغ مفارقت میرے دل پر تا دم مرگ باقی رہیگا دختر مذکور کے وفات کا قطعہ تاریخ اس نسخہ مین درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہین ایک میری بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب سے ۱۳۲۰ہجری ماہ ذیحجہ مین ہوی تھی خدا کے فضل و کرم سے اوسکے اولاد بھی ہین اور ایک میرا فرزند جس کا نام برخوردار خطیب محمد عبد الرشید ہے جسکی شادی مین نے سال گزشتہ کر دی تھی مادہ تاریخ "نکاح خطیب عبد الرشید"
۱۳ ۲۵ ۲۱
ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی مین مٹرکیولیشن کے درجہ کی لیاقت رکھتا ہے اور یہی تجارتی کوٹھی کے کاروبار مین مصروف ہے جسکا ذکر ہو چکا ناظرین سے امید ہے کہ مجھے اور میرے اولاد کو دعائے خیر سے محروم نفرماینگے تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام مین میرے والد ماجد ایک عرصہ دراز تک معہ اہل و عیال مدراس مین اقامت گزین تھے اسلیئے میرا اور میرے برادر مرقومة الصدر کے عمر کا بڑا حصہ مدراس مین منقضی ہوا ہم دونون کی تعلیم و تربیت اسی مقام مین ہوی یون تو عالم طفلی مین متعدد استادون سے مین نے سبق لیا تھا۔

مگر حاصکر جن سے فارسی درسی کتب مین نے طئے کئے اور جن سے فن انشا مین نے حاصل کیا اونکا اسم گرامی حضرت
مولنا مولوی سید مرتضٰی صاحب نوراللہ مرقدہٗ ہے حضرت ممدوح نواب کرناٹک کے مدرسۂ اعظم مین مشاہیر اساتذہ سے
تھے اور او نکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تبحر و استعداد خدا نے عنایت کی تھی مین نے بتاریخ ۱۵ ذیحجہ ۱۳۲۲ ہجری
حضرت شاہ سید محمد امین الدین حسینی چشتی القادری المعروف بہ حضرت صاحبجو صاحب مدظلہ العالی ساکن مدم پٹی متصل
ترپاتور سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی چونکہ حضرت ممدوح کے والد امجد سے میرے والد نے بھی بیعت کی تھی اور
اکثر میرے اجدادی بزرگونکا سلسلۂ بیعت اونکے ہی خاندان مین مدت مدید سے جاری ہے علاوہ اوسکے
حضرت ممدوح کو مین نے علوم باطنی مین یگانہ پایا اونکے ارشاد و ہدایت میں کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلیئے
میرے دل نے اس شرف سے محروم رہنا نہ چاہا۔ میری عمر فی الحال باون سال کی ہے افسوس کہ مین نے اپنے گران ما
عمر کی کچھہ قدر نہ کی نہ مجھہ سے احکام الٰہی کی پوری تعمیل ہوی نہ مین نے اپنے قوم کی فلاح میں قدمے درمے کوئی تائید کی
بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی ؎

دانی کہ بہر سمند سبکرو سوار کیست | عمر عزیز ماست کہ بر بادمی رود

ہان کم سے کم تیس سال سے مجھے شعر و شاعری کا شغلہ ہے اس شغلہ کے لطیفین جو نمایان کام ہوا وہ یہی ہے کہ مین نے
یہ تین کتاب تصنیف کئے۔ دیوان بادشاہ۔ یادگار بادشاہ۔ جوہر خیال۔ یہ تین کتاب وقتاً فوقتاً زیور طبع سے
مزین ہوکر شایع ہو گئے۔ علاوہ اسکے بعض بعض وقات میرے قومی مفید مضامین اور تاریخین بعض شمالی ہند کے
اخبارات۔ کرزن گزٹ۔ وکیل۔ وطن مین اور جنوبی ہند کے اخبارات مخبر دکن نیر آصفی تحفۂ قیصری شمس الاخبار
میں طبع ہوا کرتے تھے اب یہ چوتھی تصنیف ہے جسکو مین ناظرین تمکین کی خدمت مین پیش کرتا ہون اسکا نام مین نے
گلزار بادشاہ رکھا ہے اس نسخے مین ان تمام نظمون کو مین نے فراہم کیا ہے جو بعد طبع یادگار بادشاہ۔
و جوہر خیال موزون کئے گئے تھے اس مین نہ کسی فرضی حسین کے حسن و جمال خط و خال کی داستان ہے۔
نہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بیان مین نے عرصہ دراز سے عشقیہ اشعار کا لکھنا ترک کر دیا ہے لسان الغیب
خواجہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مدنظر رہا ؎

چون پیر شدی حافظ ازمیکدہ بیرون شو | رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولیٰ

صرف دو ہی امر تھے جو مجھے اس نسخہ کے مرتب کرنے پر مجبور کئے پہلا امر جن دوست احباب کے شادی وغمی کے مین نے تاریخیں لکھی ہین چونکہ انکے پاس ان کو غذ کا محفوظ رہنا دشوار امر ہے اگر کسی واقعہ کا سنہ دریافت کرنا مقصود ہو تو یہ مجموعہ فی الفور اونکی ضرورت کو پوری کرسکتا ہے دوسرا امر جن کی طبیعتون مین خدا نے سخن فہمی کا مادہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک شعر یا کوئی ایک مصرع یا کوئی لفظ انکے پسند آجائے تو میری محنت جیز ہونے کیلئے کافی ہے یہی وجہ تصنیف ہے اور بس ؎

فہم کے دیکھنے والے تو بہت ہین لے یار   پر یہان حسن شناسان سخن تھوڑے ہیں

دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور مین لکھے گئے واقعات کے بعد جو واقعات گزرے ہین وہ یہان درج کئے جاتے ہین بتاریخ ۲۵ آگسٹ ۱۹۰۶ء مجھے سفر حرمین شریفین کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبد العزیز صاحب ساکن مدراس اور انکے ہمراہیون کیساتھ جنکی تعداد ۳۷ تھی مین بھی ہمسفر رہا میرے ہمراہ صرف میرے اہلخانہ اور میرا نسبی ہمشیرہ زادہ عبد الشکور نامی بھی بالحاصل ہم تینوںکی شمولیت سے عازمان حج کی تعداد چالیس ہوگئی حکیم صاحب ممدوح ہم سب کے میر قافلہ تھے مکہ معظمہ مین مدت اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ مین مدت اقامت چالیس روز رہی یہ مبارک سفر نو مہینے کے عرصے مین اختتام پایا یعنے بتاریخ ۵ جون ۱۹۰۷ء ہم سب مع الخیر والعافیہ وارد مدراس ہوے ہین اثنائے سفر مین واقعات سفر قلمبند کرکے مخزن دکن نامی اخبار کو بھیجتا رہا وقتاً فوقتاً میرا سفرنامہ اخبار مذکور مین شایع ہوتا تھا جسکو لوگ نہایت شوق اور دلچسپی سے مطالعہ کرتے تھے جسوقت میری اقامت مکہ معظمہ مین تھی میرے والد بزرگوار حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب کے انتقال کی خبر کدورت اثر بذریعہ تار مجھے پہنچی جو کچھ صدمہ میرے دل پر گزرا وہ حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے تمام مقامات متبرکہ مین مین نے اونکے لئے دعائے مغفرت کی اونکے وفات کی مین نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات وفات کے فصل مین مندرج ہے بعد اختتام سفر حرمین شریفین مدراس سے جب مین اپنے وطن مالوفہ یعنے وانمباڑی پہنچا تو شکوہ بخار سے سخت علیل ہوگیا سلسلہ علالت ڈیڑھ ماہ تک جاری رہا شدت مرض نے تمام خویش و اقارب کو میری زیست سے بالکل مایوس کردیا تھا بارے خدا کا فضل شامل حال ہوا مزاج میرا صحت پذیر ہوا مین اپنے پاک پروردگار کا کن الفاظ مین شکریہ ادا کرون کہ اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا از سر نو مجھے زندگی عطا کی ؎

اے خدا قربان احسانت شوم   این چہ احسان است قربانت شوم

حمد باریتعالیٰ جلّ شانہ

یہ نظم ایک فاضل بزرگوار کے رسالہ کیلئے بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب اسی سے ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک   جہت اور مکان سے ہے تو پاک
نزدیک نہیں ہے عرش سے تو   دوری نہیں اس زمین سے تجھکو
نزدیکی و دوری و مسافت   اجسام کے ہیں یہ سارے نسبت
تو جسم ہے عرض ہے نہ جوہر   محدود نہیں ہے تو اے داور
بیچون و چرا ہے ذات جیسی   ایسی ہر یک صفت ہے تیری
ہے ذہن میں کیفیت جو ہر یک   پاک اس سے تری صفت ہے بیشک
بیشک عالم سے تو جدا ہے   مفہوم یہی جدائی کا ہے
یعنی عالم کے جو ہیں صفتیں   ہرگز ہرگز نہیں ہیں تجھ میں
تیرے صفتیں نہیں بعالم   کہتے ہیں جدائی اسکو ہی ہم
اجسام کی جیسی ہے جدائی   ہرگز نہیں یون جدائی تیری
اجسام کی کیفیت ہر یک دم   رکھتے ہیں جو اپنے ذہن میں ہم
پس ہم جو کریں قیاس اسپر   بیجا یہ قیاس ہے سراسر
تیرے کوئی نہ تجھ سے متصل ہے   اور تو نہ کسی سے منفصل ہے
فوق عرش برین بہی ہے تو   ہے قریب بھی بندگون سے تجھکو
اس فوق کی قرب کی حقیقت   ہمکو نہیں جاننے کی طاقت
تو ہی بھید اس کا جانتا ہے   انسان کا حوصلہ ہی کیا ہے
جیسا تیری ذات کو ہے لائق   تیری ہر یک صفت ہے فائق
یارب تو کرم سے اپنے یکسر   توفیق ایسی ہمین عطا کر

تیرے ذات و صفت کی دائم
شکر یہ ہر ایک طرح کریں ہم

افزوں ہو ہمارا فہم و ادراک
ہر حال میں اعتقاد ہو پاک

ایمان سے ہو قائم ہمارا
ہے اس سے بھی بڑھکے مدعا کیا

ایمان رہے جب ہمارا محکم
ہر طرح سے خوش نصیب ہیں ہم

کر ختم سخن اے بادشہ اب
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

تاج فرق سخن ہے حمد خدا
لذت ہر دہن ہے حمد خدا

عرش و کرسی و آسمان و زمیں
اختر و آفتاب و ماہ مبیں

حور و غلمان و دیو جن و بشر
گوہر و لعل و بحر و نخل و حجر

تر زبان سب ہیں حمد میں اسکے
دو جہان سب ہیں حمد میں اسکے

ذرہ ذرہ اسی کے حمد میں ہے
پتا پتا اسی کے حمد میں ہے

ہو ادا کس سے کس کی طاقت ہے
بے نہایت ہے بے نہایت ہے

نعت بھی حمد سے نہیں کچھ کم
رحمت جان ہے ذکر شاہ امم

مثل اسکے جہان میں کون ہوا
نہوا ایسا پھر نہ ہوویگا

جتنے دنیا میں انبیا آئے
جتنے حق سے وہ مرتبے پائے

ذات اقدس وہ سبکی جامع تھی
نور فیض خدا سے لامع تھی

دین اسکا تھا ناسخ ادیان
اسکے تابع ازل سے کون و مکان

روح پر اسکے ہو صلوٰۃ و سلام
آل و اصحاب پر بھی اسکے مدام

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مدراس میں طبع ہوی

مصرع طرح - "اگر کچھ ہے تو اکدن قوم کے مٹنے کا سامان ہے"

تری توحید و یکتائی الٰہی تجھکو شایان ہے
ترے توصیف کا ہمکو نہ یارا ہے نہ امکان ہے

تو واجب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی
مبرا تو ہے سب عیبون سے ہم میں عیب و نقصان ہے

نہ تو ہے منفصل ہم سے نہ ہم ہیں متصل تجھ سے
ہے اعلیٰ تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے

ترے قہر و غضب سے کوئی ہرگز بچ نہیں سکتا
ہے احسان جسپہ تیرا اسپہ کُل عالم کا احسان ہے

نہ جوہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جہت و مکان تجھکو
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھسے کوئی پنہان ہے

نہ تو ہمسر کسیکا ہے نہ کوئی مثل ہے تیرا
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہے نہ پایان ہے

ہے توہی اوّل و آخر ہے توہی ظاہر و باطن
یہی فرمان ہے تیرا یہی بس اپنا ایمان ہے

تری عظمت تری قدرت تری حکمت تری صنعت
وہ وسعت رکھتی ہے جس سے ہماری عقل حیران ہے

فرشتے پا نہیں سکتے ہیں کنہ ذات جب تیری
ہے دعویٰ جسکو دانائی کا اسکا سخت نادان ہے

پیمبر تیرا سچّا دین سچّا اور تو سچّا
ترے احکام سچّے اور سچّا تیرا قرآن ہے

عوض قومی غزل کے حمد لکھی بادشہ تو نے
سمند خامہ تیرا اسلئے یون آج جولان ہے

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید" مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح "مثل خورشید چمکتی ہوئی پیشانی ہے"

ذات حق باقی ہے سب اسکے سوا فانی ہے
فانی چیزون سے محبت ہو یہ نادانی ہے

مبتلا عشق مجازی میں رہوگے کب تک
لذت عشق حقیقی بھی تو کچھ پانی ہے

دست و پا لاکھ ہلائین بھی تو کیا ہوتا ہے
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آنی ہے

خود پسند آئینہ سے تیرے ہوا ہے عالم
عقل پر تیرے سکندر مجھے حیرانی ہے

خوب تھا کھینچیے اعمال کی سیرے تصویر
بات یہ مانی و بہزاد نے کب مانی ہے

جسطرا بے مثل ہر یک وصف میں تو ہے یارب
انکساری میں ترے بندون کی بھی لاثانی ہے

دام صیاد نے چھوڑا نہ کسی بلبل کو
چشم نرگس کی یہ بے سود نگہبانی ہے

سجدۂ خالقِ بیچون کی یہ دیکھی تاثیر | مثل خورشید چمکتی ہوئی پیشانی ہے

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو وہ قسم
بادشہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستۂ خورشید مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح " ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا "

پہلا پھولا نہ کیون گلشن ہے دنیا کی خلقت کا
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

ہر یک پتا چمن کا گویا دفتر ہے حقیقت کا
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

اشارہ ہے یہی ہر دم مری چشم بصیرت کا
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

تماشا کیون نہ دیکھیں عالم کثرت میں وحدت کا
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

وہ کہا جاتے ہیں ہے مادہ جسکو فرصت کا
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

محل ہے یہ تعجب کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

صداقت کے قلم نے لوح دل پر لکھ دیا مصرع
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

زبان **بادشہ** اور حمد تیری اس سے ثابت ہے
ہر یک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

یہ غزل میدانِ عرفات کی تعریف میں لکھی گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس میں شائع ہوئی

نہ پوچھو ہے یہ کیا میدان عرفات
ہے دربارِ خدا میدانِ عرفات

فراہم آج ہیں لاکھوں مسلماں
زہے عالم خوشا میدانِ عرفات

گدا و شاہ سب یک رنگ میں ہیں
ہے کیا حیرت فزا میدانِ عرفات

خدا کے اب خدائی کا تماشا
ہے کیا دکھلا رہا میدانِ عرفات

کہاں ہیں منکرین حشر آئیں
ادھر دیکھیں ذرا میدانِ عرفات

صدا لبیک کی پھنچا رہا ہے
زمیں سے تا سما میدانِ عرفات

عنادل ہم ہین نغمہ اپنا لبیک
چمن ہے دین کا میدان عرفات

مقدر کھینچ لایا ہے وگرنہ
کجا ہم اور کجا میدان عرفات

تو وہ بارعب منظر ہے جہان کا
نہین ثانی ترا میدان عرفات

طفیل حج بجے اللہ اکبر
عجب رتبہ ملا میدان عرفات

ملایا آدم و حوا کو حق نے
اسی جا پر بجا میدان عرفات

زمین پر تیرے ہی یک روز ہوگا
عیان روز جزا میدان عرفات

مٹیگا دل سے کیونکر بادشہ کے
یہ خوش منظر ترا میدان عرفات

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نہین جز نعت ہی لطف ہے گویائی کا
سب سے بہتر ہے یہ موقع سخن آرائی کا

دیکھیے عالم جو تیرے روضہ کی زیبائی کا
عمر بھر دل رہے حیرت مین تماشائی کا

تم نے لو عشق پیمبر کو سمجھتے کیا ہو
پہلا زینہ ہے یہی حق کی شناسائی کا

آنکھ سے دیکھ لیا روضہ حضرت مین نے
مدعا ہوگیا حاصل مری بینائی کا

پھر مدینہ مین دوبارہ مجھے بلوا لیجے
تاب ہی اب نہین یارا ہے شکیبائی کا

لیلی ہے وہان عشق پیمبر ہے یہان
قیس کسطرح ہو ہمسر ترے سودائی کا

سجدہ گر غیر خدا کیلیے ہوتا جائز
فخر کرتا مین ترے در کے جبین سائی کا

ہر وقت کیا کرتی نہین نسوان قریش
تھا مقدر مین حلیمہ کے شرف دائی کا

عشق پیمبر ہے رفیق دل و جان
گو مین بھی مجھے کچھ غم نہین تنہائی کا

توحید یہ کسطرح سے غالب تثلیث
ادعا ہے یہ غلط مذہب عیسائی کا

ہون مداح ہی تجھ سے نہ پوچھو ہرگز
اسقدر ناز ہے کیون آپکو یکتائی کا

شاعر و ہمکو ان اشعار سے کیا نفع ملے
عشق فرضی ہیں نہیں نام ہے مسیحائی کا

بادشہ نزع میں تم کلمۂ طیب پڑھ لو
کہو نہ سمجھو کہیں قالو ہے یہ دانائی کا

یہ غزل گلدستہ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طرح " یار جس کوچے میں جانکلا گلستان ہوگیا "

رنگ نعت مصطفےٰ جسدم نمایاں ہوگیا
ہر سخن میرا گل گلزار رضوان ہوگیا

تیرے غم میں جو مثال ابر گریان ہوگیا
واہ کیا سرسبز اسکا باغ دیوان ہوگیا

شوق دیدار پیمبر جب رقم کرنے لگا
صفحۂ قرطاس میرا رشک بستان ہوگیا

دیکھکر رفتار حضرت اہل یثرب بول اٹھے
یار جس کوچے میں جانکلا گلستان ہوگیا

کعبے میں پائی ہے صبر مردہ دل نے زندگی
آب زمزم مجھکو گویا آب حیوان ہوگیا

دولت دین نبی نے دی وہ قدر و منزلت
دہر میں ہر مورچہ بشکل سلیمان ہوگیا

نوع انسان میں کیا خلاق نے بندا مجھے
اشرف المخلوق جبسے نام انسان ہوگیا

بچگئے نار جہنم سے مریضان فراق
سوز الفت تیرا اونکے حق میں درمان ہوگیا

فتح گویا ہوگئی سب دشمنان دین پر
نفس سرکش پر اگر غالب مسلمان ہوگیا

مہر کے آگے نہیں جسطرح انجم کی ضیا
رتبہ یوں اگلے کتب کا پیش قرآن ہوگیا

میں جو سلطان رسل کے در کا ہوں ادنیٰ گدا
بادشہ میرا تخلص مجھکو شایان ہوگیا

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح " ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا "

یا نبی جلوہ دکھا دو عارض پر نور کا
بھول جائیں حضرت موسیٰ بھی عالم طور کا

عاصیو درمان کرو تم جرم کے ناسور کا
صبح یثرب میں ہے عالم مرہم کافور کا

وصف لکھتا ہون نبی کے حسن کا مین کیا عجب
دائرہ ہر حرف کا حلقہ ہے چشم حور کا

سارے ہشیارون کو قربان کیجیے اس مست پر
کیا مقدر ہے تمہارے عشق کے مخمور کا

شوق یثرب اور ہے خوف سفر کچھ اور ہے
شہد کے طالب کو بیجا ہے خطر زنبور کا

راز اس کا حق ہی جانے حق مگر کہتے ہین ہم
شہرہ دنیا مین ہے نفخ صور تک منصور کا

کیا مصفی مسجد نبوی ہے جسکے وصف کو
آئینہ کاغذ ہو خامہ چاہیئے بلور کا

حب شفاعت کی تمہاری دہوم محشر مین مچے
کیون نہ دل اچھلے خوشی سے خاطر رنجور کا

شاعر و اللہ فرضی عشق بازی چھوڑ دو
مین موافق ہو نہین سکتا ہون اس دستور کا

عشق جو سچا ہے مثل روز روشن ہے عیان
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

دل ہے میرا عندلیب گلشن توحید حق
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

بعد بیہوشی کے موسیٰ نے زبان سے یہ کہا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

آستان مصطفےٰ کا ہون گدا ای **بادشاہ**
سامنے میرے آگے کیا ہے رتبہ قیصر و فغفور کا

یہ غزل گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلیے لکھی گئی

مصرع طرح "علاج درد دل تم سے مسیحا ہو نہین سکتا"

کسی سے وصف شاہ انبیا کا ہو نہین سکتا
کبھی قطرہ کے منہہ سے وصف دریا ہو نہین سکتا

مریض عشق احمد ہون معالج سے یہ کہدونگا
علاج درد دل تمسے مسیحا ہو نہین سکتا

رخ حضرت سے اے شمس و قمر تشبیہ کیونکر دون
کرو تم لاکھ بھی منت یہ اصلا ہو نہین سکتا

تن اقدس پہ زیبا خلعت ختم رسالت ہے
قسم حق کی قیامت تک بھی تم سا ہو نہین سکتا

تمہارے قدر و عزت کا مدارج کا مراتب کا
بجز اللہ کے کوئی شناسا ہو نہین سکتا

یہان محبوب حق ہے اور وہان سب حور و غلمان ہین
مدینے سے کبھی فردوس اچھا ہو نہین سکتا

دلاتے خوف کیون ہو واعظو تم روز محشر کا
شفیع المذنبین کیا اپنا ملجا ہو نہین سکتا

سون رہیں سب فدا ہین من فدا اپنے پیمبر پر
کسی کا میرے دل پر کچھ اجارا ہو نہین سکتا

نبی کے عاشقون سے قیمتین ہمسر ہو یہ بیجا ہے
خذف پارہ کبھی دُر یکتا ہو نہین سکتا

ملادے خاک میری بعد مردن خاک طیبہ سے
صبا کیا تجھ سے اتنا کام میرا ہو نہین سکتا

ہے انکی یک نگاہ لطف کافی **بادشہ** مجھکو
جو ادنیٰ امتی ہون کیا مین اعلیٰ ہو نہین سکتا

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلیے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید مدراس مین طبع ہوئی

مصرع طرح "بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا"

مجھ سے رقم جو وصف نہ انبیا ہوا
ہر ایک حرف قابل صل علیٰ ہوا

پرتو فگن جو عشق حبیب خدا ہوا
دل میرا گویا آئینہ حق نما ہوا

مین دل سے آستانِ نبی کا گدا ہوا
ہم رتبہ بادشہ جو ہوا کیا بجا ہوا

جامع ہے تو جمیع فضائل کا یا نبی
تجھ سا نہ دوسرا ہے نہ کوئی دوسرا ہوا

میری نظر نے کردیا ذرہ کو آفتاب
قطرہ ترے کرم سے دُرِ بے بہا ہوا

تیرے سحاب فیض و ہدایت کا ہے طفیل
توحید کا ہے باغ جو پھولا پھلا ہوا

کرتا ہے قصد بلدۂ طیبہ جو میرا دل
رہتا ہے شوق دو قدم آگے بڑھا ہوا

اپنی خبر ہے مجھکو نہ غیروں کا ہے خیال
بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا

بخشش خدا مین جاؤنگا محشر مین **بادشاہ**
نعتِ نبی کا ہاتھ مین دفتر لیا ہوا

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا"

ہجر احمد مین نہ پوچھو مجھ سے کیا جاتا رہا
صبر و استقلال کا بھی حوصلہ جاتا رہا

وائے ناکامی پڑے ہین ہند مین مایوس ہم
سوئے طیبہ قافلہ پر قافلہ جاتا رہا

عشق احمد نے مٹایا دل سے میرے عشق غیر — آشنا قایم رہا نا آشنا جاتا رہا

لیگیا وہ ساتھ اپنے راحت و صبر و قرار — ایک دل ہمدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا

نکہت مشک و گلاب اس راہ سے آتی رہی — جس گلی جس رہ سے شاہ انبیا جاتا رہا

ہم مدینہ تک گئے لیکن نہ اس جا مر مٹے — ہائے کیا پایا تہا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا

لطف شوق و مدمین ہے آنکھہ میری مبتلا — دیکھنا روضہ کا وہ صبح و مسا جاتا رہا

شرق سے تا غرب جب ڈنکا بجا توحید کا — زور کفر و شرک کا جاتا رہا جاتا رہا

کہتے تھے روح الامین وقت وفات مصطفےٰ — لطف اس دنیا مین آنے کا جو تھا جاتا رہا

جب سے آنکھوں مین سمائی ہے مدینہ کی بہار — شوق اے رضوان مجھے فردوس کا جاتا رہا

سچی سچی مدح گوئی کا ہے چرچا بادشاہ
اب تو فرضی عشق بازی کا مزا جاتا رہا

مصرع طرح "معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا"

دین متین ہے پہیلا نزدیک و دور تیرا — گویا ہے اے پیمبر ہر جا ظہور تیرا

تیری ہدایتون سے ہے مستفیض ہر یک — معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا

کفار و مشرکین سب پچتا ئینگے سراسر — جاہ و حشم جو دیکھیں روز نشور تیرا

قدرت ہے وہ خدا کی یہ فضل ہے خدا کا — پا ئینگے حسن کیونکر غلمان و حور تیرا

فعلی رضائی قولی سنت کے ہین جو پیرو — لطف و کرم انہین پر ہوگا وفور تیرا

ہین صاف تر مبشر توریت اور انجیل — اور دے گیا ہے بیشک مژدہ زبور تیرا

تو خاتم الرسل ہے سردار دو جہان تھے — رتبہ رقم کرون کیا مین ای حضور تیرا

شیدا نہ ہو جو تیرا مومن وہ کسطرح ہو — رکھتا ہے عشق دل مین ہر یک ضرور تیرا

تہا عرش رب ای موسیٰ معراج گاہ احمد — معراج گہ زمین پر تھا کوہ طور تیرا

دوزخ سے تو چہڑا کر جنت ہمین دکہائے — ہوگا زہے مسرت دل ناصبور تیرا

اے بادشہ شفیع محشر نبی ہے اپنا
کیا غم ہے گر ہے بیحد جرم و قصور میرا

مصرع طرح ”کسکی گردن کو جھکا تا نہیں احسان تیرا“

یا نبی کسکے نہیں دل مین ہے ارمان تیرا
کون مداح نہیں صاحب ایمان تیرا

سرفرازی ہے ہدایت سے ترے عالم کو
کسکی گردن کو جھکا تا نہیں احسان تیرا

کون ہون کیا ہون کرون عشق کا دعوی کیونکر
عشق خود رکھتا ہے جب حضرت رحمان تیرا

حمد سے نعت بھی کہتی رہی صبح و مسا
حد نہیں میری کوئی اور نہ پایان تیرا

عاصیان حشر مین یون تجھکو پکار اوٹھینگے
ہاے وسیلہ ہمیں بس دین کے سلطان تیرا

کسر شان اسکی ہے کسریٰ سے اگر نسبت دون
فوقیت رکھتا ہے دارا یہ بھی دربان تیرا

وقف سب کچھ ہے یہ تیرے لیئے ای عشق نبی
جسم تیرا ہے بجا نقد دل و جان تیرا

کیون سکندر بھی نہ شئندرہو صفائے رخ سے
آئینہ رہتا ہے ہر آئینہ حیران تیرا

مصر مین اسلیئے کھلایا عزیز عالم
نور رکھتا تھا جبین پر مہ کنعان تیرا

نار گلزار بھلا کیون نہو ای ابراہیم
نور سے کسکے تھا عارض یہ درخشان تیرا

فخر کرتے ہین رسل فوق ان معلیٰ یہ ترے
یا نبی تجھہ پہ ہر ایک وصف ہے نازان تیرا

بلبل باغ مدینہ ہون مجھے کیا پروا
ہو مبارک تجھے رضوان یہ گلستان تیرا

بادشہ کو نہیں کونین مین کچھ خوف و ہراس
حشر مین ہاتھ مرا اور رہے دامان تیرا

مصرع طرح ”تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا“

مدینے کی ہے مجھکو یاد کیا کیا
تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا

ہے تیری حشر مین امداد کیا کیا
ہوے دوزخ سے ہم آزاد کیا کیا

منادی تو نے کی توحید کی جب
مٹایا کفر اور الحاد کیا کیا

یدہبت سے ہوا معمورہ عالم — ضلالت ہوگئی برباد کیا کیا

بہار وحدت حق کا ہے جلوہ — ہے پھولا گلشن ایجاد کیا کیا

لکھا ہے میں نے وصف چشم سرور — ہے استاد ونکا اس پر صاد کیا کیا

ہزاروں سیکڑوں امت میں تیرے — ہوے اقطاب او اوتاد کیا کیا

نبوت کسکو ہے جن و ملک میں — معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا

طپیاں ہوں غمزدہ ہوں مضطرب ہوں — تری فرقت کی ہے بیداد کیا کیا

دوبارہ جاکے جب پہنچوں مدینہ — کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

میں مداح نبی ہوں بادشہ آج
ملیگی شاعروں سے داد کیا کیا

مصرع طرح "یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا"

ترے روضہ پر دوبارہ جو مرا قرار ہوتا — مری جان صدقے ہوتی مرا دل نثار ہوتا

میں مدینہ جاکے آیا مرا مدعا نہ پایا — نہ تھے یہ نصیب میرے کہ وہاں مزار ہوتا

تری دید خواب میں بھی نہوی مجھے میسر — مرا بخت خفتہ شاید نہیں ہوشیار ہوتا

کیا خاتم الرسالت تجھے خالق جہاں نے — تو نبی جہاں میں کیونکر کوئی زینہار ہوتا

کبھی آشکار ہوتی نہ خدا کی یہ خدائی — نہ ترا وجود اطہر اگر آشکار ہوتا

مری آنکھ کیوں نہ سمجھے اسے سرمہ جواہر — ترے گور کا میسر جو مجھے غبار ہوتا

میں درود پڑھکے ہردم ترا نام لے رہا ہوں — یہ لحاظ میں نہ کرتا تو قصوروار ہوتا

تری ہجر کی مصیبت نہ اگر مجھے ستاتی — کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو بیقرار ہوتا

مجھے ہو یقین ہمدم ترے در پہ ہو رسائی — مری زیست کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

دم گریہ وصف کرتا جو ترا اے بحر خوبی — مرا اشک قطرہ قطرہ دُرِ شاہوار ہوتا

تری یک نظر جو پڑتی اے سحاب لطف رحمت — مرا گلشن مقاصد ابھی پُر بہار ہوتا

نہ رہے اگر وہاں تو مجھے خلد ہے بیابان ‏ گل بر سر یک جہاں کا مرے عشق میں خار ہوتا

یہی فخر بادشہ کو دم باز پرس لب تھا
ترے عاشقوں میں شاہا جو مرا شمار ہوتا

یہ غزل مجلس مشاعرہ مکہ معظمہ میں پڑھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس میں شایع ہوئی

مصرع طرح "لینا تھا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا"

ہوں تشنہ لقائے رسالت مآب کا ‏ جلوہ ہے داغ دل میں مرے آفتاب کا

یاد آرہا ہے وہ گل عارض جناب کا ‏ آنسو کو میرے آج ہے رتبہ گلاب کا

نشہ ہے مجھکو عشق نبی کے شراب کا ‏ عالم ہے منکروں کے دلوں پر کباب کا

جرم و گناہ میرے بھلا کس حساب میں ‏ میں ہوں غلام شافع یوم الحساب کا

نوبت زوال کفر کی پہنچی کہاں کہاں ‏ ڈنکا بجا ہے دین کے جب رعب و داب کا

سیماب پارہ پارہ ہو غیرت سے کیا عجب ‏ ہجر نبی میں ہے وہ سماں اضطراب کا

ہم کس لئے امتی ہیں [illegible] دوزخ [illegible] ‏ وہ اور ہونگے خوف ہو جنکو عذاب کا

شیریں ہوا ہے چاہ انس کا وہ آب شور ‏ ادنی سا یہ اثر تھا نبی کے لعاب کا

افسوس [illegible] ‏ ہے زندگی ہماری نمونہ حباب کا

اے نفس [illegible] دل لگی [illegible] ‏ لینا تھا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا

مکہ میں آئیں اور کہیں شوخیہ غزل
ای بادشاہ کام نہیں یہ ثواب کا

مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ "عروج سیال" مدراس کے لئے لکھی گئیں

مصرع طرح "حضرت دل ہجر میں کیا رنگ دکھلائینگے آپ"

اللہ اللہ حشر میں کس شان سے آئینگے آپ ‏ رستگاری امت عاصی کو دلوائینگے آپ

کیسی ہمدردی ہو ارشاد شفاعت یہ ہے ‏ گر نہ ہوں ہمراہ یہ جنت میں کب جائینگے آپ

نور کے لیتا طبق وقت ولادت سب ملک
کہیے تھے اس دہر مین تشریف اب لائینگے آپ

خوش نصیبی پر مری کیا اس سے بڑھکر فخر ہو
گر دوبارہ پھر مجھے یثرب مین بلوائینگے آپ

جب مدینہ مین تھا بجید جوش اظہار طرب
حضرت دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائینگے آپ

بیگمان حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی
گویا فرمان الہی ہے جو فرمائینگے آپ

کسکو تہا معلوم یون ہوگی ضلالت کالعدم
اور یون نور ہدایت اپنا چمکائینگے آپ

یا نبی ہے گلشن فردوس کو میرا اسلام
خاک کو میرے مدینے مین جو پھنچائینگے آپ

رشک رخ سے آپکے خورشید ہوگا زرد رو
پارہ پارہ ہو قمر انگلی جو بتلائینگے آپ

جو مصدق آپکے ہین خوش رہینگے حشر مین
جو مکذب ہین وہ دل ہی دل مین پچتائینگے آپ

پاک فرضی عشق سے ہے **بادشہ** کی شاعری
مجھہ سے ای رنگین مزاج لطف کیا پائینگے آپ

مصرع طرح "میرے پہلو مین ہے وہ رشک قمر آجکی رات"

شب معراج ہے اے اہل نظر آجکی رات
کسقدر رحمت حق کا ہے اثر آجکی رات

پردۂ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے
ہو مبارک اے مسافر یہ سفر آجکی رات

کیا کرے سدرہ سے پرواز پر روح امین
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزر آجکی رات

سرنگون کیون نہون انجم یہی کہتا ہے براق
پشت پر میرے ہے یک رشک قمر آجکی رات

یک تجلی سے ادہر طور پہ بیخود تھے کلیم
ہم کلامی ہوی خالق سے ادہر آجکی رات

خلق کین خالق عالم نے بہت سی راتین
رکھتی ہے یہ مگر شان دگر آجکی رات

حورین جنت مین فلک پر یہ ملک کہتے ہین
صدقے تم پر ہین دل و جان جگر آجکی رات

قاب قوسین او ادنی کا جو کچھ تہا مفہوم
ہے مکمل اے شہ جن و بشر آجکی رات

نہ ملا ہے کسی مرسل کسی پیغمبر کو
تم نے پایا ہے جو کچھ عز و وقر آجکی رات

نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ
اہل دوزخ کی بھی لی تم نے خبر آجکی رات

بست ہفتم ہے حبیب کی یہ مبارک تاریخ
طاعت حق میں رہیں تا بہ سحر آچکی رات

قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس میں گہر
صدف ماہ رجب میں ہے گہر آچکی رات

بادشہ پاؤ گے کسطرح بتا کل کے دن
خواب غفلت میں اگر ہو گی بسر آچکی رات

مصرع طرح "اے دل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج"

کس کا ہے نام ورد زبان بار بار آج
ہیرا دہن ہے میری زبان پر نثار آج

نعت نبی پہ ہے میرا دارومدار آج
صل علیٰ کی کیوں نہ ہو ہر جا پکار آج

اے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے
اے دل یہی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

سینہ ہے میرا بحر ہجر سے داغ داغ
کیا خوشنما ہے میرے چمن کی بہار آج

جنت میں بھی کہونگا تری دید بس مجھے
بے قصور کا میں نہیں خواستگار آج

با صدق دل غلام شہ انبیا ہوں میں
کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج

لکھتا ہوں وصف نکہت گیسوئے مصطفےٰ
صدقے مرے سخن پہ ہے مشک تتار آج

امت یہی کہیگی قیامت میں یا نبیؐ
تیرے سوا ہے کون ہمیں غمگسار آج

کیا جانوں میں کہ کب مجھے مدینہ کا بھیجے سفر
مدت سے گزر گیا ہے مرا انتظار آج

تعداد اہل فہم کی نہیں قلیل ہے
شاعر ہیں یوں جہاں میں ہزاروں ہزار آج

مداح مصطفےٰ ہوں تخلص ہے **بادشاہ**
غیروں کی مدح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح "نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد"

شوق دیدار نبی ساتھ رہا میرے بعد
گل نرگس مری تربت پہ کھلا میرے بعد

لطف کچھ مدح نبی کا نہ ملا میرے بعد
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

یا نبی داغ محبت ترا ایسا تا ہوں
بس ہے اس شمع کی مرقد میں ضیا میرے بعد

دست و پا میرے گناہوں کی گواہی دینگے / یہی دشمن ہیں مرے روز جزا میرے بعد

کہا حضرت نے کہ دنیا میں ہوں چھوڑا دو چیز / ایک قرآں دگر آلِ عبا میرے بعد

یہی دو چیز تمہارے لئے ہیں حبل متین / یہی دکھلائیں ہمیں راہِ ہدا میرے بعد

نیک اعمال فقط حشر میں کام آئینگے / ہیں عبث قصر و مکان سیم و طلا میرے بعد

خاک کو میرے ذرا خاک مدینہ میں ملا / اتنا احسان کرائے باد صبا میرے بعد

میں اٹھوں حشر میں عشاق نبیؐ کے صف میں / یہی کافی ہے میرے حق میں دعا میرے بعد

آہ کس درد سے فرمائینگے سنتے ہیں نبیؐ / میری امت ترا کیا حال ہوا میرے بعد

بادشہ فکر سے ہے کما گر نہیں اب قادر سخن / خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کے لئے لکھی گئی —

میلاد مصطفےٰ کی ہے کیا خوش بہار عید / یہ عید وہ ہے جسپہ فدا ہیں ہزار عید

یہ عید وہ ہے جس سے ہے اسلام کی بنا / یہ عید وہ ہے جس سے ہوئیں بیشمار عید

یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو بھی ہے طرب / یہ عید وہ ہے فخر دہ روزگار عید

اس عید کے تھے مژدہ رسان اگلے انبیا / میلاد اس سے اور کوئی یادگار عید

اس عید کی نمود [illegible] ہے [illegible] میں / ملک عرب میں ہے یہی با افتخار عید

قربان اسپہ کیوں نہ ہو عید الضحیٰ مدام / عید الفطر کو کرتی ہے یہ شرمسار عید

توحید پھیلی کفر ہوا جس سے پائمال / یہ عید ہے ہمارے لئے استوار عید

جسدن رسول پاک کا دنیا میں ہو ظہور / اسدن کی کیوں منائیں نہ ہم شاندار عید

جنبش ہوئی عمارت کسریٰ میں یکبیک / کیا بہر کفر تھی یہ تزلزل شعار عید

آتشکدہ مجوس کا فی الفور بجھ گیا / تھی گویا ابر رحمت پروردگار عید

سب مومنوں کی آنکھ ہے نرگس کیطرح وا / یوں تیرا سال بھر سے ہمیں انتظار عید

عینک لگاکے پیر فلک مہر و ماہ کی
بینک دل اسکا حب نبی سے بعید ھے
نظارہ تیرا کرتا ہے لیل و نہار عید
اس عید کو نہ سمجھے اگر دیدار عید

جوش دلی سے آج مناتے ہین ہم خوشی
کھائین کھلائین دلوین دلائین خوشی کرین
کل حشر مین ہماری ہے یہ غمگسار عید
ہم سے بس ان امور کی ہی خواستگار عید

از روئے شرع کام کوئی ناجواز ہو
حورین جنان مین ارض پہ ہم ہیچ پر فلک
کرتی نہین ہے اسکی طلب زینہار عید
کرنے ہین آج تیری خوشی بار بار عید

دارہم مار طرز خیالات او چہ کار
اکنون ہر آمکہ گفت نیامد بکار عید

ہر وقت لفظ عید زبان پر ہے **بادشاہ**
میری زبان کو کیون نکرے مشکبار عید

یہ نظم بھی اوسی جلسہ کیلئے لکھی گئی

مرحبا آئی ہے عید المیلاد
کیا خوشی لائی ہے عید المیلاد

سرور ہر دو جہان کی بجہہ مین
جلوہ افزائی ہے عید المیلاد

دل مین جسکے ہے نبی کی الفت
تیرا شیدائی ہے عید المیلاد

پائی کس عید نے عزت ایسی
تو نے جو پائی ہے عید المیلاد

جان معمور ہے الفت سے ترے
دل تمنائی ہے عید المیلاد

دیکھیکرا نبے طلبگارون کو
آج اترائی ہے عید المیلاد

آج کس شان سے اس جا پہ تری
محفل آرائی ہے عید المیلاد

کھب گئی آج نظر مین سب کے
تیری زیبائی ہے عید المیلاد

خوب اے منتظمین مجلس
تم نے دکھلائی ہے عید المیلاد

نعت مین آج زبان ہر یک کی
وقف گویائی ہے عید المیلاد

بادشہ غل بھی ہر جا ہے بپا

آئی ہے آج عید المیلاد

یہ نظم جشن عید المیلاد ۱۳۳۱ھ کیلئے لکھی گئی

مرحبا فرحت ہے عید المیلاد — کیا خوش اسلوب ہے عید المیلاد

یعنی ہم آئیں حبیب حق کے — ہم کو محبوب ہے عید المیلاد

ہے یہ ہر ایک عید کی برکت کو طلب — ہم کو مطلوب ہے عید المیلاد

یا نبی جسکو ہے الفت تری — اسکو مرغوب ہے عید المیلاد

جسکو الفت نہیں ہاں اسکے لئے — سخت معیوب ہے عید المیلاد

ہم اسی کے ہیں غلاموں کے غلام — جس سے منسوب ہے عید المیلاد

سب پہ غالب ہے تو جبھی سے ہر عید — آج مغلوب ہے عید المیلاد

نزد حق جو ہیں معظم ایام — انمیں محسوب ہے عید المیلاد

بادشہ کے ہے یہی ورد زبان
خوب ہے خوب ہے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام "مدحت رحمۃ العالمین" ہے ۱۳۳۲ھ

کیا مہ میلاد آیا صورت باد بہار — غنچہ ہائے دل ہمارے ہیں شگفتہ بار بار

ہم بھی ہیں ہر رنگ میں اپنے نبی کے مدح خوان — باغ میں ہیں بلبلوں کے جسطرح بیسے ہزار

مثل سنبل تھے پریشان ہم اسی مہ کیلئے — آمد آمد کا تھا اسکے مثل نرگس انتظار

الحمد للہ آج وہ دن وہ مہینا آگیا — اللہ اللہ بخت خوابیدہ ہوا پھر ہوشیار

یہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خوشی — یہ خوشی وہ ہے اثر اسکا ہے تا روز شمار

اس خوشی سے واقعی خالی نہ رہنا چاہیئے — کوئی گھر کوئی محلہ کوئی دہ کوئی دیار

مرحبا صد مرحبا کہتی ہیں حوریں خلد میں — چرخ پر صلّ علیٰ کی ہے ملائک میں پکار

وہ نبی پیدا کیا جسکے لئے خلاق نے — مہر و مہ ارض و سما جن و بشر لیل و نہار

وہ نبی ! جسپر نبوت اور رسالت ختم ہے
مثل اسکے کب ہوا کوئی نہ ہوگا زینہار

وہ نبی ! کفر و ضلالت کو کیا جس نے تباہ
کردیا برپا علم توحید حق کا استوار

وہ نبی ! در کا گدا جسکے ہے سلطان زمن
سب سلاطین کو گدائی ہے جسکے افتخار

وہ نبی ! پل مین زمین سے لامکان تک جو گیا
قاب قوسین کا ملا جسکو وہان عز و وقار

وہ نبی ! کفار بھی قائل تھے جسکے حلم کے
جسکے تھا خلق و تواضع کا مسخر روزگار

وہ نبی ! جسکے فضایل کی نہین کچھ انتہا
وہ نبی ! جسکے خصایص کا نہین حد و شمار

وہ نبی ! انگلی سے جسکے ہوگیا شق القمر
عالم علوی پہ جو اپنا دکھاتا اختیار

وہ نبی ! پھر شفاعت جب زبان اسکی کھلے
کیون نہون لاکھون گنہگاران امت رستگار

وہ نبی ! جسکے تن اقدس کو سایہ ہی نتھا
تھا سر اطہر پہ جسکے ابر دایم سایہ دار

وہ نبی ! دنیا مین جس نے بہر سیرابی فوج
انگلیون سے اپنی جاری کردیا ہے آبشار

وہ نبی ! مہر نبوت جسکے پشت پاک پر
صاف تر موجود تھی کالشمس فی النصف النہار

وہ نبی ! جس راہ جس کوچے سے کرتا تھا گزر
وہ گلی وہ راہ ہو جاتی تھی یکسر مشکبار

وہ نبی ! جسکی نظر تھی دور و نزدیک ایکسان
پیش و پس کا حال یکسان دیکھنے ہے آشکار

وہ نبی ! جسکا پسینہ تھا معطر سر بسر
وہ نبی ! تن پر مگس بیٹھی نہ جسکے زینہار

دوستو مطلوب کل عالم کو ہے جسکی رضا
لیک طالب ہے رضا کا اسکے دایم کردگار

وہ نبی ! جسکا محمد مصطفے ہے پاک نام
رحمتہ للعالمین جسکا لقب ہے شاندار

یہ وہی دن ہین کہ وہ پیدا ہوا اس دہر مین
ان دنون ظاہر ہوا اسکا وجود با وقار

کسکو اس دن کے فضیلت کا نہین ہے اعتراف
اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار

یا الہی تو طفیل اس دن کے ہم پر رحم کر
ہمکو ہر مقصد مین کیجے کامیاب و کامگار

صدق دے اخلاص دے ایمان سے ہو خاتمہ
شرع کے احکام پہ ہون منحصر قومی شعار

یمن سے اس دن کے ہمسے دور کر بغض و نفاق
اتفاق و یکدلی دے ہم مین یارب پایدار

ہمین سے اس روز کے میری اصابت کا فتور — ہوا اگر زائل عیب اسکا نہین ہے رہنما

قول فعل مصطفےٰ کی کچھ نہین ہے ہمسری — اور کہلاتے ہین پیرو انکے ہم جان نثار

کیسی یہ غفلت ہماری اور کیسی کاہلی — ہین غفلت مین ہونے ہین مشغلون سرشار

یا الٰہی اس دعا کو دیجئے شرف قبول — آمین آمین کہئے سارے سامعین نامدار

کوئی جدت ہے نہ رنگینی نہ اغراق و غلو — ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاست پر مدار

مدح خوان کس کا ہون مین کیا غم ہے مجھکو بادشاہ
میری محنت کا صلہ دیگا مجھے پروردگار

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرعہ طرح "نہ بچپنائیگا اے بے وفا ہمسے جدا ہوکر"

رہون مین بحر نعت مصطفےٰ سے آشنا ہوکر — مرا ہر یک سخن چمکیگا دُرّ بے بہا ہوکر

پڑا ہون ہند مین اب مین مدینہ سے جدا ہوکر — یقین ہے شوق پھر لیجائے مجھکو رہنما ہوکر

خیال گلشن یثرب رہیگا بعد مردن بھی — عجب کیا روح جا پہنچے وہان باد صبا ہوکر

ترا عز و شرف کس سے بیان ہو یا رسول اللہ — ہوا مقبول تجھسا کون ختم الانبیا ہوکر

شب معراج پایا تونے رتبہ قاب قوسین کا — گیا اور آگیا اک پل مین تو عرش علا ہوکر

اسی کا دھیان ہو دل مین اسیکا گر ہو سر پر — رہون تا مرگ یارب محو عشق مصطفےٰ ہوکر

تصور مین گل رخسار حضرت کے جو روتا ہون — ٹپک پڑتی ہین میرے اشک عطر موتیا ہوکر

تن مردہ مین مشتاقان حج کے جان آتی ہے — ملا ہے آب زمزم کیا انہین آب بقا ہوکر

سمان اسوقت محشر مین رہیگا دیکھنے قابل — کھڑے ہین سب سکڑون عاصی سر زیر لوا ہوکر

شفاعت کیلئے یک جنبش لب ہی کافی ہے — ہزارون جائینگے جنت کو دوزخ سے رہا ہوکر

جہان مین تیرے انوار ہدایت ہین عجب پھیلے — ہر یک ذرہ درخشان ہے یہان شمس الضحیٰ ہوکر

کرو بیجی محب شاعرو تابع ہو تم کو — بھلا کیا پاؤگے عشق بتان مین مبتلا ہوکر

خطاب بادشہ مشہور ہے میرا جو عالم مین
شرف پایا یہ مین نے کوچۂ احمد کا گدا ہو کر

مصرع طرح "ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر"

داغہائے عشق پیغمبر ہین قلب زار پر
ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر

شیفتہ ہون دل سے حسن احمد مختار پر
کب نظر میری پڑیگی ایسی دلدار پر

داغہائے دل و دہر آنکھین دہرین اشکبار
سچ تو ہے بارش بہی ہونی چاہیئے گلزار پر

جا پہنچتا اوڑ کے طیبہ مین پیمبر کے حضور
بازوُن مین گر عطا کرتا خدا دو چار پر

شربت دیدار پلوا دو مسیحائی کرو
یا نبی کیجیے کرم اس ہجر کے بیمار پر

شوق سے جب یا محمد کا کرون نعرہ بلند
زلزلہ ڈالون زمین پر دشت پر کہسار پر

ملک یثرب مین اگر آئے مجھے خواب اجل
مین کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

دوست اور دشمن پہ تہی یکسان توجہ کی نظر
لطف تہا برابر یار پر اغیار پر

فر جمشیدی کو کیا سمجھین غلامان نبی
شوکت دارا فدا ہے آپکے دربار پر

وصف ہے توحید کا شایان اگر حق کیلئے
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

مصرع طرح "یہ گلشن نہین دل لگانے کے قابل"

زبان نعت کے ہے سنانے کے قابل
ہے دل انپہ قربان جانے کے قابل

بنانا تہا جیسا بنایا ہے حق نے
ہے پہر کون تجہسا بنانے کے قابل

شفاعت کے محتاج عاصی ہین ورنہ
خدا کو ہین کیا منہہ دکہانے کے قابل

نبوت ہوی ختم اب مثل پیغمبر
نہین کوئی دنیا مین آنے کے قابل

پس ذات خالق جو کچھہ ہے بزرگی
فقط تو ہی تہا اسکے پانے کے قابل

نہ ہوتا جو غیروں کو ممنوع سجدہ
مزار و روضہ تھا سر جھکانے کے قابل

عبث دینداری کا دعویٰ ہے سب کو
بہت کم ہیں اسکے نبھانے کے قابل

خزاں اسکو برباد کر دیگی ایک دن
یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل

جتا دو کوئی جا کے سب بلبلوں کو
یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل

تم اے شاعرو عشق فرضی کو چھوڑو
یہ ہرگز نہیں اس زمانے کے قابل

ضعیفی میں ای **بادشہ** غم یہی ہے
رہا میں نہ یثرب کو جانے کے قابل

مصرع طرح "مجھسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل"

عشق رسول پاک میں ہے بیقرار دل
ہے رشک لالہ زار مرا پر بہار دل

سردار مرسلین پہ ہے میرا نثار دل
کعبہ سے عرش سے ہے فزوں باوقار دل

لگتا نہیں ہے دل مرا جز نعت مصطفےٰ
صدقے ہوں میرے دل پہ نہ کیوں ہوشیار دل

دنیا کی خواہشیں نہ مسخر کریں اسے
پہلو میں دیکھ لیتا ہوں میں بار بار دل

اعدا کو بد دعا کے عوض تو نے دی دعا
اللہ رے ترا وہ عطوفت شعار دل

اس دل کو نذر کرنے کے قابل ہے چیز کیا
امت کا نزع تک جو رہا غمگسار دل

کیونکر ہوں منکران نبی سے سحر روبرو
میدان عشق میں ہے شہسوار دل

معدوم نیکیاں ہیں ہجوم گناہ ہے
کیا لیکے جاؤں بخش خدا شرمسار دل

محکم رہیں جو عشق خدا و رسول میں
ڈھونڈیں تو ایسے سو میں ملینگے دو چار دل

ہر آن تیرے شوق زیارت میں یا نبی
سیماب کی طرح ہے مرا بیقرار دل

یکساں فراق و وصل میں مضطر ہے **بادشاہ**
مجھسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد سنہ ۱۳۳ ہجری کیلئے لکھی گئی

ہین کہ ہر آج محبان ربیع الاوّل — دل و جان کیجیے قربان ربیع الاوّل

خیر و برکت ہے جلو مین تو سعادت ہمرین — آیا کس شان سے مہمان ربیع الاوّل

پھر نئے سر سے لگی آنے بہار عشرت — پھر ہوا تازہ گلستان ربیع الاوّل

پھر لگے ہونے کو مولود کے جلسے ہر جا — پھر ہوے جمع ثناخوان ربیع الاوّل

ہے نظارہ سے پھر دیدۂ انجم سے فلک — پھر منور ہین چراغان ربیع الاوّل

رنگ و بو گل کو ز بلبل کو مبارک گلہا — ہم تو ہین زمزمہ سنجان ربیع الاوّل

اے زہے جلوۂ ایام ظہور احمد — اے خوشا دورۂ دوران ربیع الاوّل

کیسی یہ نعمت عمدہ ہوی حاصل ہم کو — حشر تک ہم پہ ہے احسان ربیع الاوّل

ساری تاریخون مین ہے بارہوین تاریخ ایسی — گویا سب جسم ہین وہ جان ربیع الاوّل

یہ وہ تاریخ ہے پیدا ہوے سرور جسمین — ہے یہی مرکز فیضان ربیع الاوّل

یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہان کو جس سے — پائی کس نام سے شان ربیع الاوّل

سال بھر مین فقط یکبار ہے جلوہ دکھا — پورے کیا نکلینگے ارمان ربیع الاوّل

ہمکو کیا کام ہے گلہاے جنان سے ہنوز — بس ہمین بخشنے دامان ربیع الاوّل

دلمین جنکے ہے پیمبر کی محبت مستحکم — ہین وہی رتبہ شناسان ربیع الاوّل

خم کیا سر پئے تعظیم فلک نے اپنا — دیکھکر رفعت ایوان ربیع الاوّل

حورین جنت مین ملک چرخ پہ یون کہتی ہین — ہم ہین سب حلقہ بگوشان ربیع الاوّل

رہے طالع کہ ہوا بادشہ ہیچمدان

داخل مدح سرایان ربیع الاوّل

یہ غزل گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلیئے لکھی گئی

مصرع طرح "یک تماشا جانتے ہین تیرے ترسانیکو ہم"

سوئے طیبہ ای فلک ہین پھر سفر جانے کو ہم — یک تماشا جانتے ہین تیرے ترسانے کو ہم

دہر مین آئے تھے ہم عشق نبی کہانے کو ہم
خلد مین جانے کو ہم ہین نہین بانے کو ہم

رکھتے ہین سینے مین اپنے سکہ ہائے داغ عشق
نذر دربار نبی مین ساتھ لیجانے کو ہم

دل مین عشق مصطفی ہے کب سے اچھا دل مگر
کسطرح کعبے مین رکھین آہ بتخانے کو ہم

تھی یہی حسرت ترے شمع مزار پاک پہ
کاش کردیتے تصدق دلکے پروانے کو ہم

خیر امت کا لقب ہمکو ہے اے خیر الورا
خوش نصیبی پر ہین اپنے خوب اترانے کو ہم

تو شفیع المذنبین ہے ہم ہین عاصی پُر خطا
حشر مین کسکو سنائین اپنے افسانے کو ہم

پیروی کرتے ہین کچھ سرور قول و فعل کی
کیا فقط ہین امتی دنیا مین کہلانے کو ہم

آفرین ہے جوش پر جو سنت پہ اسکے مرحبا
سب سے دانا جانتے ہین تیرے دیوانے کو ہم

ہم مدینہ کو گئے لیکن نہ اُس جا مر سکے
عمر بھر تقدیر پر ہین اپنے پچتانے کو ہم

بادشہ عاجز نہ کرتا گر بصارت کا فتور
تھے بہت رنگ سخن عالم مین دکھلانے کو ہم

یہ غزل مشاعرہ و امباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "گشتہ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین"

موج ہون سیل ہون قلزم ہون نہ دریا ہون مین
ہان مگر طبع رواں نعت مین رکھتا ہون مین

طالب دید ہون مشتاق ہون شیدا ہون مین
ہون فقط اپنے نبی کا نہ کسی کا ہون مین

روضۂ سرور دین آنکھ سے دیکھا ہون مین
چشم بد دور عجب مرتبہ رکھتا ہون مین

دوستو چلیئے ذرا دیکھیئے یثرب کی بہار
تم نہ ہو جاؤ فدا اُسپہ تو جہوٹا ہون مین

قاب قوسین کے اسرار کہون مین کیونکر
چھوٹا منھہ بات بڑی اسلئے ڈرتا ہون مین

کیا جلائیگی تو اے آتش دوزخ مجھکو
پہلے تو غور یہ کر امتی کس کا ہون مین

کہا خالق نے کہ سب چاہتے ہین میری رضا
یا نبی تیری رضا چاہنے والا ہون مین

نہین امید فقط حشر مین ہے مجھکو یقین
بات بنجائیگی گو لاکھہ بھی بگڑا ہون مین

نظر آیا جو مدینہ کا مجھے گورستان
دل لگا کہنے اسی موت پہ مرتا ہوں مین

پھر دوبارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر
کشتۂ یاس ہون مقتولِ تمنا ہون مین

نہ رہی جبکہ کسی تیغ و سنان کی منت
کشتۂ یاس ہون مقتولِ تمنا ہون مین

لحدِ داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا
کشتۂ یاس ہون مقتولِ تمنا ہون مین

بادشہ ہون نہیں فقط ملک سخن کا لیکن
نہ فریدون نہ سکندر ہون نہ دارا ہون مین

مندرجۂ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "ہم اونکو سینہ سے لپٹا کے پیار کرتے ہین"

نبی کی مدح و ثنا بار بار کرتے ہین
چمن کو دین کے ہم پر بہار کرتے ہین

عطا کیا ہے خدا نے ہمین رسولؐ ایسا
کہ جسپہ سارے رسل افتخار کرتے ہین

جنون ہے عشق پیمبر کا مومنو ہم کو
ہم اپنا دامن دل تار تار کرتے ہین

نہین فلک پہ یہ پھرتے ہین مہر و مہ و نون
طواف روضہ کا با انکسار کرتے ہین

ہمین یقین ہے کہ اعمال نیک عالم مین
پیادہ جو ہے اسے شہسوار کرتے ہین

فرشتو چھوڑ دو امت مین ہون محمدؐ کے
شمار کیون مجھے روز شمار کرتے ہین

سلام جلد حضور نبی مین پہنچا دے
ذرا اے باد صبا انتظار کرتے ہین

نکالو فرضی محبت کو شاعرو دل سے
جو دیندار ہین وہ اس سے عار کرتے ہین

گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بھی گئی
قدیم طرز کو کیون اختیار کرتے ہین

سخن کا اور بہت ہی وسیع ہے میدان
امور فرضی پہ کیون انحصار کرتے ہین

ای **بادشاہ** نہین لطف طول گوئی مین
سخن کو اسلئے ہم اختصار کرتے ہین

مصرع طرح "فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم بھی ہوتے ہین"

صف عشاق پیغمبر میں داخل ہم بھی ہوتے ہیں
فقط مضطر یہیں دل چشم پیہم نم ہی ہوتے ہیں

مدینہ کو گئے پھر آ گئے ہم حیف سچ ہے
فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم ہی ہوتے ہیں

نہ جائیں خلد میں ہرگز نہ ہو ہمراہ گر امت
بھلا روز جزا ایسے کوئی ہمدم ہی ہوتے ہیں

ادھر ہے عالم دنیا ادھر ہے عالم عقبیٰ
یقین ہے بہرہ ور تم سے یہ دو عالم ہی ہوتے ہیں

نہیں ہے ایک رسالت کا شرف ذات محمد میں
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم ہی ہوتے ہیں

ہے یہ حکمت خدا کی پیروان ملت اسلام
کسی جا بر زیادہ ہیں کسی جا کم ہی ہوتے ہیں

احادیث نبی بہر ہدایت ہی نہیں ہرگز
یہی زخم دل عشاق کے مرہم ہی ہوتے ہیں

وہی مومن ہیں جو دل سے فدا ہیں نام حضرت پر
وہی احکام کے تعمیل میں محکم ہی ہوتے ہیں

ترا رتبہ ہے اعلیٰ ای سرشک عشق مصطفوی
کہاں تیرے مقابل گوہر زمزم ہی ہوتے ہیں

یہ وہ دین نبی کی ہے صداقت روبرو جسکے
ہزاروں سرکش و مغرور کے سر خم ہی ہوتے ہیں

جو سنتے ہیں کلام **بادشہ** وہ داد دیتے ہیں
وہ حاصل ذوق کرتے ہیں خوش و خرم ہی ہوتے ہیں

مضطر کی طرح جلوے مری نگاہ میں لا مکان کے ہیں

خواہاں یہ فرضی حسن کے فرضی بیان کے ہیں
دلدادہ ہم ازل سے شہ انس و جان کے ہیں

محشر میں وہ شفیع تمام عاصیان کے ہیں
غمخوار جملہ عاجز و بیچارگان کے ہیں

ہر ذرہ میں ظہور ہے نور رسول کا
جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں

سب کچھ طفیل رحمت عالم کا ہے یقین
دنیا میں جو مزے ہیں امن و امان کے ہیں

ہمکو یہاں کے دولت و عزت سے کام کیا
عزت کے خواستگار فقط ہم وہاں کے ہیں

لعل و گہر جواہر و در سے ہیں قیمتی
الفاظ نعتیہ جو ہمارے زبان کے ہیں

دل کو خیال اب نبی کا ہے ہر زمان
اور مشغلے زبان کو آہ و فغان کے ہیں

طیبہ کے مدح خوان سے نہ ہو ہمسری کبھی
اے واعظو جو مدح کنان تم جنان کے ہیں

دو رح یہ گر میان تو کسی اور کو بتا
کہنے لگے ملک شب معراج یا خدا

ہم رتبہ پیمبر آخر زمان کے ہیں
کیا کیا تواضع آج نئی میہمان کے ہیں

بلوا لو پھر دوبارہ مدینہ میں یا نبی
ارمان بہت یہ **بادشہ** خستہ جان کے ہیں

مصرع طرح "وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں"

ہم عشق پیمبر کا اثر دیکھ رہے ہیں
مرقد سے ہمیں خیر بشر دیکھ رہے ہیں

روضہ پہ تصدق ترے ہوتے ہیں ہمیشہ
وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں

پرتو ہے یہ شاید لب و دندان نبی کا
گردش میں جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہیں

اے مصحف رخسار نبی تیری بدولت
سنگریزوں کو ہم لعل و گہر دیکھ رہے ہیں

امت میں ہیں ہم شافع محشر کے [illegible] اور
عشاق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہیں

اللہ رے شادابی گلزار شریعت
جو نار جہنم کا شرر دیکھ رہے ہیں

آتا ہے نظر جلوہ توحید الٰہی
ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہیں

کب صاحب زر ساتھ حرمین ہوا ہے
ہم چشم بصیرت سے جدھر دیکھ رہے ہیں

افسوس نہ کیوں فہم خلائق پہ ہو ہم کو
بے زر کو تو کاربستہ کمر دیکھ رہے ہیں

سب بے ہنری کو یہ ہنر دیکھ رہے ہیں

صد شکر ہے ہم **بادشہ** شیدا ان کو
مداح نبی شام و سحر دیکھ رہے ہیں

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلیے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید میں طبع ہوئی

مصرع طرح "وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں"

اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہیں
دل میں اگر محبت خیر البشر نہیں

خالی کوئی زمین نہیں بحر و بر نہیں
امت نبی کی ہمکو بتاؤ کدھر نہیں

یثرب کو جاؤ راہ مین کوئی خطر نہین
دنیا مین اس سفر سا مبارک سفر نہین

مین مالامال دولت عشق نبی سے ہون
کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زر نہین

دونون جہان مین تیرے طرح کوئی یا نبی
ہادی نہین رسول نہین راہبر نہین

تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بھی
عظمت نہین ہے جاہ نہین ہے وقر نہین

پہنچا ہے تو وہان شب معراج یا نبی
جس جا پہ جبرئیل امین کا گزر نہین

سن سن کے مژدہ تیرے شفاعت کا ہمکو آپ
محشر کا خوف کچھ نہین دوزخ کا ڈر نہین

شیطان کو کیون نہ جب دل سے نکالدون
بدلہ اگر پدر کا نہ لے وہ پسر نہین

دلچسپیان ہین ملک عدم کے عجیب تر
جاتے ہین سب ادھر کوئی آتا ادھر نہین

آزاد جو ہین دین سے کیا ان سے نفع قوم
سرو چمن کو دیکھئے اسمین ثمر نہین

کس منھہ سے دعوی کیجئے اصلاح قوم کا
دل مین بہت ہے جوش زبان مین اثر نہین

نیت اگر ہو خیر کی ہر طرح خیر ہے
عمدہ ترین بشر ہے وہی جسمین شر نہین

پائی ہے ہم نے نعمت اسلام عمدہ تر
گو تیرے نعمتونکا الٰہی حصر نہین

اشعار کیا سناؤ گے پیری مین **بادشہ**
وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین

یہ غزل مشاعرہ دامنباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

ریاض نعت کی تاثیر دیکھو
گل افشان ہے مری تقریر دیکھو

ہوے ہین کس کے ہم امت مین پیدا
ہماری خوبی تقدیر دیکھو

نہین لاتی ہے اب بوے مدینہ
صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو

بھرا ہے دل مرا عشق نبی سے
نہو باور تو اسکو چیر دیکھو

یہان کیا جاہ عشاق نبی کی
تم انکی حشر مین توقیر دیکھو

قدم کیونکر اٹھے اب سوئے یثرب
پڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو

فقط یک جنبش مژگان حضرت
دل کفار کو بھی تسخیر دیکھو

شفاعت کی ادہر امید ہم کو
گناہوں کی ادہر توفیر دیکھو

کرو رحم ہم پہ اے عالم کے رحمت
یہ امت ہے برا ز تقصیر دیکھو

مجھو چھوڑدو جھوٹے فسانے
پڑھو قرآن اور تفسیر دیکھو

ای فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور
عبث ہے آپ کی تحریر دیکھو

درخت سرو سے رنہار زنہار
نہ کہاو گے کبھی انجیر دیکھو

کہالت طبع کی کہتی ہے ہم سے
نہین بنی کوئی تدبیر دیکھو

کروکوشش مگر اب نہ کھئے
نہین بنی کوئی تدبیر دیکھو

مدینہ دیکھنے ای بادشہ پھر
نہین بنی کوئی تدبیر دیکھو

مندرجۂ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلیئے لکھی گئین -

مصرع طرح "چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو"

سنبھو رو نہ کبھی یون مچل مچل کے چلو
یہ راہ نعت بنی ہے یہان سنبھل کے چلو

مدام شرع نبی پر قدم رہے ثابت
عتاب حق ہو نہین گر ذرا پھسل کے چلو

سفر ہے ملک بقا کا ہر ایک کو درپیش
چلو تو ساتھ مگر توشۂ عمل کے چلو

نہین ہے خوب گناہونکی یہ گرانباری
خدا کے پاس جو جانا ہے ہلکے ہل کے چلو

شفیع اپنا ہے محشر مین احمد مرسل
طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو

نہین ہے کوئی بھی مشکل رہ اطاعت میں
یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کچل کے چلو

نبی کے امتی ہو یہ کا فخر بیجا ہے
ذرا بھی دین سے اسکے اگر بدل کے چلو

جہان مین ماہ پہار اہو شمع سا روشن
ہو سوز عشق نبی مین پگھل پگھل کے چلو

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکیاں کر لو
ملال و حزن سے فردا نہ ہاتھ مل کے چلو

اجل یہ سر پہ گھڑی کہہ رہی ہے شام و سحر
چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

ای بادشاہ لکھو سادہ نعت نبی
کبھی نہ طرز پہ تشبیہ غزل کے چلو

مصرع طرح "مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ"

نبی کا عشق محکم دل کے اندر دیکھتے جاؤ
خدا کے یاں درجے اپنے برابر دیکھتے جاؤ

لکھا نعت نبی کا میں نے دفتر دیکھتے جاؤ
قدم سے قدسیاں ہیں آج اسپر دیکھتے جاؤ

کرم سے امت اپنی روز محشر دیکھتے جاؤ
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

بہار روضۂ حضرت کے آگے خلد ہے کیا شئی
دلہر کہی ہے ساری عمر یکسر دیکھنے جاؤ

شب معراج حضرت سے یہی جبریل کہتے تھے
تمہاری عظمت و شوکت کا منظر دیکھتے جاؤ

مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے
ہمارا بخت ان سبکا مقدر دیکھتے جاؤ

مبارک قبر سے اپنے نکلکر یا رسول اللہ
اس امت کا تمہارے حال ابتر دیکھتے جاؤ

ربیع الاول آیا غلغلہ صلِّ علیٰ کا ہے
مبارک نعت کا چرچا ہے گھر گھر دیکھتے جاؤ

سمجھ لو لشکر خوف الٰہی کی ہے فیروزی
تم اپنے نفس بد کو گر مسخر دیکھنے جاؤ

ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے
وہ کہلاتے جو خدا تمکو برابر دیکھتے جاؤ

فلک پر بادشہ دیکھوگے کیا عقد ثریا کو
ہمارے شاہد معنی کا زیور دیکھتے جاؤ

مصرع طرح "تمہیں سے پوچھتے ہو جان نثار کیسے ہو"

خدا کی شان ہے تم باوقار کیسے ہو
حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو

شفیع کون قیامت میں ہے تمہارے سوا
گناہگاروں کے تم غمگسار کیسے ہو

جو خاصگان خدا ہیں تم انکے ہو سرتاج
رسول کیسے ہو تم نامدار کیسے ہو

تمھارے گیسو و رخ پر فدا ہین ہم دل سے / نہ پوچھے کوئی کہ لیل و نہار کیسے ہو

خجل جو تمسے ہین حورین تو منفعل غلمان / ہر ایک طرح سے تم ہو طرحدار کیسے ہو

خدا کے بعد ہو تم سب سے افضل و اعلیٰ / ہین کیا بتاؤں کہ با افتخار کیسے ہو

تمہارا سرمہ ہین سرمۂ جواہر ہے / تم اے [illegible] کے گرد و غبار کیسے ہو

نہ محو ہوگے کبھی داغہائے عشق نبی / مکان دل کے ای نقش نگار کیسے ہو

ہے خستہ حال یہ امت کا بانی دیکھو / [illegible] کیسے ہو

نبی کے قول کی یار و نہو اگر تقلید / بھلا انکے امتی جان نثار کیسے ہو

خدا جو چاہے عجب کیا مدینہ بھیجو گے
ای **بادشاہ** کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہوئے انجان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

شفیع المذنبین تم ہو محمد مصطفےٰ تم ہو / مریضان گنہ ہم ہین دوا تم ہو شفا تم ہو

خدا کے بعد افضل کوئی تب مین نہین تم سا / صفت ہر ایک ہے تم مین سراوار ثنا تم ہو

خدا کی ہے قسم ہمکو نہین طوفان کا خدشہ / یقین ہے کشتی امت کے اپنے ناخدا تم ہو

خدا کے گو کہ ہو بندے خدا و ندا ہے ہین لیکن / خدا سے ہے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو

نبی کا عشق ہے ہمکو نبی کے مدح خوان ہم ہین / عجب ہے شاعر و مرضی بتون کے مبتلا تم ہو

تمہین ہو باعث عالم ہو تم فخر بنی آدم / نبی اعظم و اکرم رسول رہنما تم ہو

اگر ہے دین مثل آسمان خورشید تم اسکے / نہین خورشید کو گردین ہم اسکے ضیا تم ہو

خدا نے کیسے پیغمبر کے امت مین کیا داخل / ای امت تسک نہین ہے حفاظت رسا تم ہو

مقرب بارگاہ ایزدی مین کون ہے ایسا / جہان مین جتنے مرسل آتے ادکے پیشوا تم ہو

فنا کے او ربقا کے بھید سے جو کوئی واقف ہے / وہ یہ کہتا ہے ہم عین فنا عین بقا تم ہو

گدائی [illegible] حمد کے لطف بادشاہی ہے

ہزاران شکر ہے ای بادشہ اسکے گدا تم ہو

یہ قصیدہ ایک دوست متوطن بنگلور کے فرمایش سے لکھا گیا

فدا ہو کیون نہ دل تجھہ پر ہمارا یا رسول اللہ
نہین تجھہ سا کوئی خالق کا پیارا یا رسول اللہ

تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حور و غلمان ہے
ہمین بس ہے ترے رخ کا نظارا یا رسول اللہ

رہیگا سرخ رو بیشک وہی مومن قیامت مین
ہے تیرے عشق کا جسکو سہارا یا رسول اللہ

جو کچھہ ہے آرزو دل مین مدینے کے سفر کی ہے
نہین ہے خواہش بلخ و بخارا یا رسول اللہ

سروج عظمت توحید تہی منظور سر تا سر
جو تجھہ پر حق نے قرآن کو اوتارا یا رسول اللہ

ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا
کرے کیا ہمکو دوزخ کا شرارا یا رسول اللہ

پسندیدہ تہی یکتائی تری کسقدر جہ خالق کو
نہ تہا سایہ کا ہونا بہی گوارا یا رسول اللہ

عبث ہین یہ مری آنکھین عبث میری بصارت ہے
نہ دیکھا آج تک روضہ تمہارا یا رسول اللہ

ادب سے سرنگون رہتا ہے کلک بادشہ ہردم
ہے تیری نعت کب لکھنے کا یارا یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبولؐ کے روضۂ مطہرہ کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑہا تھا

بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ
میسر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ

کہان ہون کون ہون کیا دیکھتا ہون آج آنکھون سے
مجھے اس خوش نصیبی پر ہے حیرت یا رسول اللہ

بہار گنبد خضرا کا نظارہ جو پایا ہون
نہ کیون ہو سبز میری کشت قسمت یا رسول اللہ

نہ تہا مین بندۂ ناچیز قابل ایسی نعمت کا
فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ

نہین پہولا سماتا ہون خوشی سے اپنے جامہ مین
ملی ہے جیتے جی اب سیر جنت یا رسول اللہ

ملایک کر رہے ہین در پہ تیرے جبہہ فرسائی
بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ

ہے واقف کسطرح سے تو خدا کی شان و عظمت کا
خدا ہی جانتا ہے تیری عظمت یا رسول اللہ

کمالات و فضایل جسقدر سب انبیا مین تھے
ملی ان سبکی تجھکو جامعیت یا رسول اللہ

میان عالم وحق برزخ کبری ہے تو بیشک
کہوں کیا میں ہے تجھپر منکشف حالت مری یکسر
ہوی افسوس کچھ مجھسے نہ پابندی شریعت کی
نہ رغبت نیک کاموں سے نہ نفرت تہی گناہوں سے
سراپا مجرم و عاصی ہوں نادم ہوں پشیمان ہوں
تری امت میں ہونیکا نہ کیونکر فخر ہو مجھکو
شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے تو
ترے اصحاب کے تیرے مکرم آل کے صدقے
زبان کو کس کے بسکے ہے تری توصیف کا یارا

تری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ
نہیں کچھ عرض حاجب کی ہے حاجت یا رسول اللہ
نہ میں نے کی ادا خالق کی طاعت یا رسول اللہ
رہا کسدرجہ مجھکو خواب غفلت یا رسول اللہ
مگر ہوں داخل افراد امت یا رسول اللہ
ہی سارے انبیا کو جسکی رغبت یا رسول اللہ
نگاہ لطف سے ہے تیری کفایت یا رسول اللہ
قیامت میں مری کیجے شفاعت یا رسول اللہ
قلم کو کس کے ہے لکھنے کی طاقت یا رسول اللہ

گدا ہوں تیرے در کا بادشہ کہتے ہیں سب مجھکو
یہ کافی ہے مجھے دنیا میں عزت یا رسول اللہ

مصرع طرح "بندہ پرور کبھی مجھہ پر بھی عنایت ہو جائے"

پھر دوبارہ مجھے یثرب کی زیارت ہو جائے
کسلئے دیر ہے اب جلد قیامت ہو جائے
جائیں ہم خلد میں کفار جلیں دوزخ میں
حمد کا لیکے لوا حشر میں جب تو نکلے
اشک عشق نبوی کو ہے وہ رتبہ حاصل
تیری شیرین سخنی کی جو لکھوں میں توصیف
گنج قارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے
اگر ہو ثابت قدمی میری رضائے حق میں
ایسی توصیف کے ہم ہو نگے نہ ہرگز قائل

اوج پر پھر جو مرا نیر قسمت ہو جائے
یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہو جائے
غم ادہر انکو ادہر ہمکو مسرت ہو جائے
انس و جن کیا ہیں فرشتوں کو بھی حیرت ہو جائے
کیا عجب کوثر و تسنیم پہ سبقت ہو جائے
میرے ہر لفظ میں مصری کی حلاوت ہو جائے
گر میسر تری دیدار کی دولت ہو جائے
جو مصیبت ہو مرے واسطے راحت ہو جائے
یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہو جائے

چھوڑیں یک لخت وہ بوسیدہ خیالات اپنے
فرصی عشاق کو یارب یہ ہدایت ہو جائے

شاعری سے یہی مقصود ہے اے شاہ رسل
بادشہ کی ترے مداحوں میں شہرت ہو جائے

مصرع طرح "بس ہو چکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے"

عشق رسول پاک کا بیڑا اوٹھائیے
قرب خدا کا اس سے نتیجا اوٹھائیے

نام اپنا وہ بنداری میں اچھا اوٹھائیے
خلد بریں کا لطف دوبالا اوٹھائیے

معدوم کی جو رحمت خالق مٹائیگی
ایسا قدم جو سوئے مدینہ اوٹھائیے

رغبت نہیں ہے دین سے جنکو کہینگے وہ
بس ہو چکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے

محشر میں کیا جواب وہ دینگے جو کہتے ہیں
بس ہو چکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے

دل میں ہمارے گویا ہے یہ نقش کالحجر
کیونکر خیال یثرب و بطحا اوٹھائیے

ہم ہیں نثار سید نبی ہمکو کیا ضرور
فرضی نبیوں کے ناز جو بیجا اوٹھائیے

آیا ہے جو کہ مہد میں دیکھیگا وہ لحد
اس زندگی کا دل سے بہروسا اوٹھائیے

دیدار دوست کی ہے تمنا اگر تمہیں
غفلت کا اپنی آنکھ سے پردا اوٹھائیے

غیروں کا عشق اور ہے عشق نبی ہے اور
کھو سنگریزہ اور دُر یکتا اوٹھائیے

منظور گر مسرت عقبیٰ ہے بادشاہ
بار غم رسول ہمیشہ اوٹھائیے

مصرع طرح "ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونے والی ہے"

ترے عشاق کی محشر میں عزت ہونے والی ہے
انہیں حاصل ہر یک جنت کی نعمت ہونیوالی ہے

نہ گھبراؤ گنہگارو تمہیں اپنے پیمبر سے
عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہونیوالی ہے

خطر رکھتے وہی ہیں جنکے دل میں نور ایمان ہے
یقیں کفار کو خواری و ذلت ہونیوالی ہے

مبارک ہے وہ دل جس میں تری معمور الفت ہے
مبارک وہ زبان ہے جس سے مدحت ہونیوالی ہے

ڈرو اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر
نہیں یکدن قیامت مین قیامت ہونیوالی ہے

کہا حق نے تو ختم المرسلین بیشک ہے تیرے بعد
نہ دنیا مین نبوت اور رسالت ہونیوالی ہے

گھمنڈ عظمت کا تھا گردون کو لیکن یہ نہ تھا معلوم
زمین پر پاینی تیری ولادت ہونیوالی ہے

مزاحم ہو نہین سکتے کبھی اسباب دنیاوی
دوبارہ گر مدینہ کی زیارت ہونیوالی ہے

ہمین اے نفس بد تونے ہی ڈالا قعر ذلت مین
ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونیوالی ہے

بتون کے عشق کے اشعار کا خواہان نہین کوئی
مہذب سلسلے مین اس سے نفرت ہونیوالی ہے

نہ چھوڑو مشغلہ نعت نبی کا بادشہ ہرگز
طفیل اس کے رسا اپنی طبیعت ہونیوالی ہے

مصرع طرح "نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے"

مرے دل کو ہے نسبت اسطرح عشق پیمبر سے
جدائی غیر ممکن ہے عرض کو جیسے جوہر سے

نہین مقصود جنت سے نہ جنت کے کسی گھر سے
مری آنکھونکو دلچسپی مدینہ کے ہے منظر سے

مجھے کیا کام فرضی حسن سے اور فرضی دلبر سے
مین سمجھا ہون مجھے سچی محبت ہے پیمبر سے

ترے مست مئے الفت کو کچھ پروا نہین ہرگز
نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ محشر سے

بجز قلب سخنور کب کوئی قدر سخن جانے
صفت زر کی اگر کچھ پوچھنا ہو پوچھو زرگر سے

ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا
نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے

لکھون کیونکر قلم سے وصف پیغمبر کے گیسو کا
بنالون روشنائی مین نہ جبتک مشک و عنبر سے

نہ روکو خلد سے مجھکو نبی کا امتی ہون مین
جو پرسش ہو مرے تشنو پوچھ لو تم اپنے اور سے

غم ہجر نبی مین اشک جو بہتے ہین آنکھون سے
فزون رتبہ ہے اونکا آب زمزم آب کوثر سے

مری امید کی کھیتی ابھی سرسبز ہو جائے
ذرا سا پانی تیرا اگر ابر کرم برسے

نبی کے آستان کی ہے گدائی بادشہ حاصل
مجھے ہے برتری جمشید و دارا اور سکندر سے

مصرع طرح فنا کے بعد بھی دلمین خیال یار باقی ہے

نہ کوئی شوق و ارمان دلمین اب نہ یار باقی ہی
فقط عشق جناب احمد مختار باقی ہے

عجب کیا گر صدا بسمل علی کی قبر سے نکلے
فنا کے بعد بھی دل مین خیال یار باقی ہے

بہار خلد پر رضوان سمجھے یہ تحیر بیجا ہے
زمین پر کوچۂ احمد کا جب گلزار باقی ہے

دماغ اپنا نہین محتاج ہر گز مشک و عنبر کا
خیال زلف حضرت اس مین جب ہر بار باقی ہے

فنا ہونیکو آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہین
اگر باقی ہے ذات حضرت دادار باقی ہے

مین کہدونگا فرشتون سے نہ لیجاؤ جہنم کو
ابھی دل مین امید رحمت غفار باقی ہے

تصدق گر نہین ہے تو نبی کی پاک تربت پر
تری گردش یہ کیون ای مہر پر انوار باقی ہے

نبی کی وصف کا حق کب ہوا اور ادا مجھسے
مرے پہلو مین دل منھ مین زبان بیکار باقی ہے

خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی
مدینہ کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

گنا ہو نپر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس
نہ توبہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

رہوگے گر نہ تم باقی تو غم کیا **بادشہ** اسکا
جہان مین جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرع طرح اُس ایک جان پر مری لاکھوں ستم ہوئے

اوصاف مصطفے نہ کسی سے رقم ہوے
عاجز تمام اہل قلم یک قلم ہوے

الفت مین مصطفے کے جو ثابت قدم ہوے
دنیا مین آخرت مین وہی محترم ہوے

پرسش کا خوف کیا ہمین دوزخ کا کیا خطر
محشر مین جب شفیع وہ شاہ امم ہوے

برپا جو تو نے دین متین کا علم کیا
کفار سر نگون ہوے بت منہدم ہوے

خلق عظیم حق نے کہا شان مین تری
اعدائے دین مسخر خلق و کرم ہوے

کہدو یہ انسے جو رہ حق مین ہوے نثار
تم کامیاب ہو گئے محروم ہم رہے

توحید حق سے ہو گیا پر نور یک جہان
روشن فقط نہ کشور عرب و عجم ہوے

غلبہ معاش حرص وہوا خواہشات بد
ہم کیا سنائیں قومی تنزل کی داستان
سچا ہو عشق چاہیے سچا کلام اب

اس ایک جا پہ مری لاکھوں ستم ہوئے
مبتلا بڑے ہوئے تھے ہم تنہا ہی کیا ہوئے
فرض جو عاشقان تھے وہ سب کالعدم ہوئے

جبر لغت باک کچھ نہیں لکھنے ہو **بادشاہ**
تم شاعران دہر میں کیا معتمم ہوئے

مصرع طرح "وہ کہتے ہیں کہ لیرا آگیا کیا عجب دل ہے"

جہان کے عشق بازوں میں ہمارا کچھ جدا دل ہے
طفیل عشق احمد کیا صفائی پا گئی ہے دل نے
ہر یک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرتا تھا
رسول اللہ کا رتبہ ہے یوں سارے رسولوں میں
یقین ہے مجھکو بلوائیگا پھر یکدن مدینہ کو
وسیلہ مغفرت کا اس سے بڑھکر اور کیا ہو گا
نہ متحمل ہوئے ارض وسما بار امانت کے
جہاں میں سب کو غفلت رہتی ہے احکام شرعی سے
کسی دن نرم ہوتا ہی نہیں خوف الٰہی سے
نہ ذہنی عشق ہے مجھکو نہ جھوٹا ہے سخن میرا

ہر یک شام و سحر پابند عشق مصطفےٰ دل ہے
سکندر طبع ہوں میں اور مہر آئینہ دل ہے
اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے
تمام اعضائے انسانی میں جیسا مقتدا دل ہے
تن اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا ناخدا دل ہے
نبی کا نام ہے ورد زبان محو ثنا دل ہے
جو متحمل ہوا اسکا تو وہ انسان کا دل ہے
سزا پائیگا وہ محشر میں اسکا ناسزا دل ہے
یہ کیا پہلو میں میرے سخت پتھر سا دل ہے
میں سچ کہتا ہوں ان باتوں میں بے لاگ میرا دل ہے

نہ کیوں تفویض کردوں **بادشہ** ہر کام خالق پر
وہی خود جانتا ہے میرا اچھا یا برا دل ہے

مصرع طرح "ہوئے بدنام الفت میں وصال یار سے پہلے"

ہے دل وابستہ کوئے سید ابرار سے پہلے
نہ ہو عشق نبی گر کیا صداقت اپنے ایمان کی

ہوں شیدا اوسکا ای رضوان تیرے گلزار سے پہلے
میں پوچھونگا یہی ہر مومن دیندار سے پہلے

محب ہین نبی کے پائی ہے انصار نے سبقت
مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے

مجھے جنت مین بچانیکی کو شش بعد اسکے ہو
بچالو یا نبی مجھکو عذاب نار سے پہلے

مبارک نام حضرت کا جو آتا ہے مرے لب پر
لبون کو چوم لیتی ہے زبان کس پیار سے پہلے

بشارت آپکی سب دیتے آتے ہر زمانہ مین
پیمبر جتنے آتے احمد مختار سے پہلے

محفظ تائید حق کی تھی غلط ہے قول غیرونکا
ہین اسلام پھیلایا گیا تلوار سے پہلے

ادھر ظلم و ستم تہا اور ادھر لطف و عنایت تھی
بڑا تہا آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے

مسیحا آب ہو میرے مین بیمار محبت ہون
مجھے سیراب کردو شربت دیدار سے پہلے

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی **بادشہ** تجھکو
کہان رجحان تہا یون نعتیہ اشعار سے پہلے

مصرع طرح "فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھرے"

شفیع المذنبین جب سے محمد مصطفٰے ٹھرے
دل امت مین خوف حشر گر ٹھرے تو کیا ٹھرے

تفاوت ہے یہی اپنے نبی مین اور عیسیٰ مین
پرے وہ عرش کے پہنچے یہ بالائے سما ٹھرے

نہ نکلے منہ سے کچھ ہان نعت حضرت دمبدم نکلے
نہ ٹھرے دل مین کچھ ہان عشق شاہ انبیا ٹھرے

جو منکر دین کا ہے نزد حق نزد رسول حق
برا ٹھرے برا ٹھرے برا ٹھرے برا ٹھرے

جگر مین دل مین جان مین تیرا جب عشق و ولا ٹھرے
نہ کیونکر ہر دم زبان پر یا محمد کی صدا ٹھرے

نہ کیونکر وصف گیسو سورۃ واللیل کو کہئے
ترے رخسار کی توصیف مین جب والضحیٰ ٹھرے

غبار روضہ اطہر جو یثرب سے صبا لائے
ضیائے چشم کے خاطر وہ عمدہ توتیا ٹھرے

کرم سے یا نبی ہمکو مدینہ جلد بلوا لو
دل عشاق مین صبر و تحمل تا کجا ٹھرے

طریقت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو
شریعت مین نہ مستحکم قدم جب دایما ٹھرے

خیالی شاعرون سے دور مداحان حضرت ہین
وہ مشتاق نبی اور یہ بتون کے مبتلا ٹھرے

مدینہ کی سفر کی کسطرح رغبت مکمل ہو
نہ جبتک شوق خود مانند خضر رہنما ٹھرے

غریق بحر الفت تیرے یہ ہر وقت کہتے ہین
فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے

قلم ہنرا چلے کیا **بادشہ** نعت پیمبر مین
یہان ہر صاحب طبع رسا جب نارسا ٹھہرے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرۂ مدراس کیلئے لکھی گئین اور گلدستۂ خورشید مین طبع ہوین

مصرع طرح "بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے"

منھہ سے سخن جو نعت نبی کے نکل گئے
الفاظ سارے نور کے سانچے مین ڈہل گئے

ہجر نبی مین آہ کے شعلے نکل گئے
خرمن قرار و صبر کے یک لخت جل گئے

عشاق مصطفےٰ مین ہو روشن نہین کا نام
جو سوز دل سے شمع کیصورت پگہل گئے

چھٹتا نہین ہے موت کے پنجے سے کوئی بہی
گر آج بچ گئے تو سمجھ لو کہ کل گئے

صحبت بدون کی کرنی ہے نیکونکو بہی خراب
کیچڑ ہوا زیادہ تو پاؤن پھسل گئے

حق ادب ادا نہوا ہم سے دوستو
روضہ پہ مصطفےٰ کے جو ہم سر کے بل گئے

رکہا جو تیغ ستمر نے حلق حسین پر
لرزہ ہوا زمین کو فلک سارے ہل گئے

دایم رہے سعید ازل دین پہ استوار
جو تھے شقی وہ دین متین سے بدل گئے

ای **بادشاہ** اپنے گناہون کو کرکے یاد
بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے

مصرع طرح "آسمان پر اپنے نالے جا ئینگے"

پوچھو مت دنیا سے کیا لے جائینگے
نام اچھا یا برا لے جائینگے

گور مین ہم کیا ضیا لے جائینگے
شمع عشق مصطفےٰ لے جائینگے

تم جو چاہو لے چلو اے شاعرو
ہم پیمبر کی ثنا لے جائینگے

غور کیجے امتی کس کے ہین ہم
کیسے ہم دوزخ مین ڈالے جائینگے

قرب حق پائینگے عشاق رسول
ہین جو منکر وہ نکالے جائینگے

جا... بلبلو الوداع ... با ... نبی
دل کو ہم ... ساتھ لے جائینگے

مالو ... مدد ... حضر ... ہوان تجھے
حور ہیں آنکھوں میں ... کھائے ... جائینگے

سوئے یثرب ... دل کے ساتھ ساتھ
شوق و ارمان کے سارے جائینگے

شرمسار ... خواہ ... عاجزی
ہم بھی پیش خدا ... لے جائینگے

گو زمیں پر ہم ہیں لیکن ایک دن
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

... ہم کا ذرا دیکھے عروج
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

... ے فرشتے تو ہیں
آسمان پر اپنے نالے جائینگے

خالی جاوینگے نہ ہم ای **بادشاہ**
بل محفل کی دعائے جائینگے

مصرع طرح "ہم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے"

ہم کبھی عشق نبی سے نہیں ٹلنے والے
مثل پروانہ ہیں اس شمع پہ جلنے والے

دن احمد سے بدلنے کو بدلنے والے
کف افسوس ہیں وہ حشر میں ملنے والے

یاد آئیگی وہاں بھی ہمیں یثرب کی فضا
گلشن خلد سے کب ہم ہیں بہلنے والے

حب دنیا نہیں بعضونکو نکلنے دیتی
یوں تو یثرب کو نکلتے ہیں نکلنے والے

راستہ قرب الہی کا وہی پائینگے
دل سے جو شرع پیمبر پہ ہیں چلنے والے

... دولت کا سنبھلنا تو ہے بالکل آسان
ہیں کہاں نشہ دولت میں سنبھلنے والے

قلزم دہر میں مداح پیمبر گویا
صدف قلب سے موتی ہیں اگلنے والے

نفع کیا ان سے جو ہیں دین نبی سے آزاد
سرو گلشن نہیں ہوتے کبھی پھلنے والے

بادشہ میں نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبی
سارے اشعار ہیں اس سانچے میں ڈھلتے والے

یہ غزل مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت میں طبع ہوئی

مصرع طرح ”میرے حضور مجھکو تونگر بنائینگے“

دل کو نبی کے عشق کا مظہر بنائینگے
ہم بھی خدا کے گھر کو منور بنائینگے

ذکر نبی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو
طبع رسا کو آج سکندر بنائینگے

اوراق دل پہ نعت کا دفتر لکھینگے ہم
رگہائے جان کے تار کا مسطر بنائینگے

آنکھین بچھاتے جائینگے یثرب کی راہ مین
ہم سر کو اپنے پاؤن کا ہمسر بنائینگے

دیکھینگے پھر دوبارہ مبارک وہ آستان
گر آ ہے جنت اسکو مکرر بنائینگے

رگڑینگے وہان جبین کو پئے سجدۂ خدا
داغ جبین کو غیرت اختر بنائینگے

کرتے ہین وصف نکہت گیسو کا ہم ترے
مجلس کو سارے آج معنبر بنائینگے

اعدا ترے دین کے دل مین خلش کیون ہو فزون
ای نوک خامہ ہم تجھے نشتر بنائینگے

ہے تیرے آفتاب ہدایت کا یہ بیان
ہم ذرہ ذرہ کو مہ انور بنائینگے

ہر نار مین عیان گل رعنا کا ڈھنگ ہو
ہر یک خذف کو روکش گوہر بنائینگے

رو دینگے گر نہ پائینگے جنت مین تیری دید
آنکھون کو اپنے چشمۂ کوثر بنائینگے

جب ہم سنائینگے تری رحلت کا واقعہ
ہر صف کو خلق کے صف محشر بنائینگے

حق نے کہا کہ تجھسا کوئی ذی شرف نبی
ہم نے نہین بنایا نہ اب پیمبر بنائینگے

خوبان بھی وصف احمد مرسل کے واسطے
اصل علی کے لفظ کا زیور بنائینگے

میلاد کی خوشی مین چراغان کرینگے ہم
ہر یک مکان کو خلد کا منظر بنائینگے

چرچے رہینگے وعظ و قصاید کے جابجا
عقبیٰ کے زاد راہ کو بہتر بنائینگے

بیکار ہیں ... ہم دینار و درم شوق
میرے حضور مجھکو تونگر بنائینگے

ہمکو وسیلہ نعت نبی کا ہے کیفی
ہر ... قبر اپنی منور بنائینگے

مشتاق بادشاہ یہ کہتے ہین بار بار
ہم ہمنوان کے دل کو مسخر بنائینگے

مائل نعت ہے ہر وقت طبیعت میری — اندنون رشک ملائک ہے سعادت میری

یک نظر اسکے کرم کی ہو تو پھر محشر مین — حور و غلمان مرے کوثر مرا جنت میری

آگیا جا کے مدینہ نہ کیا اپنا مقام — ہائے غفلت یہ مری حیف یہ قسمت میری

چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری میری — کیون نہ قربان ہو بصیرت پہ بصارت میری

اس لب پاک کے صدقے کہ کہا تھا جس نے — زائر روضہ پہ واجب ہے شفاعت میری

صورت مدرۂ طیبہ کا ہون شائق یارب — آرزو جلد یہ برلا کسی صورت میری

مانع راہ ہین ہر چند کہ اسباب جہان — شوق کو اور بڑھا دیتی ہے ہمت میری

تیرے رخسار سے تشبیہ نہ دونگا ہرگز — ماہ و خورشید کرین لاکھ لجاجت میری

بادشہ مجھکو ہے شاہان جہان سے کیا کام
در احمد کی گدائی مین ہے عزت میری

جہان مین تم سا کوئی صاحب جمال بہی ہے — کہ جسکا عاشق شیدا وہ ذوالجلال بہی ہے

ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے ہین عشاق — رضائے حق سے کوئی عمدہ تر مآل بہی ہے

ہمیشہ مست ہین ہم عشق سرور دین مین — یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال بہی ہے

تصدق اس شہ والا کے ذات مین جسکے — کرم ہے قہر ہے لینت ہے اعتدال بہی ہے

صحابی دونون ہین دونون ہین جان نثار نبی — اگر صہیب اودہر ہے ادہر بلال بہی ہے

ہلال و بدر سے عالم پہ کھل گیا یہ راز — کمال جسکو ہے آخر اوسے زوال بہی ہے

نبی کے خال سے حیرت ہے نجم تابان کو — خجل اس ابروئے خمدار سے ہلال بہی ہے

فقط تمہاری محبت نہین ہے سینہ مین — متاع شوق سے دل میرا مالامال بہی ہے

شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب — نجات پانے مین کیا ہم کو احتمال بہی ہے

دوبارہ مجھکو مدینہ مین جلد بلوا لو — یہ آرزو ہے یہی تم سے اب سوال بہی ہے

دماغ مین ہین خیالات سارے دنیا کے — بہلا کسیکو کبھی موت کا خیال بہی ہے

ہمارے واسطے تا حشر بس ہین یہ دو چیز — کلام پاک ہے یک ایک تیری آل بہی ہے

نظر کرم کی ہو اس **بادشاہ** عاصی پر
حقیر و عاجز و بیکس ہے خستہ حال بہی ہے

یہ نظم جلسہ میلاد شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۲۹ ہجری کے لیئے لکہی گئی

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے — دل و جان نام پر اونکے جو ہو قربان بہتر ہے

اُنہی سے ہمکو عزت ہے انہی کی ہمکو الفت ہے — انہین کا ذکر ہے پیارا انہی کا دہیان بہتر ہے

وہی سرتاج ہین سب کے وہی محبوب ہین رب کے — انہی کی شرع اچہی انکا ہر فرمان بہتر ہے

خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہین کوئی — اگر ایمان کی پوچہو تو یہ ایمان بہتر ہے

کہینگے اہل محشر دیکہکر اعزاز پیغمبر — خدا کی سلطنت مین واہ کیا دیوان بہتر ہے

سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے — گدایان در احمد کی عز و شان بہتر ہے

مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو — یہی ہے آرزو عمدہ یہی ارمان بہتر ہے

مبارک ذات حضرت اسطرح ہے جملہ رسل مین — خدا کے سب کتب مین جسطرح قرآن بہتر ہے

کیا ہے تو نے پیدا ہمکو امت مین محمد کی — الہٰی تیرے احسانون مین یہ احسان بہتر ہے

منائین کیون نہ شادی آج ہم اسکے ولادت کی — نہ ہرگز ایسی نعمت کا ہمین کفران بہتر ہے

یہان خوشتر ہے ہمکو سیر گلزار مدینہ کی — وہان شاید تجہے فردوس اے رضوان بہتر ہے

یہی جنت مین عشاق نبی حورون سے کہدینگے — جو کچہہ بہتر ہے حسن سید اکوان بہتر ہے

پلا دو شربت دیدار اب اے ساقی کوثر — مریضان محبت کو یہی درمان بہتر ہے

جنون ہے عشق احمد کا ہون پرزے دامن دل کے — ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے

شریعت کا ہے جو پابند دل ہے اسکا اعلیٰ تر — ہے جسکو خوف عقبیٰ کا وہی انسان بہتر ہے

خلاف شرع داخل گر کوئی بہی بات ہو اسمین — نہ وہ توحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے

ہے ساری محفلون مین محفل میلاد یون افضل — ہمارے جسم مین جیسی ہماری جان بہتر ہے

یہاں جو موجود اب علماء و شاعر [illegible] / عنادل [illegible] اور [illegible] چمنستان بہر ہے

[illegible] محفل ہے جس [illegible] و برکت [illegible] / [illegible] کو [illegible] سلطان [illegible] ہے

مبارک [illegible] جلسہ آج [illegible] / نجات آخر [illegible] انکے [illegible] ہے

[illegible] آرزو ہر دل [illegible] جلسہ [illegible] / ہمارے دین کا ہر [illegible] اعلان بہتر ہے

ہے جبکے پاس [illegible] دنیا کی وسعت [illegible] / ہمیں کیا کام [illegible] امتحان بہتر ہے

الٰہی بادشہ کو [illegible] احمد [illegible]
[illegible] خانۂ دل میں ابھی مہمان [illegible] ہے

یہ نظم جلسہ عید المیلاد سنہ ۱۳۳۳ ہجری کے لیے لکھی گئی

آج میلاد پیمبر کا مبارک دن ہے / آج کیا [illegible] داور کا مبارک دن ہے

آج دنیا میں ہوے باعث دنیا پیدا / آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے

آج کی عید ہے سرتاج تمام عیدوں کی / آج سب نبیوں کے افسر کا مبارک دن ہے

دن یہ مسعود نہیں ہے فقط انسان کیلیے / ملک و جن کے بھی لشکر کا مبارک دن ہے

حوریں جنت میں فلک پر ہیں ملایک کہتے / آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے

کسقدر جوش پہ ہے فرحت عید المیلاد / آج مومن کے ہر اک گھر کا مبارک دن ہے

کون ہے وہ جو نہیں نعت ہی میں مصروف / آج ہر ایک سخنور کا مبارک دن ہے

ایضاً

زباں جبتک دہن میں اور تن میں جان باقی ہے / رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن باقی ہے

قسم حق کی ہے بیشک ہم چلے جائینگے جنت میں / ہمیں کیا خوف محشر ہے اگر ایمان باقی ہے

نبی باقی نہیں دنیا میں لیکن اسنے چھوڑا ہے / ادھر آل اسکی باقی ہے ادھر قرآن باقی ہے

نہ ہو تعظیم گر انکی نہ ہوں گر انکے ہم پیرو / تو پھر کیا دین کی عظمت ہے پھر کیا شان باقی ہے

دوبارہ دیکھلوں آنکھوں سے میں روضہ پیمبر کا / کوئی ارمان نہیں دلمیں یہی ارمان باقی ہے

خوشی مین اس مہ میلاد کے ہین سب کے داخل
ملک باقی نہ جن باقی نہ انسان باقی ہے

طفیل احمد مرسل الٰہی بخشدے اسکو
جہان مین بادشہ یک عبد نافرمان باقی ہے

غزلیات حسن و عشق

یہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ گلبرگہ کے مصرع طرح پر لکہی گئی

تیرا سودا نہو جس سر مین وہ سر کچھ بہی نہین
درد تیرا نہو جس مین وہ جگر کچھ بہی نہین

جسطرح غیر پہ ہے مجھپہ نظر کچھ بہی نہین
جو عنایت ہے اودہر ہی ہے ادہر کچھ بہی نہین

ظلم جو کرتے ہین کر لیجیے حیرت یہہ ہے
اے بتو کیا تمہین اللہ کا ڈر کچھ بہی نہین

باعث شہرت زہاد ہے رندون کا وجود
گر نہو عیب تو پہر قدر ہنر کچھ بہی نہین

دست قاتل کی خطا ہے نہ قصور خنجر
سخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بہی نہین

خط نمایان نہین رخ پر ابہی اس کمسن کے
یہ وہ مصحف ہے جسے زیر و زبر کچھ بہی نہین

صدمہ ہجر ہے کیا وصل کی جب ہو امید
سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بہی نہین

چہوڑتا کیون ورنہ لیلیٰ کو جو عاشق ہوتا
عشق کیا چیز ہے مجنون کو خبر کچھ بہی نہین

بادشہ خوف نہین ہے سفر عقبیٰ کا
مگر افسوس یہ ہے زاد سفر کچھ بہی نہین

یہ غزل اخبار "تحفہ قیصری" مدراس مطبوعہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مین شائع ہوئی تہی

ہے یہ کس رشک مسیحا سے محبت میری
صدقے ہوتی ہے مرض پر مرے صحت میری

نہ وہ آیا پس مردن مجھے مٹی دینے
خاک نکلیگی مرے دل سے کدورت میری

غم ہے کیا پاس مرے کوئی بہے یا نہ ہے
پاس و حرمان مرے کرتے ہین رفاقت میری

کسکو کیا حق ہے ترے وصف سے اب منع کرے
میرا کا غذ ہے قلم میرا طبیعت میری

کفِ پا سے بھی تیرے انکو نہ دونگا تشبیہ
ماہ و خورشید کرین لاکھ لجاجت میری

اپنے کوچے سے جو باہر وہ گیا مین نے کہا
آج خالی ہے مرے حور سے جنت میری

علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان
دیکھیئے عالم وحشت مین بھی شوکت میری

ناوک غم سے جگر چھد گیا پر خوف ہے یہ
اس دریچے سے نہ نکلے کہین حسرت میری

بادشہ کیون نہ رہون دل سے مین ممنون اسکا
مجھکو سکار نہ رکھی کبھی فرصت مری

مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فرمائش سے لکھا گیا)

مجھکو بلا دیا محمد — یا الٰہی — یا الٰہی
جلد دکھلا مزار محمد — یا الٰہی — یا الٰہی

رتبہ سدرہ و ملک سے بڑھکر جو کچھ ہے — سب ہیں اعلےٰ — اوسنے پایا
کیا لکھوں افتخار محمد — یا الٰہی — یا الٰہی

سب ہین طالب ترے تو وہ ہے مطلوب — تیرا محبوب — تیرا مرغوب
جان و دل ہین نثار محمد — یا الٰہی — یا الٰہی

خوش نہ آئے مجھے باغ رضوان — حور و غلمان — قصر و ایوان
گر نہ دیکھون بہار محمد — یا الٰہی — یا الٰہی

تازہ جبتک چھتا نکا چمن ہے — دل کو میرے — کیجے کیجیے
بلبل گلعذار محمد — یا الٰہی — یا الٰہی

شق کیا چاند کو جب فلک پر — وہ پیمبر — غل تھا یکسر
ہے عجب اختیار محمد — یا الٰہی — یا الٰہی

بادشہ شرع احمدیہ قائم — رہے دائم — کہتے ہر دم
کر نہ تو سرشار محمد — یا الٰہی — یا الٰہی

ایضاً

کس سے ہو ادا احمد تری سب سے ہے بالا
اے بار الٰہ

تو پاک منزہ ہے تو ہے سب سے نرالا
اے بار الٰہ

یہ عقل یہ جان اور یہ تن تو نے دیا ہے
سب تیری عطا ہے

مادر کے شکم مین ہمین نو ماہ ہے بالا
مجبور ہین محتاج ہین ہم عاجز و ناچار
اے بار پتعالے
تو مالک و مختار
جو چاہے کرے کون تجھے روکنے والا
ہر شئی سے تری صنعت و حکمت ہے ہویدا
اے بار پتعالے
عالم ترا شید ا
ہر ذرہ مین ہے تیرے ہی قدرت کا اجالا
ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی
اے بار پتعالے
کیا شان ہے تیری
تو نے ہی درختون کو دیا سبز دوشالا
مقبول جہان ختم رسل شافع محشر
اے بار پتعالے
ہے اپنا پیمبر
جس نے دل کفار مین اک زلزلہ ڈالا
بندہ ہے ترا بادشہ خستہ دل افگار
اے بار پتعالے
شرمندہ گنہگار
جز تیرے ہے کون اسکی خطا بخشنے والا
اے بار پتعالے

مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

یہ نظم جلسہ فضائل خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ ھ میں پڑہی گئی

رسول اللہ کے پہلے خلیفے حضرت صدیق رض
تمام امت کے سچے رہنما تھے حضرت صدیق رض
اشارہ حق کا ہے جب ثانی اثنین اذ ہما فی الغار
نہ پوچھو شان و عظمت مین تھے کیسے حضرت صدیق رض
وفات سرور عالم ہوی ہے جس مہینے مین
اسی مہ مین خلافت کو سجائے حضرت صدیق رض
وجاہت مین ریاست مین صداقت مین شرافت میں
عدیم المثل کیا عمدہ بشر تھے حضرت صدیق رض
شرف کا لفظ خود ہر دم کمر بستہ تہا خدمت مین
فضیلت نام والا پر تہی صدقے حضرت صدیق رض
صحابہ تھے نبی کے ایک سے ایک افضل و اکمل
مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیق رض
وفاداری تہی غمخواری تہی سچی جانثاری تھی
پیمبر کے تھے کیسے دوست سچے حضرت صدیق رض

بنی نے جب سنایا واقعہ معراج کا اسنے
کہا صدق تھا تم نے سب سے آگے حضرت صدیقؓ

نہ کیون مغضوب اللہ وہی ہو جائے وہ انسان
رکھا ہے دل مین جس نے بغض تم سے حضرت صدیقؓ

گروہ انبیا کے بعد صدیقون کا رتبہ ہے
ملے صدیقیت کے تمکو رتبے حضرت صدیقؓ

ہوی ہے اور افزون روشنی دین پیمبر کی
خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیقؓ

ہمیشہ حکم حق حکم نبی پر تھا عمل ان کا
محب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیقؓ

تھا ڈھائی سال کا عہد خلافت جسکو طی کر کے
ہزاران حیف اس دنیا سے گذرے حضرت صدیقؓ

جوانون مین توحید پر پہلے ایمان لائے حضرت پر
مگر سن یافتہ لوگون مین پہلے حضرت صدیقؓ

نہین علم و کمال اس **بادشاہ** خستہ حالت کو
تمہاری مدح وہ کس طرح لکھے حضرت صدیقؓ

یہ نظم منقبت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ مین لکھی گئی -

خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمرؓ
عجیب نامور و مقتدر جناب عمرؓ

دوم خلیفہ وہ خلفا راشدین مین تھے
مگر وہ رکھتے تھے شان دگر جناب عمرؓ

خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک
مثال مہر تھے رخشندہ تر جناب عمرؓ

عمر کے نام سے کفار کانپ جاتے تھے
تھے رزمگاہ مین یک شیر نر جناب عمرؓ

جہان مین کفر و ضلالت کو بت پرستی کو
کیا ہے خوب ہی زیر و زبر جناب عمرؓ

ہزارون سیکڑون مفتوح ہو گئے ہین دیار
تھے خادم آپکے فتح و ظفر جناب عمرؓ

جو الد بیت مقدس کیا نصاری نے
پڑی جو آپکے رخ پر نظر جناب عمرؓ

فقط یہ رعب تھا دین نبی بر حق کا
نہ اور رکھتے تھے کچھ کر و فر جناب عمرؓ

خلافت آپنے دس سال چھے مہینے کی
کیا جہان سے پھر اپنا سفر جناب عمرؓ

پتنگ جیسا ہے ہر وقت شمع پر قربان
فدا نبی پہ تھے یون عمر بھر جناب عمرؓ

کہا نبی نے نہین میرے بعد کوئی نبی
نبی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمرؓ

بیگانہ تھے وہ ریاضت میں اور عبادت میں
خدا کے رہ میں تھے لبستہ کمر جناب عمرؓ

کیا جدا حق و باطل لقب ملا فاروق
لقب یہ کیسا تھا زیبندہ تر جناب عمرؓ

موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کیونکر
کہاں وہ رتبہ کسریٰ کدھر جناب عمرؓ

وہ عدل و دین مجوسی یہ عدل دین نبی
خزف کے طرح ہے وہ اور گہر جناب عمرؓ

نبی پہ وحی جو اتری تو اونکے حسب الرائے
تھے کیسے صاحب عز و وقر جناب عمرؓ

ہے کس کے عہد میں یوں دین کو فروغ ہوا
دکھایا آپ نے سچا اثر جناب عمرؓ

ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
تھے آپ حامی دین کس قدر جناب عمرؓ

حقیر تھی پر پشہ سے بھی انہیں دنیا
وفور رکھتے تھے گو مال و زر جناب عمرؓ

طفیل آپ کے ہو **بادشہ** کے عفو گناہ
دعا خدا سے ہے شام و سحر جناب عمرؓ

یہ نظم جلسہ خلافت چہار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے لکھی گئی۔

معظم کون ہیں بعد نبی چاروں خلیفے ہیں
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ چاروں خلیفے ہیں

خلافت میں سیاست میں شجاعت میں ریاضت میں
کہ ہر یک وصف میں برتر ہی چاروں خلیفے ہیں

خدا راضی ہمیشہ خوش خلائق میں ہیں یہ مقبول
ہمارے مقتدا سروجلی چاروں خلیفے ہیں

فروغ دین ہے انسے ہوئے یہ دین کے والی
ہوا دین متین جن سے قوی چاروں خلیفے ہیں

مناقب انکے بحد ہیں مناصب انکے جید ہیں
جوان ہمت جوانمرد و جری چاروں خلیفے ہیں

بڑہا دونکی کسی میں عزت گھٹا دونکی کسی میں شوکت
عجب اعزاز کے فی الواقعی چاروں خلیفے ہیں

جو امت میں ہمیشہ کہے ہیں ان سے **بادشہ** کہدو
کہ بیشک لائق حب ولی چاروں خلیفے ہیں

مدح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یہ غزل گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئی مصرع طرح "ہر جا نظر نظارۂ ظہور امام ہے"

اے سبط مصطفےٰ ترا عالی مقام ہے
عز و شرف مین تیرے بھلا کیا کلام ہے

نور احمد علیؑ ہے جگر گوشۂ بتول
تو ہی فروغ دیدہ خیر الانام ہے

ہم کیا ہین بلکہ سارے جوانان خلد کا
سید ہے پیشوا ہے تو بیشک امام ہے

ہرگز نہین ہے ماہ محرم پہ منحصر
غم تیرا تا قیام قیامت مدام ہے

تھی انتہا جو ظلم کی اعدا سے ہو گئی
صبر و رضا کی حد جو ہے تجھپر تمام ہے

تجھ سا امام دین کو جنھون نے کیا شہید
حیرت ہے اہل دین مین پھر انکا نام ہے

دنیا مین جو سزا انھی وہ اعدا کو ملگئی
محشر مین اور پیش خدا انتقام ہے

تشنہ رکھا ستم کیا خنجر چلا دیا
آل رسول کا یہ عجب احترام ہے

گل کر رہے ہو دین نبی کے چراغ کو
امداد سہر تم مین کیسا یہ اے فوج شام ہے

رن مین ترے رفیقون نے کی اپنی جان فدا
لاریب انکے واسطے دار السلام ہے

کافی ہے **بادشاہ** پہ یک لطف کی نظر
یہ بھی ترے غلامون مین ادنیٰ غلام ہے

سلام در غم امام ہمام حسب فرمائش احباب کرام

آج مین لکھوں غم شبیر اپنے ہاتھ سے
کربلا کی کھینچدون تصویر اپنے ہاتھ سے

شاہ کو بلوا کے آخر کوفیون نے کی دغا
سیکڑون نامے کئے تحریر اپنے ہاتھ سے

وہ صداقت وہ عقیدت ہے کہان اُنکو نصیب
کھوئی تم نے عزت و توقیر اپنے ہاتھ سے

ہل گئے ارض و سما افسوس جس دم شمر نے
حلق پر شہ کے رکھی شمشیر اپنے ہاتھ سے

بیعت فاسق سے شہ کو اسلئے نفرت رہی
تا نہ ہو کچھ دین کی تحقیر اپنے ہاتھ سے

جان اپنی جسنے کی شہ کی رفاقت مین نثار
خلد مین گھر کر لیا تعمیر اپنے ہاتھ سے

بولا عابد نے مین غمگین ہون مجھے ایذا نہ دو
ڈال لیتا ہون مین خود زنجیر اپنے ہاتھ سے

کیا خطا تھی اصغر معصوم کی اے حرملہ
تو نے اسپر بھی چلایا تیر اپنے ہاتھ سے

بادشہ سچ بات ہے یہ روبروتقدیر کے
چل نہین سکتی کوئی تدبیر نہین پانے سے

سلام دیگر - احباب کثیر کی فرمائش سے انکے مجوزہ مصرع طرح پر لکھا گیا -

شہ نے کہا کیا چیز ہین اعدا مرے آگے
ایک وار مین کٹ جائینگے صدہا مرے آگے

دکھلاؤن مین کیا اپنا یہان زور شجاعت
تسلیم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے

لخت دل زہرا ہون نبی کا ہون نواسا
بتلاؤ بھلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے

ہر وقت اطاعت مین ہو مرضی حق کے
اعدا یہ کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے

دی جان رہ خلاق مین ستر بہتر نے
اک ایک ہے جنت کو سدھارا مرے آگے

عباس برادر نے بھی پائی ہے شہادت
اکبر سا جوان مر گیا بیٹا مرے آگے

شش ماہ کا اک طفل تہا میرا علی اصغر
تیر اسپہ بھی اعدا نے چلایا مرے آگے

مجھکو نہ گلہ ہے نہ شکایت ہے کسی سے
خوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے

اے **بادشہ** خستہ غم آل نبی مین
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ ۷ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین شائع ہوا تہا -

نہ ہوا سبط پیمبر کو میسر پانی
آہ اے تیغ ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی

دیتے کس طرح شہ دین کو ستمگر پانی
انکو تکلیف تہی دوزخ مین مقرر پانی

لعل زہرا کا رہا پیاس سے رن مین بیتاب
کیون نہ سینے مین صدف کے ہوا گوہر پانی

اس سے کیا بڑھکے ستم تشنہ رہین آل نبی
اور پیتے رہین اسپ و خر و اشتر پانی

بد دعا دیتے اگر شہ تو عجب کیا اسکا
حشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی

امتحان تہا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ
کیا نہ دے سکتا وہ نہین خالق اکبر پانی

پیاس کا شکوہ وہ لائینگے زبان پر کیونکر
آب خنجر کو سمجھتے ہین جو خوشتر پانی

حالت تشنگی شاہ بیان ہم جو کرین
پانی کیا چیز ہے پانی کا ہو جوہر پانی

خشک لب تو نے رکھا آہ بنی زادون کو
آبرو تیری رہی دہر مین کیون کر پانی

غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو مدام
مثل سیماب سمندر کا ہے مضطر پانی

روح شہ تشنگی دہر او دہ خلد مین تھین
حورین ہاتھون مین لیے سیکڑون ساغر پانی

دل اعدا نہوا ۔ اگر اسکے عوض
سنگ بھی ہوتا تو ہو جاتا پگھل کر پانی

بادشہ نخل غم شاہ نہ کیون ہو شاداب
آج آنکھون سے رواں ہے مرے یکسر پانی

یہ سلام اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ ٨ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ مین شایع ہوا تہا۔

آہ اے مجرئی پھر ماہ محرم آیا
پھر غم و رنج کا اس دہر مین موسم آیا

چاک سینہ ہے سیہ پوش ہے خامہ میرا
آیا کاغذ پہ تو با دیدۂ پر نم آیا

کربلا کے وہ مصائب مجھے یاد آنے لگے
ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا

کسکے ماتم سے گران بار ہے پیر گردون
بے سبب پشت مین اسکے یہ نہین خم آیا

اشک ریزاں ہے غم شہ مین ہے جو لے دیدۂ تیر
تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمزم آیا

بوسہ گاہ نبی حلق مطہر جسکا
آہ وہ حلق تہ خنجر دو دم آیا

کوئی مظلوم نہین سبط نبی کے مانند
کوئی دنیا مین نہین شمر سا ظلم آیا

تین دن کا تو وہ پیاسا تہا مگر اف نہ کیا
آیا جب رن مین تو بحد خوش و خرم آیا

کیا شکیبائی تہی کیا صبر تہا اللہ اللہ
جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا

بادشہ جنکو ہے انکار شہادت ان پر
کیا عجب گر غضب خالق عالم آیا

یہ سلام اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ١١ محرم الحرام ۱۳۲۴ ہجری مین شایع ہوا تہا

اے مجرئی جب ماہ محرم نظر آیا
عالم مین عجب رنج کا عالم نظر آیا

ہر دل ہے طپان اور ہر ایک جان ہے تپان
ہر دیدہ مجھے دیدۂ پرنم نظر آیا

مثل کف افسوس ہر ایک برگ چمن ہے
ہر نخل ہی نخل غم و ماتم نظر آیا

خارون مین ہو جسطرح نمایان گل رعنا
اعدا مین وہ یون شاہ مکرم نظر آیا

شبیر یا مظلوم ، بھلا دیکھا ہے کس نے
ابتک نہ کوئی شمر سا ظالم نظر آیا

جس حلق مبارک پہ نبی دیتے تھے بوسہ
[illegible] نظر آیا

فرزند و اقارب سے جان شاہ کے آگے
ہر ایک رہ خالق مین مقدم نظر آیا

آگاہ نہ تھے اہل ستم رتبۂ شہ سے
خفاش کو کب مہر [illegible] نظر آیا

اللہ رے ثابت قدمی سبط نبی کی
دیکھا جسے مقتل [illegible] نظر آیا

دنیا مین غم آل پیمبر کے مقابل
غم جو نظر آیا وہ بہت کم نظر آیا

اے بادشہ خستہ جگر روز جزا تک
ہر دل مین یہ غم قایم و پیہم نظر آیا

مدح غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلسۂ یازدہم ربیع الآخر کے لیے لکھی گئی

رئیس الاولیا ہے غوث اعظم
امام الاتقیا ہے غوث اعظم

شبستان جہان ہو کیون نہ روشن
مہ چرخ ہدا ہے غوث اعظم

ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ
لقب تیرا بجا ہے غوث اعظم

تری توصیف توصیف نبی ہے
تو جزو مصطفے ہے غوث اعظم

تو ہے لخت دل زہرا و حیدر
تو محبوب خدا ہے غوث اعظم

ہین تیرے خوشہ چین سب اہل عرفان
تو سب کا مقتدا ہے غوث اعظم

وہی سچا محب مصطفے ہے
جسے تیری ولا ہے غوث اعظم

شرف وہ ہے کہ خود اعلیٰ [illegible] کو
شرف تجھ سے ملا ہے غوث اعظم

چمن تیرے سے فیوض اولیٰ کا
عجب گلبن کھلا ہے غوث اعظم

شہود دیدار [illegible] ذوق و وجدان
یہ سب تیری عطا ہے غوث اعظم

تجھے حاصل ہے اب راہ شریعت
کہوں کس طرح کیا ہے غوث اعظم

خدا کی معرفت ہے مثل دریا
تو دُر بے بہا ہے غوث اعظم

جمال پاک سے تیرے سراسر
عیاں نور خدا ہے غوث اعظم

ہیں گویا سورۃ واللیل گیسو
ترا رخ والضحیٰ ہے غوث اعظم

کہا مشک ختن زلفوں کو تیرے
یہ کیا میں نے خطا ہے غوث اعظم

ولایت ذات پر ہے تیری نازاں
تری ہر [illegible] ہے غوث اعظم

ادب سے سر تمامی اولیا کا
ترے آگے جھکا ہے غوث اعظم

ادا ہو مجھ سے کیونکر وصف تیرا
مجھے کیا حوصلہ ہے غوث اعظم

نہیں کچھ اور ارمان بادشہ کو
ترا شوق لقا ہے غوث اعظم

ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کیا ہو بیان عز و شان غوث
جن و ملک ہیں صبح و مسا مدح خوان غوث

ہر وقت کہہ رہے ہیں یہی خادمان غوث
کوئی بجز خدا کے نہیں رتبہ دان غوث

جنات بھی شریک تھے محفل میں وعظ کے
کس درجہ تھا مؤثر و دلکش بیان غوث

غنچہ کے رنگ و بو سے ہے محظوظ یک جہان
تا حشر بے خزاں ہے یہی بوستان غوث

منفک ہو کل سے جز و یہ ممکن نہیں کبھی
گویا ہے خانداں نبی خاندان غوث

لاریب سینہ غوث کا تھا گنج معرفت
تھی کیا کلید ستر الٰہی زبان غوث

اے سپہر چرخ تو ہے کہن سال سچ بتا
خوش قسمتی پہ ناز کرے کیوں نہ دل مرا

دیکھا کسی ولی کو جہاں میں لب ان غوث
آنکھوں سے دیکھ اونکا اگر آستان غوث

اللہ سے دعا ہے یہی بادشاہ کی
خالی نہ کیجے مجھ سے صف عاشقان غوث

یہ غزل مشاعرۂ ادبی سوسائٹی مدراس کے لئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" میں طبع ہوئی

مصرع طرح "آگئی جب کوئی مشکل تو پکارا یا غوث"

تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث
تیری الفت نہیں کس دل کو گوارا یا غوث

بحر توحید الہی کا شناور تو ہے
شرک سے تجھکو ہے یک لخت کنارا یا غوث

اولیا صورت انجم ہیں تو ہے مہر منیر
کیا ہے رخشاں تری عظمت کا ستارہ یا غوث

معجزات نبوی سے ہیں کرامات ترے
منکروں کو نہیں جز عجز ہے چارہ یا غوث

صورت باد بہاری ہیں ترے ملفوظات
چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث

گر بیاں شوق زیارت کی کروں بیتابی
رشک سے ہو دل سیماب بھی پارہ یا غوث

سیر بغداد کی ہے صرف تمنا دل کو
نہیں ہمکو ہوس بلخ و بخارا یا غوث

خوش نصیبی پہ نہ کیوں فخر ہو ہمکو ہر دم
گر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث

کیا عجب شوق سے ہوجاتے ترے حلقہ بگوش
دیکھتے تجھکو جو اسکندر و دارا یا غوث

بوئے گیسو سے خجل ہے نہ فقط مشک ختن
منفعل عنبر سارا بھی ہے سارا یا غوث

نفع گو لاکھ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے
تیرے اعدا کو ہے عقبیٰ کا خسارہ یا غوث

میرا سینہ ہو نہ کیوں گنج شہود و عرفان
نظر لطف ہو گر تیری خدارا یا غوث

لا نہیں سکتے ہیں پیرایۂ الفاظ میں ہم
ہے فزوں جوش عقیدت جو ہمارا یا غوث

وصف حد سے متجاوز ہو قلم سے کیونکر
شرع میں حد سے نہیں بڑھنے کا یارا یا غوث

اولیا کی ہے قیامت میں شفاعت حق ہے

بادشہ کو ہو نہ کیوں تیرا سہارا یا غوث

مخمسات

خمسہ تضمین قصیدہ نظام

اس قصیدہ کو مشاعرہ میں حیدرآباد دکن کے ایک بزرگوار نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۹ء میں بغرض تضمین مصنف کے پاس بھیجا تھا جسوقت تضمین کرکے روانہ کیا گیا انھون نے نہایت درجہ پسند کرکے خط شکریہ لکھا

ہے کسکے الفت سے میں طپان ہون یہ کیسے دیدار کا ہون خواہان ۔ بھری ہیں میری دل اور جان میں ہزارون حسرتیں ہزار ارمان
خبر رسان ہے نہ کوئی میرا ہے تسلی کا ہے یہ سامان ۔ صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثناگو سلام برخوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام برخوان

ہے میرا ممدوح مومنو وہ ہے جسکا مداح رب یزدان ۔ محبت اسکی ہے اصل ایمان اسی کا ہے ذکر جان عرفان
چمن میں عالم کے مثل بلبل ہون یون ہی میں نغمہ سنج ہر آن ۔ صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثناگو سلام برخوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام برخوان

وہ ہیں مبارک کہ جن کے دل میں نبی کے عشق و ولا سے ملو ۔ خوشا نصیب اونکے جنکو ہر دم ملا زیارت کا عمدہ قابو
فلاح عقبیٰ جو چاہتا ہے تو لایہ غفلت کو چھوڑ کر تو ۔ بنہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

میں وصف روئے مصطفیٰ ہون نہیں ہے گلشن سے کام مجھکو ۔ ہون شیفتہ انکے گیسوؤنکا غرض نہ سنبل سے ہے سر مو
کدھر ہے بو انسے ہم سحری ہٹکتی پھرتی ہے کیون ہر یک سو ۔ بنہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

مرا اس سعد البشر کا خدا ان آنکھوں کو میرے دکھلاتے ۔ کرون تمنا نہ اور کوئی جو مدعا میرا مجھکو ملجائے
وہان جو پہنچوں تو روح سے میرے دم بدم مجھکو یہ صدا آئے ۔ بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبریل گہہ جبین سائے
سلام ربی علی نبی گہے بہ باب السلام برخوان

دلا مزار رسول حق پر بڑا مقدر جو تجھکو پہنچا ئیے
نو کرے ہر در سے فیض حاصل پھر ایسی دولت کہاں سے تو پائیے

قسم خدا کی خوشی کے مارے ترا کچھ عالم ہی اور ہو جائیے
بہ باب رحمت گہے گرکن بہ باب جبریل گہہ جبیں سائیے

سلام ربی علی نبیٌ گہے بہ باب السلام برخوان

اے ختم مرسل شفیع محشر شہ دو عالم حبیب والا
تری زیارت کا یہ طریقہ بیان کرتے ہیں بعض عرفا

یہ تیرا رتبہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا
بشو زخود صورت مثالی نماز بگزار اندر آن جا

بصوت خوش سورۂ محمد تمام اندر قیام برخوان

لکھی ہے غزل نظام کی میں نے آج تضمین نظر زینکو
حضور نبوی میں جا یہ والوں سے تم ہی اے بادشاہ کہدو

زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو
نغمۂ درد آشنا ستو لحن داؤد ہم نوا شو

بہ بزم پیغمبر این غزل راز عبد عاصی نظام برخوان

خمسہ تہنیت

جو حضور پرنور میر عثمان علی خان بہادر فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطا تے خطاب
جی۔سی۔ایس۔آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد منور صاحب گوہر کے جلسۂ ٹی پارٹی میں پڑھا گیا

اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب
جابجا بیحد ہے فرحت اور بہجت بیحساب

اللہ اللہ آپ کس اعزاز سے ہو کامیاب
دمبدم کہتے ہیں سارے انڈیا کے شیخ و شاب

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

اعلیحضرت جارج پنجم سے ملا ہے یہ وقار
جوش دل اب ضبط کر سکتے ہیں ہم زینہار

کون کہتا ہے نہیں سرمایۂ صد افتخار
لب پہ یہ مصرع ہمارے آرہا ہے بار بار

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی۔ کا خطاب

چند ہی دن کا ہے وقفہ صبر گر فرمائینگے
یعنی وہ دن آئیگا شاہ دکن کہلائینگے

شک نہیں اعلیٰ خطاب ہز مجسٹی پائینگے
ہم بھی سب ملکر خوشی کے پھر ترانے گائینگے

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

کس رئیس ملک کو اب آپ بڑھے برتری
دولت ترکش کو بیحد ہے محبت آپ کی
کسکو یہ عزت یہ شوکت خالق عالم نے دی
آنے والی اس خوشی کا پیش خیمہ ہے یہی

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

باپ کے اوصاف سارے آپ مین ہین جلوہ گر
بادشاہ لی۔یہ دعا افزون ہو ہر شام و سحر
یہ مثل سچ ہے پدر کا ہی نمونہ ہے پسر
عمر و دولت قدر و عزت جاہ و حشمت کروفر

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔ائی۔کا خطاب

تضمین بر مصرع آتش

یہ تضمین ترکون کے شکست ”آیڈریانوپل“ کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی

خدایا جب سے اس ہستی کے ہم بازار مین آئے
خوشی ہین آئے رنج و غم کے بھی بازار مین آئے
ہزارون انقلاب چرخ بدکردار مین آئے
تمنا ہے یہی ہر دم لب اظہار مین آئے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

چراغ اسلام کا روشن رہیگا حشر تک ہر جا
رضائے حق یہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا
بجھانیسے کسی کے وہ نہین زنہار بجھ سکتا
جو کہنا ہے کہو تم سب عقیدہ ہے یہی میرا

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

سنائی کس نے یہ خبر شکست اڈریا نوپل
قدم راہ شریعت مین کہین ہووے نہ متزلزل
ہمارے دل کو صدمہ ہے ہماری روح ہے بیکل
یہ مصرع کسقدر اچھا ہے تم پڑھ لیجئے اول

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

خدایا ہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے
مگر جو کام ہے تیرا نہین حکمت سے خالی ہے
جو تو چاہے کرے درگاہ تیری لاابالی ہے
تری توفیق نے یہ بات اپنے دل مین ڈالی ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

زوال ترک کا الزام یارب تجھپہ بیجا ہے
جو کچھ ہے بھید سراوہ تجھی پر آشکارا ہے

یہ گستاخی یہ بے ادبی نہین تو اور پھر کیا ہے
رضینا بالقضا کا داد کیا مفہوم اچھا ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

کرومت ترکون کی اگر قوت ہوئی زایل
نتیجہ شامت اعمال کا ہمکو ہوا حاصل

بنا ہے جو مہ نو پھر وہی ہوگا مہ کامل
نہ کیونکر اس سخن کو ہم بنائیں اپنا نقش دل

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اگر دینی اخوت کا تمہارے دل مین ہے محکم
شکست و فتح کا مالک وہی ہے خالق عالم

گرو ماسیدا ہے مال سے ترکون کی سب باہم
مراد ورد زبان ہے اسلئے اے بادشہ یہ ہم

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

مسدس و ترجیع بند

یہ مسدس بتاریخ ۹ رجولائی سنہ ۱۹۱۱ء شہر کوچین کے جلسہ افتتاح انجمن اسلامیہ مین پڑھا گیا

ہے حمد خدا جسطرح بے نہایت
فرشتون کی جس جا پہ قاصر ہے ہمت

اسی طرح بے حد نبی کی ہے مدحت
بنی نوع انسان کی ہے کیا حقیقت

ہے بہتر زبان و قلم روک لین ہم
جو مقصود ہے اسکو پورا کرین ہم

تم اے شہر کوچین کے رہنے والو
ارادہ کو تم اپنے محکم بنالو

رہو مستعد فکر دل سے نکالو
بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو

کرو کام کرنا ہے جو کچھ سشتا بی

خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی

ضرورت بہت مدرسہ کی یہان ہے	طلبگار ہر ایک طفل و جوان ہے
کرو سعی تم جب تلک تن مین جان ہے	معین و مددگار رب جہان ہے

جہالت کے پنجے سے سب کو نکالو
یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنالو

کوئی چیز علمی اشاعت سے بہتر	نہین ہے نہین ہے اس عالم کے اندر
یہی کام سب نیکیون کا ہے جوہر	یہی کام خوشنودی حق کا مظہر

اسی علم سے ہی فلاح جہان ہے
اسی علم سے آخرت مین امان ہے

یہان علم سے علم دین ہے عبارت	اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت
نہین ہم کو انگلش سے زنہار نفرت	پڑہاؤ تم اسکو بقدر ضرورت

ضرورت سے زاید ہے انگلش پڑہانا
ہے دین اپنے ہاتھون سے گویا گنوانا

جہان مین جو طلبائے انگلش ہین ہر سو	بھلا انہین بتلاؤ کچھ مذہبی بو
کسی مین ہے گر دینداری کا پہلو	وجود اسکا شاذ و نادر ہے سمجھو

سخن گر ہمارا نہ ہو تم کو باور
ہے آسان ذرا دیکھ لو آزما کر

شریعت کی پابندیان ان مین ہین کم	نماز اور روزہ کا کچھ بھی نہین غم
ہے تذلیل و تحقیر علما کی ہر دم	نرالا ہے انکے عقاید کا عالم

نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل
عبث انکے ہین پاس دینی مشاغل

ترقی ہو ہر طرح انگلش زبان کی
پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی
اسیکو وہ کہتے ہین قومی ترقی
رہے قوم کے ساتھ جب قومیت بھی

نہین قومیت کا کچھ ان مین پتا ہے
عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے

تعلق ہے دنیا و دین مین جو خوشتر
سمجھہ لو ہین دین دنیا سے باہر
غلط اسکا مفہوم سمجھے ہین اکثر
نہین دین ہرگز کوئی چیز دیگر

درستی دنیا کا ہی نام دین ہے
جدا دین دنیا سے ہرگز نہین ہے

کیا اسلیئے حق نے دنیا کو پیدا
ہے یہ دین دنیا کا ماوا و ملجا
کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا
ہے آغاز و انجام اسپر ہمارا

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی
تمدن کی تصویر زیبا نہ ہوتی

جو ارباب کوچین نے ہم کو بلایا
محبت کا سکہ دلون مین بٹھایا
تواضع مدارا سے ممنون بنایا
نہ بے ساختہ **بادشہ** نے سنایا

بصد جان و دل آج مسرور ہین ہم
تمہاری عنایت کے مشکور ہین ہم

یہ ترجیع بند جلسہ ندوۃ العلما منعقدہ ۷ ماہِ شوال سنہ ۱۳۲۱ ہجری بمقام مدراس کے اخیر اجلاس کے روز پڑھا گیا تھا رو نداد ندوۃ العلما مین اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بھی ہو چکا

شکر حق ہمکو ادا کرنے کا یارا کیا ہے
جلسہ ندوۂ علما جو دکھایا اس نے
عالم خواب مین ہون یا ہون نہین بیداری مین
حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے
عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے
جلوۂ شان الٰہی ہے یہ جلسہ کیا ہے

دل یہ کہتا ہے مسرت سے میں معمور ہوں آج
شوق کہتا ہے کہ اب میرا تقاضا کیا ہے

آنکھ کہتی ہے مجھے خوب ملی دولت دید
میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے

واہ کیا تیرا نصیبا ہے لے شہر مدراس
جتنا تو فخر کرے آج یہ بیجا کیا ہے

کیسے کیسے علما تجھ میں ہیں رونق افزا
انکے بہر فضل و کمالات کا کہنا کیا ہے

دین انسے ہے یہی دین کے ہیں رہنما
نہ سنیں انکی تو پھر دین کا دعوی کیا ہے

قدر انکی نہ کریں قدر کریں ہم کسکی
گر نہ ہو انکی تمنا تو تمنا کیا ہے

یکدلی یکجہتی قوم میں پیدا ہو جائے
کہئیے پھر اسکے سوا ندوہ کا منشا کیا ہے

یکدلی جب نہ ہو ممکن نہیں قومی اصلاح
ہم اگر لاکھ ہی سر پٹکیں تو ہوتا کیا ہے

خانہ جنگی کا برا ہو کہ کیا اسنے تباہ
ویسے جب دور تعصب ہو تو جھگڑا کیا ہے

کھینچ لائی ہے فقط اخوت اسلام اسکو
ورنہ ندوہ سے تعلق ہی ہمارا کیا ہے

ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ ہے وہ ہم سے جدا
ہم نے گر اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

> قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
> بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

جلوہ امروز دل جو لے ندوہ دکھایا تو نے
قوم کو خواب تغافل سے جگایا تو نے

بھول بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق
اندنوں خوب ہمیں یاد دلایا تو نے

تیرے پر جوش مواعظ کا اثر کیا کہئے
قوم کے دل کو ہر یک وقت ہلایا تو نے

کوئی حیران کوئی ششدر رہے کوئی ہے بیخود
کیا یہ اعجاز سخن اپنا دکھایا تو نے

لعل و گوہر سے نہیں کم یہ تیرے معلومات
واسطے قوم کے خوب اسکو لٹایا تو نے

پیش آتے تھے درشتی سے مخالف ہرچند
انکو کس نرمی سے سمجھایا منایا تو نے

شان میں جسکے خدا نے ہے کہا خلق عظیم
خلق کا اسکے نمونہ یہ دکھایا تو نے

ایسی مجلس نہ عرب میں نہ عجم میں ہے کہیں
کسنے یہ پایا ہے اعزاز جو پایا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھکو ملیگا کیا کیا
بد نصیبی ہے اگر نفع نہ لین ہم تجھہ سے
لمعۂ رحمت حق گویا مجسم آیا
گل پہ بلبل ہے فدا شمع پہ پروانہ نثار
سوء ظن رکھتے ہین جو اہل تعصب تجھہ سے
آہ کس ذلت و ادبار مین ہے قوم اپنی

قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے
جسقدر حق تہا جتانے کا جتایا تو نے
چشم عالم کو چکا چوند بنایا تو نے
ہمکو مفتون عدو اپنا بنایا تو نے
نفع کیا انکو اگر راہ پہ سنایا تو نے
اور کیا چاہیئے گر اسکو بچایا تو نے

سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ لنگا فم اگر طاقت دیدن داری

مرحبا مرحبا اے ندوۂ علمائے زمان
تیرے آنے سے ہوی ہمکو مسرت ایسی
تر و تازہ ہین ترے فیض سے دل اور دماغ
مرض جہل و تعصب کا مسیحا تو ہے
ہم اگر زخم ہین تو اسکے لئے ہے مرہم
تو اگر صورت خورشید ہے ہم ہین ذرات
غیر قومون کو ترقی پہ ترقی ہے نصیب
علم مین مال مین اور دین کی اشاعت مین مدام
اب بھی غفلت جو کرین ہم تو خدا ہی جانے
کون کہتا ہے ضرورت نہین اسوقت تری
وائے قسمت کہ ترا چار ہی دن کا ہے قیام
آہ کب دیکھینگے ہم ایسا مبارک جلسہ
پھر کہان آہ یہ پر جوش موثر وعظین

کسقدر قوم کے گردن پہ ہے تیرا احسان
گویا پیاسون کے لئے مل گیا آب حیوان
تو ہے گر باد سحر ہم ہین مثال بستان
تو اگر روح ہے ہم صورت جسم بیجان
ہم اگر درد ہین تو اسکا ہے بیشک درمان
کام خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن
ہے تنزل پہ تنزل ہمین ہر آن و زمان
دبدبہ انکا ہے رعب انکا زمانہ مین عیان
کسطرح دین متین کا رہے دنیا مین نشان
کس مسلمان کو پیارا نہین دین و ایمان
وقت تو کم ہے مگر دل مین ہین صدہا ارمان
صورتین ایسی نظر آئینگی پھر ہمکو کہان
پھر کہان ایسے بزرگون کی زیارت کا سمان

کہان یہ شوق کہان پھر یہ مذاق دینی
باد شہ دل سے یہ حسرت نہ مٹیگی ہرگز

ہم کہان پھر یہ کہان خوف خدا کا سامان
کیون نہ یہ شعر رہے صبح و مسا ورد زبان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

نصائح

یہ غزل مشاعرۂ حیدرآباد دکن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس مین شائع ہوی

مصرع طرح "مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے"

عجب غفلت شعاری ہے عجب دنیا پرستی ہے
ہماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہنسی ہے

جو جاتا ہے یہان سے بس وہ بانکا ہو ہی جاتا ہے
عدم آباد بھی اے ہمدمو کیا خوب بستی ہے

گران ہے اتفاق و یکدلی کا نقدان وزن
مگر بغض و حسد کی جنس ہر یک جا پہ سستی ہے

ترقی غیر ہو منگی ہو کیونکر قوم کو اپنی
ادھر ہر کام مین چستی ادھر ہمت مین پستی ہے

نصیحت ناصحو کی سنگدل پر کارگر کب ہو
یہ سچ ہے میخ آہن کی نہین پتھر مین دھنستی ہے

ہزارون ہوشیار و نکو کرین قربان ہم اسپر
می عشق پیمبر کی جہان مین جسکو مستی ہے

رسول اللہ کے روضہ کا جہہ سے وصف ہو کیونکر
ملائک کی بھی عظمت جو وہین جس جا پہ گھستی ہے

ہین مقبول خدا سب اولیاء اللہ عجب کیا ہے
مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھکر آیا ہے گرچہ بادشہ لیکن
دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کیا ترسنی ہے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرۂ وانمباڑی کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "رنج دوری مرہم زخم تمنا ہو گیا"

دین کی الفت گھٹی دنیا کا غلبہ ہوگیا
آہ حال قوم کیا آگے تھا اب کیا ہو گیا

تھی فقط نا اتفاقی مدتوں سے قوم مین
خوبتر دنیا وہی ہے دین جسکے ساتھ ہو
جامعیت دین اور دنیا کی ہمکو چاہیئے
دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن مین
آدم و شیطان دونون بھی تھے مخلوق خدا
تیرا اے قومی تنزل کون جانے انتقام
واہ کہنے کی نہین حاجت مرے اشعار پر
دل وہی عمدہ کہ ہر یک کام مین ہو مستقل

جب تعصب آیا سونے پر سہاگا ہو گیا
دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہو گیا
جب ہوں یکطرفہ تو پھر نقصان پیدا ہو گیا
ہر طرف فتنے اوٹھے ہر جا یہ جھگڑا ہو گیا
کار آمدہ ہوے اور یہ نکما ہو گیا
ہان کہینگے ہم یہ کیا تھا ہو رہا یا ہو گیا
آہ گر کہئے تو مقصد میرا پورا ہو گیا
کام وہ اچھا ادہر بس منھ سے نکلا ہو گیا

جاننے والے تو تجھکو جانتے ہین بادشاہ
غم ہے کیا گر اس غزل کا رنگ پھیکا ہو گیا

مصرع طرح "حسرتین دل کی رنگینین دل مین"

جلوۂ ذکر حق رہے دل مین
نہین دنیا کو دین پر ہے فروغ
ساکنان عدم کہین ہم کیا
قبر مین ایک دن تو جانا ہے
کجروی چھوڑ کر چلین سیدھا
جاؤن پھر سوئے یثرب و بطحا
اے نکیرین تم نہ کچھ پوچھو
عشق کس گل کا ہے نہین معلوم
خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے
سہل ہے دین سمجھے ہو مشکل

یہی لیلیٰ ہو ایسے محمل مین
ذرہ کیا مہر کے مقابل مین
ہم ہین دریا مین تم ہین ساحل مین
آہ ہم تم ہین کن مشاغل مین
سانپ جاتا ہے جسطرح بل مین
حسرتین دلکی رنگینین دل مین
حسرتین دلکی رنگینین دل مین
درد ہے نالہ عنادل مین
فرق یون ہی ہے حق و باطل مین
غافلو! تم ہو کیسے مشکل مین

لوگ کہتے ہین سرو کو آزاد
ہے غلط پابگل ہے وہ گل مین

روکہا پھیکا ہے بادشہ کا سخن
کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

یہ غزل حسب فرمائش حکیم سید عبدالنعیم صاحب ساکن وانمباری لکھی گئی

مصرع طرح "یہ ہستی رنگ جہان کچھ نہین ہے"

عیان سب پہ ہے یہ نہان کچھ نہین ہے
ثبات و لقائے زمان کچھ نہین ہے

فنا ہونگے یکروز سب حکم حق سے
زمین کچھ نہین آسمان کچھ نہین ہے

نہ رنگ اسکا قائم نہ بو اسکی دائم
حقیقت مین باغ جہان کچھ نہین ہے

بلندی پہ ہین دہر مین نام جن کے
لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہین ہے

ادہر فکر دنیا اودہر خوف عقبیٰ
فراغت کا سامان یہان کچھ نہین ہے

سزا و جزا حق سے ہم بندگون کی
جو کچھ ہے وہان ہے یہان کچھ نہین ہے

فقط کام آئینگے اعمال اپنے
بجز اسکے اے مہربان کچھ نہین ہے

اگر سر جہکادین اطاعت مین حق کی
ہمارے لئے یہ گران کچھ نہین ہے

خدا اور بندے مین غیر از خودی کے
حجاب دوئی درمیان کچھ نہین ہے

سخن بادشہ کا ہے بس سیدہا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہین ہے

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسیٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مین شائع ہوی

مصرع طرح "کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین"

ہوتی ہے قومی نصیحت رائگان کچھ بھی نہین
ہے جزا اسکی وہان لیکن یہان کچھ بھی نہین

چند روزہ ہے یہ دنیا جاودان کچھ بھی نہین
زیب و زینت مال و زر قصر و مکان کچھ بھی نہین

روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجود
کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین

کون جانے کس کے دل مین قوم کا ہے سوز و درد
ہے ہمارا جوش قومی سوڈا واٹر کے طرح
قومی تجویزین بہت ہین مجلسین بھی ہین بہت
حب ہے بیش لطر دنیا کا ادبار و عروج
ہمسری ہو غیر قومون سے جہان مین کسطرح
پوچھے گر ہم سے خدا محشر مین کیا دینگے جواب
ہین ادہر دنیا کے جہگڑے اور ادہر عقبی کا خوف
طعن اور تشنیع سے زخمی کسیکا دل نہو

بہرہ وہ آتش دلکی ہے جسمین دہوان کچھ بھی نہین
یک منٹ مین دیکھلو نام و نشان کچھ بھی نہین
پوچھئے کیا ہے عمل کہدینگے ہان کچھ بھی نہین
مبیسر آگے زمین یہ آسمان کچھ بھی نہین
ہمکو جب اندیشۂ سود و زیان کچھ بھی نہین
کون مین لائے ہین کیا آئے کہان کچھ بھی نہین
ہمکو فکر زندگی سادہ و ان کچھ بھی نہین
روبرو اس زخم کے زخم سنان کچھ بھی نہین

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ
واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بھی نہین

یہ نظم نماز کی فضیلت مین لکھی گئی

بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی
معراج مومنین ہے عادت نماز کی
سجدہ مین سر حسین کا تہا تیغ چل گئی
بعد کے ہونگین بندون سے خالق کی پرسشین
اسلام اور کفر مین ہے اور فرق کیا
جائز نہین نماز کبھی بے حضور قلب
کہتے ہین شافعی کہ تم اسکو فرض دو
حق خدا انہو بندون کا حق ادا
ایمان دار کیلئے آسان ہے نماز
کامل یقین ہے جسکو خدا و رسول پر

مومن وہی ہے جسکو ہے عظمت نماز کی
قربت خدا کی گویا ہے قربت نماز کی
خاصان حق کو کیسی تھی رغبت نماز کی
پرسش ہو پہلے روز قیامت نماز کی
افسوس مومنون کو ہے غفلت نماز کی
حیلہ سکہاتی ہے یہ کہالت نماز کی
دنیا مین جس سے ترک ہو خصلت نماز کی
کب اس سے ہو جسے نہین وقعت نماز کی
اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی
دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی

خالق کی اپنی حمد ہے اور اسکا شکر یہ / کیا اور پوچھتے ہو حقیقت نماز کی
جنت کے ہے طلب مین نمازی ہی یہ غلط / گردیدہ بلکہ رہتی ہے جنت نماز کی
دوزخ یہ گرمیان تو کسی اور کو بتا / قسمت مین ہے ہمارے سعادت نماز کی
محو شہود حق جو بزرگان دین ہین / حاصل کچھ اور انکو ہے لذت نماز کی
ہر وقت اسکا حافظ و ناصر ہے کردگار / مد نظر ہے جسکو حفاظت نماز کی
بیکار جیسا آئینہ ہے پیش بے بصر / بے نفع بے نمازی سے مد حسن نماز کی

تائید حق ہے ساتھ ہمارے ای **بادشاہ**
کیونکر نہ ہم سنائین نصیحت نماز کی

دین اور دنیا کا مفہوم

یہ نظم اخبار "مخبر دکن" مدراس مطبوعہ ۲۴ ر نومبر ۱۹۰۹ء مین شائع ہوی تھی

شوق سے رغبت سے سنئے ہم یہ کرتے ہین بیان / دین اور دنیا کے معنے مین ہین جو نافہمیان
ہائے اُن نافہمیون نے ہی بگاڑا قوم کو / ہائے ان نافہمیون سے ہو گئے جھگڑے عیان
پڑ گیا اسکے سبب سے جابجا بغض و عناد / پڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان
پائے ہین ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتین / کھو دئے اس کے سبب سے قوم کی ہم عز و شان
دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر / یون ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بیگمان
گر نہو دنیا تو کیونکر دین کا ہو گا نمود / مثل قالب ہے یہ دنیا دین ہے مانند جان
دین و دنیا مین جدائی ہو نہین سکتی کبھی / جو جدا سمجھین یہ نافہمی ہے انکی بیکران
دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کرین / حسب فرمان خدا و مصطفے سرّ و عیان
کام جو حکم خدا حکم نبی کے ہو خلاف / کہتے ہین دنیا اسی کو عالمان نکتہ دان
اہل ظاہر عالمانِ دین کی یہ تحقیق ہے / لیک ہے مفہوم دیگر اسکا پیش عارفان
چیست دنیا از خدا غافل شدن کہتے ہین وہ / نے قماش و نقرہ و فرزند و زن ای مومنان

دونون معنون مین اگرچہ فرق آتا ہے نظر — غور سے دیکھین تو ہے دونون کا مطلب یکسان
جامع ومانع یہی دنیا و دین کا وصف ہے — ہائے ان باتون سے ناواقف ہین اکثر مردمان
بنگئے ناواقفی سے قوم مین اب دو فریق — کھوتے ہین اوقات بحث وگفتگو مین رایگان
فرقہ یک کرتا ہے دنیا کی مذمت بے شمار — بے ثباتی اسکی بتلاتا ہے سب کو جاودان
دیتا ہے ترغیب ترک مالداری قوم کو — مفلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان
سخت نافہمی ہے اس سے خوش نہین خالق کبھی — اور کب راضی ہین اس سے خاتم پیغمبران
مال وزر فرزند وزن کے باوجود اے دوستو — دین پر ثابت قدم ہو ہے یہی مومن کی شان
مالداری منع گر ہوتی تو پھر حکم زکوٰۃ — ہم یہ کیون کرتا جہان مین خالق ہر دو جہان
جابجا قرآن مین کیون ہمکو فرماتا خدا — نعمتین دین ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان
دوسرا فرقہ جو ہے ہے اسکی حالت کچھ عجب — منہمک ہے حب مال و جاہ مین وہ ہر زمان
گرچہ کرتا ہے وہ خود کو دیندارون مین شمار — پر نہین ہے دین کے احکام کا اس مین نشان
خاصکر ہمین نہین پابندئی صوم وصلوٰۃ — طبع کو اسکے ہین ایسے کام سب بار گران
پاس اس فرقہ کے بس نیکی ہے دنیا مین یہی — بہرہ ور تعلیم انگریزی سے ہون خرد وکلان
اس سے عمدہ تر نہین سرمایہ انکے زیست کا — یہ وہ نیکی جسکے ہین ماتحت سارے نیکیان
سربسر ہر کام مین تقلید انگریزون کی ہو — ہے یہی تہذیب اور شایستگی انکے یہان
بعض ان مین نو معاذ اللہ تمسخر دین کا — کر رہے ہین کچھ نہین خوف خدائے انس وجان
حشر مین کس منھ سے جائینگے خدا کے روبرو — انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہان
ہم نہین کہتے کہ انگریزی نہین ہمکو مفید — ہم نہین کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان
سیکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہیئے — گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بیشک ہے زیان
حال جو حد سے بڑھا وہ ہوگیا آخر ما — لائق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرقہ بیگمان
دین و دنیا کا عطا کر ہمکو مفہوم صحیح — بد عقاید سے الٰہی دے ہمین امن وامان

خاتمہ ایمان پر ہم سب مسلمانوں کا ہو	از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

غمگساری دین کی ہے جنکے دل مین **بادشاہ**
کیون نہو مرغوب تر انکو یہ تیری داستان

یہ نظم تنزل اہل اسلام پر اظہار افسوس کرتے ہوے ان دہریونکے جواب مین لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر مین دست و پا کی گواہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہین اور اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۱ء مین شائع ہوئی

کہان وہ حمد نیر دانی کہان یہ طبع انسانی
یہان دعویٰ ہے دانائی کا بیشک عین نادانی

مقدس ذات ہے اسکی منزہ ہین صفات اسکے
وہ مستغنی ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی

دیا ہمکو دہن ایسا ہوا جس سے سخن پیدا
اسی کے فضل کے پرتو سے ہے اپنی سخندانی

عجب عالم مین ہے نیرنگیٔ عالم کا نظارہ
مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی

شکست روس دیکھو اور دیکھو فتح جاپان کو
ملی ہے مورچہ کو اندنون شان سلیمانی

چڑھا ہے روم کی دولت پہ گرچہ رنگ جمہوری
نہ ہے اگلی وہ دینداری نہ اگلا رعب سلطانی

کسی جا روس غالب ہے کہین انگلنڈ قابض ہے
سراسر کشمکش مین اب پہنسا ہے ملک ایرانی

تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی
جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کابلستانی

بغاوت کا علم برپا کیا اہل مراقو نے
ہے سلطان مراقو اب فرنچ کے زیر نگرانی

نہین معلوم کیا حالت مراقو کی ہو آئندہ
جو کچھ ہے خط پیشانی وہی لازم ہے پیش آنی

غرض دنیائے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر
ترقی پر مگر ہین ہر طرف اغراض نفسانی

تخیل مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغون سے
دلونسے دور ہوتا جا رہا ہے جوش ایمانی

براق مصطفے سے اب بہلا انکار ہو کیونکر
ہوائی جب جہازونکی ہے عالم مین فراوانی

ہوا پر گر کرے پرواز انسان پہر تو خالق کو
نہو مرکب کو کیون طاقت عطا کرنے مین آسانی

گواہی حشر مین گر دست و پا دینگے عجب کیا ہے
بہلا جب قوت فونوگرافی تم نے ہے مانی

صدا انسان کی سنتے ہین جب یک پارۂ مس سے
خدا سے کیون نہ طاقت پائے دست و پائے انسانی

جدہر دیکھو اودہر آزادیٔ مذہب کا ہے غوغا
یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے تیرے
نہین معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی
صلوٰۃ وصوم سے نفرت زکوٰۃ وحج سے کیا مطلب
ڈرو اللہ سے پابند شرع مصطفےٰ رہئے
لکھو ای شاعرو اسلام کا اب مرثیہ کوئی

حدیثون کی نہ وقعت ہے نہ خوف حکم قرآنی
کہین تجہکو نہ ملجائے خطاب نیچر پرستانی
بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل دبستانی
مسلمان کیلئے بس ہے فقط نام مسلمانی
چرا عاقل کند کاریکہ باز آید پشیمانی
بزرگان سلف کی چہوڑدو تم مرثیہ خوانی

نہ ہو مایوس تو اے بادشہ خالق کی رحمت سے
کریگا دین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی

یہ تضمین شعر سعدی شیرازی پر لکہی گئی

سعدی سے مین نے پوچہا کہ کیا اسکا ہے سبب
نخوت مین خودپسندی مین اکثر ہین مبتلا
قابو مین دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا
سعدی نے یون جواب دیا غور کر ذرا
ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہین خطا

ہین اب جہان مین لوگ بہت کم نکو نفس
نفرت ہے نیکیون سے گناہونکی ہے ہوس
یہ ملک وہ ہے جس مین نہین حاکم وعسس
نادا قفی ہے تیرے لئے صورت قفس
مادر کے ہے شکم کا اثر جانئے یہ بس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

یہ نظم انجمن طلبارئے مدرسہ اسلامیہ وانمباڑی کیلئے لکہی گئی

سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت
فقط جوشش ہے طبع کا میرے ورنہ
نہین ہے جہان مین کوئی چیز ایسی
کہین نفع پر ہے مضرت کا غلبہ

سفر اور حضر کی سناتا ہون حالت
نہ مجہہ مین سلیقہ نہ مجہہ مین لیاقت
نہ ہو نفع کے ساتہ جس مین مضرت
ضرر کو کہین نفع نے دی ہزیمت

جو کچھ بھید نفع و ضرر مین ہے پنہان　　خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت

کرشمے ہین خالق کے قدرت کے سارے　　سزاوار اسکو ہے یہ اسکی حکمت

مرے ذہن مین جو گزرتے ہین باتین　　دلاتے ہین اظہار کی مجھکو جرأت

عیان سب پہ ہے روز روشن کے مانند　　سفر کے فوائد ہین جو بے نہایت

سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ　　سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت

سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان　　سفر ہی بڑہاتا ہے فہم و فراست

سفر سے برآتے ہین سب آرزوئین　　سفر سے ہے دشواریون مین سہولت

سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی　　سفر مین ہی خالق نے دی خیر و برکت

سفر گر نہ کرتے وہ اگلے بزرگان　　نہ وہ کھینچتے گر سفر کی مشقت

نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی　　نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت

انہین کے تصدق سے پاتین ہین ہم سب　　یہ عزت یہ رفعت یہ شوکت یہ حشمت

وطن مین کسیکو نہ ابتک ملا کچھ　　سفر کے بدولت ملی علم و دولت

سفر کے فوائد سے واقف نہین ہم　　سفر کی عموماً نہین ہمکو رغبت

کہا خوب حالی شیرین سخن نے　　یہ اشعار مملو ہے جسمین نصیحت

"سیاحت کے گون ہین نہ مرد سفر ہین　　خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین"

"یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین　　یہی اپنے نزدیک حد بصر ہین"

"وہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم　　وہی انکی دنیا وہی انکا عالم"

خدا گر نہ دیتا سفر کو بزرگی　　نہ ہوتی سفر مین اگر کچھ فضیلت

نہوتا تہا ہم پر کبھی حکم حج کا　　نہ مسنون ہوتی نبی کی زیارت

مقابل سفر کے جو لفظ حضر ہے　　ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت

وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی　　ہے باطن مین پوشیدہ لیکن قباحت

وطن کی سکونت کہالت کی معدن — وطن کی سکونت ہے معیار غفلت
وطن کی سکونت ترقی کی ہارج — وطن کی سکونت مین ہے نقص ہمت
وطن کی سکونت کا مداح ہے وہ — تن آسودگی کی جو رکھتا ہے خصلت
ہے صد شکر اہل وطن کو ہمارے — ہے اسدرجہ سیر وسیاحت کی عادت
اگر ڈھونڈین ہم سارے ہندوستان مین — نظیر اس وطن کی ملیگی بدقت
غرض ماحصل نظم کا ہے یہ میرے — سفر کو حضر پہ ہے ہر طرح سبقت
سفر ہم کرین مثل خورشید یارب — نہ دے چند سا تو ہمین کنج عزلت
سخن کو نہ دو طول اے **بادشہ** تم — کہین اہل جلسہ نہ پائین ملالت

اشعار دعائیہ

یہ اشعار مسجد محلہ گوبندپورہ واقع وانمباڑی مین ہنگام جنگ روم ویونان بعد ادائے نماز شکریہ محمدی سلطان روم خلد اللہ ملکہ روبروئے حاضرین جماعت بتاریخ ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۵ ہجری بروز جمعہ پڑھے گئے تھے

ہم پہ کیا کیا ہین ترے فضل وعنایت اے خدا — شکر کرنے کی کہان ہمکو ہے طاقت اے خدا
نعمتین بیحد ہین تیری ان مین سب افضل ترین — تونے دی اسلام کی ہمکو یہ نعمت اے خدا
ہم اسی اسلام سے پائینگے دوزخ سے نجات — ہم اسی اسلام سے پائینگے جنت اے خدا
اندنون فتح وظفر تونے جو دی سلطان کو — آج ہم اسکی مناتے ہین مسرت اے خدا
ہم تو کیا روئے زمین پر ہین جہانتک دیندار — واسطے انکے ہین یہ ایام فرحت اے خدا
کون وہ سلطان یعنے حضرت عبد الحمید — ایک عالم جسکے ہے زیر حکومت اے خدا
ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے — ہے اسی سلطان سے ہم سبکی عزت اے خدا
جبکہ حرمین معظم کا محافظ ہے وہی — اس سے کیا بڑھکر ہے کوئی اور عظمت اے خدا
ہے شکست اسکی حقیقت مین شکست اسلام کی — نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا
شکر گر تیرا نہ اس موقع پہ ہم لائین بجا — کیا دکھائین منہہ تجھے روز قیامت اے خدا

گر نہ حاصل ہو خوشی مسلم کو اسی فتح پر
کیا ہمارا دین کیا دینی حمیت اے خدا

نصرت اسلام کا ہے بج رہا ڈنکا ادہر
ہے ادہر یونان کے ذلت کی نوبت اے خدا

اندنون اس جنگ نے کیا کچھ دکہایا ہے اثر
سارے یورپ پر ہے طاری جسکی ہیبت اے خدا

دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح مین ہین تر زبان
کیا یہ تیری شان کیا تیری ہے قدرت اے خدا

فی الحقیقت یہ کرشمے سب ہین تیرے فضل کے
کیون نہ ہم مانگین دعا یہ باصداقت اے خدا

اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام
رکہہ سلامت رکہہ سلامت رکہہ سلامت اے خدا

تا ابد محکم رہے قایم رہے دایم رہے
اسکی عظمت اسکی ثروت اسکی حشمت اے خدا

ہم مسلمانون کے دلمین دیجیے صبح و مسا
اسکی انست اسکی الفت اسکی چاہت اے خدا

ہر دم و ہر آن رہے محفوظ سب آفات سے
تاج و تخت و چتر و رایت ملک و دولت اے خدا

خیر خواہونکو تو اسکے شاد رکہہ آباد رکہہ
اسکے بدخواہون کو کر پامال و غارت اے خدا

فاتح و منصور جیسا اندنون اسکو کیا
یون ہی رکہہ غالب اسے ہر ایک ساعت اے خدا

بندۂ ناچیز ہے یہ **بادشہ** عاصی ترا
بخش دے اسکو زراہ لطف و رحمت اے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسۃ اسلامیہ وانمباڑی مین ارکین محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی کے روبرو پڑھے گئے

یارب تری قدرت کا ہمین جلوہ دکہا دے
اس مدرسۂ قوم کی قسمت کو جگا دے

محتاج یہ گلشن ہے ترے ابر کرم کا
سرسبز بنا دے اسے شاداب بنا دے

محفوظ تو کر دل کو دماغون کو معطر
اس باغ کے پہل پہول کا نظارہ دکہا دے

حامی ہین مربی ہین معاون ہین جو اسکے
کر انکے مقاصد کو عطا یاس مٹا دے

بہبودئی دارین سے کر انکو سرافراز
آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے

یارب ہے دعا ہمت و جرأت کو انہونکے
تو اور بڑہا اور بڑہا اور بڑہا دے

دنیا کی طلب دے تو ہمین دین کے خاطر
بے بہرہ نہ تو دین سے دنیا مین بنا دے

ثابت قدمی تیرے اوامر میں عطا کر
اور تیرے نواہی سے ہمیں دور ہٹا دے

دنیا کو رکھیں دین کے ہم ساتھ ہمیشہ
ہر شام و سحر بس یہ سبق ہمکو سکھا دے

سرکش نہ بنا تیری شریعت سے کسی دن
سر تیری اطاعت میں ہر یکوقت جھکا دے

عاجز ہیں گنہگار ہیں ہم خستہ جگر ہیں
جوش اپنے تو افضال کا اب ہمکو دکھا دے

تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے در کے
کس در پہ بھلا جائیں ذرا تو ہی جتا دے

اس مدرسہ کا جلسہ سالانہ جو ہے اب
صد ہا ہمیں اسطرح کے جلسوں کو بتا دے

ہر دم ہو عطا اسکو ترقی پہ ترقی
کل ہند میں دھوم اسکی الٰہی تو مچا دے

ایوان دل قوم رہے اس سے منور
لو اسکے محبت کی ہر یک دل میں لگا دے

اے بادشہ ہیچمداں اس کا عجب کیا
تاثیر اگر تیرے سخن میں بھی خدا دے

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی کیلئے حسب فرمایش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی بی۔اے۔یل۔ٹی۔پرنسپل مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلبا با عجز و انکساری
کرتے ہیں عرض تجھ سے اب اے جناب باری

مالک ہے تو ہمارا مملوک ہم ہیں تیرے
تیری ثنا کے قابل کب ہے زبان ہماری

تو بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہیں
فضل و کرم کی تیرے سب کو امیدواری

اس مدرسہ کے جتنے بانی و منتظم ہیں
مد نظر ہمارا ہے جن کو غمگساری

ممنون ہم ہیں انکے مرہون ہم ہیں انکے
ہر دم ہے شکر انکا لب پر ہمارے جاری

سرسبز یوں نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن
ہوتی اگر نہ انکے احسان کی آبیاری

یارب جہاں میں دائم رکھیہ انکو شاد و خرم
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری

یارب ہمارے دل کے غنچوں کو کر شگفتہ
تعلیم کو بنا دے تو موسم بہاری

سلطان روم اپنے ہیں مذہبی خلیفے
یارب عطا ہو انکی دولت کو استواری

قایم رہے الہٰی دائم رہے الہٰی
ہے بادشاہ ہفتم یڈورڈ جو ہمارا
ہین جسکے سلطنت مین سب کے حقوق یکسان
یارب فزون ہو اسکے دل مین ہماری الفت

انکی یہ جاہ و حشمت انکی یہ شہریاری
ہے جسکے زیر فرمان اقلیم ہند ساری
ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری
محکم رہے ہماری اس سے وفاشعاری

ہین بادشاہ نامی شاعر جو اس وطن کے
یارب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع وامباڑی کے لئے لکھی گئی

تو ہے خدا ہمارا تو ذوالمنن ہمارا
تو رزق دینے والا تو رحم کرنیوالا
احسان سبکے دل مین ہین لاکھون عنایتین ہین
جو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے
توحید کے نشہ مین مخمور ہین تو ہم ہین
کیونکر نہ دل ہمارا سورج کیطرح چمکے
خوف عذاب محشر ہم عاصیونکو کیا ہے
قائم رہے الہٰی دائم رہے الہٰی

تیرا دیا ہوا ہے یہ جان و تن ہمارا
تو ہے مٹانے والا رنج و محن ہمارا
کس کس کے شکر مین اب اہو دہن ہمارا
وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا
کیا کر سکیگا کوئی نشتر زن ہمارا
ہے اسپہ نور ایمان جلوہ فگن ہمارا
حامی ہو جب رسول آخر زمن ہمارا
یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا

قدر سخن نہین اب ای بادشاہ کیا غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ نظم دعائیہ جلسۂ عام انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع وامباڑی منعقدہ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء مین پڑھی گئی

اے خداوند زمین و آسمان
اے ہمارے خالق عالم نواز
ذات تیری قاضی الحاجات ہے

اے خدائے مالک کون و مکان
اے کریم کارساز و بے نیاز
مقصدین برلا کہ اونی بات ہے

خلق کو اس انجمن سے صبح و شام
ممبرون کے دلبن دے ہمت فزون
خیر خواہ عام ہے جو اسکا نام
انجمن محکم ہو ہر یک کام مین
خلق مین ہے جسطرح یہ شاندار
یا خدا اعضا مجلس کو مدام
دین اور دنیا کی بہبودی عطا

فائدہ پہنچا تو اے رب انام
انجمن کو تا رہے فوت فزون
ہو مطابق نام کے ہر ایک کام
دے اثر یارب تو اسکے نام مین
یون ہی ہو سرکار مین اسکا وقار
رکھ ہمیشہ شاد مان و شاد کام
کیجئے اسکو طفیل مصطفےٰ

سب مقاصد مین رہین وہ کامیاب
بادشہ کی یہ دعا ہو مستجاب

یہ نظم دعائیہ سپاس نامۂ جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ممبر لیجسلیٹو کونسل مدراس کیلیئے لکھی گئی اور انجمن خیر خواہ عام گوسد پور واقع وانمباڑی کی طرف سے ۲۶ رفروری سنہ ۱۹۱۱ء کو پڑہی گئی۔

مقصود یہ اے خالق کون و مکان دے
مضبوط اسکا ہر مین رکھہ رشتۂ حیات
مبذول شہ کی ہر عنایت رہے مدام
بالکل ہو وقف نفع رسانی قوم مین
سرکار مین وقار بڑہے قوم مین ہو نام
ایسے ہی مہمان کا شرف میزبان کو ہو

ممدوح کو ہمارے فزون عز و شان دے
صحت مین عافیت مین نہ اسکے زیان دے
ہر آفت و بلا سے الٰہی امان دے
دل ایسا اور ایسی الٰہی زبان دے
یارب تو اسکی طبع مین وہ آن بان دے
یارب ہمیشہ ایسا ہمین مہمان دے

صد حیف قوم مین حس و حرکت نہین ذرا
یارب تو اسکے قالب بیجان مین جان دے

یہ مناجات منظوم مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گوسد پور واقع وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی اور جلسۂ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ ر نومبر سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑہی

کیونکر ہو سکر تیرا ہمسے ادا خدایا
معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا
فضل و کرم ہے تیرا بے انتہا خدایا
ہم باندیاں ہیں تیرے محتاج اور عاجز
مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا
مانگیں اگر نہ تجھ سے پھر کس سے جاکے مانگیں
حرص و ہوا میں ہم سب ہیں مبتلا خدایا
سب سے بڑا یہی ہے احسان ہمکو تو نے
جز تیرے کون ہے اب حاجت روا خدایا
سالار انبیا ہیں عالم کے مقتدا ہیں
امت میں مصطفےٰ کے پیدا کیا خدایا
اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہیں
ہے جان و دل ہمارا ان پر فدا خدایا
انکے طفیل سے یہ تعلیم ہم نے پائی
رکھہ ان کو تو سلامت صبح و مسا خدایا
اچھا ہو دین انکا دنیا ہو انکی اچھی
اجر عظیم ان کو کیجیے عطا خدایا
ماں باپ سے ہیں بڑھکر استانیاں ہمارے
بر لا دلوں کا انکے ہر مدعا خدایا
انکے لئے ہمیشہ کرتے ہیں التجا ہم
بہولینگے کسطرح ہم انکو بہلا خدایا
ہیں جتنی بیبیاں اس مجلس میں آج حاضر
تو نیک تر جزا دے روز جزا خدایا
وہ جو بزرگ بی بی ہیں آج میر مجلس
جلسے کو انسے رونق ہے بر ملا خدایا
دنیا میں آخرت میں رکھہ سب کو شاد و خرم
اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدایا
کر دور حاضرین کے رنج و بلا خدایا

اشعار بادشہ کے دلچسپ خوب تر ہیں
کرتے ہیں اسکے حق میں ہم سب دعا خدایا

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ عزیزیہ تر ملکھیری مدراس کے لیئے لکھی گئی

طلبائے مدرسہ کی ہے التجا خدایا
کرہم پہ تو نگاہ لطف و عطا خدایا
مالک ہے تو ہمارا خالق ہے تو ہمارا
یاور ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا
یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا
ہیں تیرے زیر فرمان ارض و سما خدایا
بندے ہیں تیرے ہم سب کم فہم اور کمسن
کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدایا

انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو
ظلمت کو جہل کے تو یکدم مٹا خدایا

ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی
کیجیے ہمین عنایت ذہن رسا خدایا

دے ہمکو استقامت شرع محمدی پر
بد مذہبی سے ہر دم ہمکو بچا خدایا

تہذیب دے ادب دے اخلاق نیک بھی دے
بھر دے ہمارے دل مین صدق و صفا خدایا

امت مین مصطفےٰ کے پیدا کیا ہے ہمکو
احسان تو نے کیسا ہمپر کیا خدایا

جو صاحب کرم ہین اس مدرسہ کے بانی
رکھہ انکو شاد و خرم صبح و مسا خدایا

دنیا کی خوبیون سے عقبیٰ کی نعمتون سے
کر سرفراز انکو بے انتہا خدایا

استاد و منتظم ہین اس مدرسہ کے جتنے
فضل و کرم کا سب کو جلوہ دکہا خدایا

دنیا ہوا چھی انکی اور دین بھی ہو اچھا
کر دور ان سے ہر یک رنج و بلا خدایا

سیراب اپنے ابر رحمت سے رکھہ ہمیشہ
گلشن ہو مدرسہ کا پھولا پھلا خدایا

بندہ ہے ہیز المکرمہ **بادشاہ** عاصی
تو بخش اسکے سارے جرم و خطا خدایا

نظمہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹[illegible]ء مین شائع ہوی تھی جسکے اثر سے اہل اسلام مدراس مین جوش پیدا ہوا چندہ حجاز ریلوے فراہم کر کے قسطنطنیہ بھیجا گیا

کیون نہ ہو ہمکو مسرت اے حجازی ریلوے
سنتے ہین تیری بشارت اے حجازی ریلوے

حاجیان تیرے بدولت اے حجازی ریلوے
پائینگے ہر طرح راحت اے حجازی ریلوے

اب شتر کی ہے سواری اور نہ قزاقون کا خوف
دور ہین سب رنج و زحمت اے حجازی ریلوے

شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ
اب ہے یکدن کی مسافت اے حجازی ریلوے

تجھہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ
ڈاک بھی پہنچے بسرعت اے حجازی ریلوے

ان فوائد سے نہ سے انکار کیونکر کرسکے | جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے
ہان ترا بانی وہی سلطان ہے عبد الحمید | مشتہر ہے جسکی عظمت اے حجازی ریلوے
آجتک گزرے ہین جتنے بادشاہان روم کے | کسنے یہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے
یہ شرف تیری بنا کا حاصل اسکے واسطے | حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے
واسطے تیرے جو اس نے دین ہزارون اشرفی | ہے یہ کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے
با زبان حال تو اسکی رہیگی مدح خوان | حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے
سارے دنیا کے مسلمانون کو اسنے شوق سے | دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے
دیر پھر کیا تھی عرب ہین اور مصر و شام مین | ہوگئی چندون کی کثرت اے حجازی ریلوے
محفلین چندہ کی ہر جا ہو گئے ہین منعقد | جابجا ہے تیری شہرت اے حجازی ریلوے
حیف ابتک بیخبر ہین ہم مسلمانان ہند | ہے یہ کیسا خواب غفلت اے حجازی ریلوے
ہے نہ دینی جوش ہمکو اور نہ فکر آخرت | اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے
ہین کدہر علما ہمارے اپنی پیاری قوم کو | کیون نہین کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے
نیک ہین ان کے ارادے ہین مبارک انکے دل | جو کرین تیری اعانت اے حجازی ریلوے
نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہو اپنا کردگار | اس سے بڑہکر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ بہی دن آئے کہ دیکھے **بادشہ** جلوہ ترا
اور کیجے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

یہ نظم اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء مین شائع ہوی تھی

مفید قوم ہے یکسر حجازی ریل کا چندہ | رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ
نہ کیونکر خلق مین اشہر حجازی ریل کا چندہ | ہر یک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ
امیر المومنین کا حکم ہے پرتو فگن اسپر | مثال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ
رفاہ قوم دنیا مین جزائے نیک عقبیٰ مین | یہ ہر دو نفع کا مظہر حجازی ریل کا چندہ

نہ کیوں اے حاجیو ہر طرح کی ہو تمکو آسائش
منور قوم کی الفت سے جب آئینۂ دل ہے
شریک اس مین ہر یک ادنیٰ و اعلیٰ حسب طاقت ہو
اگر کچھ جوش دینی ہے اگر کچھ حب قومی ہے
ہے اس چندہ کا چرچا سارے اسلامی ممالک مین
خبر کچھ ہے تمہین ہندوستان کے ای مسلمانو
ہزار افسوس تم مین کچھ حمیت ہے نہ غیرت ہے
ذرا دیکھو تو اخبارون مین قومی جوش کا کیسا
جو ہین اہل کرم البتہ وہ مسرور ہین اس سے
فضول اسراف کامون مین جو بیجا صرف ہوتا ہے

تمہارا بنگیا یاور حجازی ریل کا چندہ
سے ہے اس آئینہ کا جوہر حجازی ریل کا چندہ
ضرر کب ہے یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ
فراہم سب کرین ملکر حجازی ریل کا چندہ
خوشی سے دیتے ہین گھر گھر حجازی ریل کا چندہ
ہوا کن کن مقامون پر حجازی ریل کا چندہ
خوش آئیگا تمہین کیونکر حجازی ریل کا چندہ
دکھاتا ہے تمہین منظر حجازی ریل کا چندہ
دل ممسک پہ ہے نشتر حجازی ریل کا چندہ
نہین کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے **بادشہ** مجھکو
موثر ہو ہر یک دل پر حجازی ریل کا چندہ

یہ نظم وصف اخبارات مین رسالہ "اخبار بینی" مصنفۂ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکرٹری محمڈن ریڈنگ روم و انبیاڑی کیلیئے لکھی گئی۔ رسالہ مذکور مین طبع ہونیکے علاوہ اخبار مخبر دکن مدراس مین بھی شائع ہوئی

جہان مین کیون نہ فزون ہووے وقعت اخبار
نہین ہے ہند مین افسوس رغبت اخبار
ہزارون جاری ہین لاکھون کی ہے وہان تقسیم
عیان نہوتے یہ حالات مشرق و مغرب
ترا یہ جام مبارک ہو تجھکو اے جمشید
نہ دیکھین اسکو تو ہر وقت دل رہے بے چین
جو علم دوست ہین رکھتے ہین دوست تر اسکو

جتا رہا ہے زمانہ ضرورت اخبار
اصول زیست ہے یورپ مین رویت اخبار
زہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم عنایت اخبار
یہان ہر ایک ہے مست محبت اخبار
مثال شاہد رعنا ہے صورت اخبار
ملیگی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہان جہالت و ناواقفی کی کثرت ہے
ہین واقعات مین پنہان نصیحتین صد ہا
جو گرسنہ ہے ترقی فہم و جودت کا
نہ کر غرور تو اسے دوربین کے موجد

سمجھ لو تم کہ وہان ہو گی قلت اخبار
بغیر غور کہلے کب حقیقت اخبار
کریگی سیر او سے جلد نعمت اخبار
کہ دوربین پہ ہے ان روزون سبقت اخبار

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچمدان
کہان ہو تجہہ سے ادا حق مدحت اخبار

یہ نظم وصف زراعت مین اخبار زمیندار کرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب مین مطبوعہ یکم جون ۱۹۱۵ء کو طبع ہوی تھی

دنیا مین عجب نعمت داور ہے زراعت
ہر فن سے ہر ایک پیشہ سے بہتر ہے زراعت

محروم نہ حیوان نہ انسان ہے اس سے
کیا فیض رسان خلق پہ یکسر ہے زراعت

زرخیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام
جس ملک مین جس صوبہ مین اکثر ہے زراعت

حرمت تو کجا شبہ کا بھی اسمین نہین خوف
کیا نیک معیشت کی یہ رہبر ہے زراعت

ہے قدر زراعت او نہین جو اہل خرد ہین
کم عقل کے نظرون مین تو کمتر ہے زراعت

اسباب معیشت ہین تمام اسکے فروعات
ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت

یا کہئے عوارض ہین وہ سب انکا یہ جوہر
یا کہئے وہ اولاد ہین مادر ہے زراعت

یا مثل دوائر ہین وہ یہ صورت مرکز
یا کہئے وہ سب صیغے ہین مصدر ہے زراعت

کیا چیز ہے وہ جسکو تعلق نہین اس سے
وہ کون ہے جسکی نہین یاور ہے زراعت

بیوجہ نہین اسکو ہے بارش کی ضرورت
اللہ کی رحمت سے مسخر ہے زراعت

آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہان مین
اولاد ہم اسکے ہین خوشتر ہے زراعت

جاپان کے وجوہات ترقی ہین ملا تشک
سچ کہتا ہون پہلا تر انبر ہے زراعت

اخبار زمیندار ہوا درپئے اصلاح
کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت

اے کاش جو قائم ہو زمیندار کمیٹی
پھر ہند مین رونق تری برتر ہے زراعت

کیا وصف ہو اس **بادشہ** ہیچمدان سے
خالق کے عنایات کی مظہر ہے زراعت

یہ مثنوی حسب ایمائے معتمد انجمن معونت المعذورین مدراس لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۴ء مین طبع ہوئی

اے محبان قوم تم ہو کہان | خیرخواہان قوم تم ہو کہان
ہین کدہر تم اے قوم کے غمخوار | اے مئے عشق قوم کے سرشار
ہے اگر دل مین جوش ایمانی | گر ہے احساس رنج انسانی
کیجئے ٹک ذرا ادہر بھی نظر | لیجئے کچھ اس انجمن کی خبر
انجمن ٹک ہوئی یہان قایم | جسکے اغراض ہین یہی دایم
قوم مین اپنے ہین جو معذورین | انکی تائید ہووے با آئین
یعنے محتاج لولے لنگڑون کو | گونگے بہرون کو اور اندہون کو
اور جن کے حواس مین ہے فتور | ہین جو کسب معاش سے مجبور
دیوین انکے لئے لباس وطعام | اجر پائین بہ نزد رب انام
سچ تو یہ ہے جہان مین سب سے مزید | ہین یہی لوگ قابل تائید
یہی حقدار صدقہ و خیرات | ہے سلوک ان سے افضل الحسنات
انکی تائید سے خدا خوش ہے | اور سردار انبیا خوش ہے
رنج و زحمت کا انکے آہ اثر | گر نہ کچھ بھی ہمارے ہو دل پر
دل ہمارا نہین وہ پتھر ہے | بلکہ پتھر بھی اس سے بہتر ہے
دیندار و تمہین ہے اب کیا دیر | کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر
چندہ اس انجمن کو کیجیے عطا | لوٹ لیجیے ثواب عقبیٰ کا
جسقدر تمکو استطاعت ہے | دیجئے دیجئے عنایت ہے

کم وبیشی سے کچھ نہین مطلب
حب قومی فقط غرض ہے اب

چند روزہ یہ زندگانی ہے
سارا سامان جہان کا فانی ہے

فکر کچھ آخرت کی تم کر لو
آج کا کام کل پہ مت رکھو

ہردم از عمر می رود نفسے
چون نگہ می کنم نماند بسے

خجل آن کس کہ رفت وکار نہ ساخت
کوس رحلت زدند و بار نہ ساخت

ہان اگر دل مین کوئی کھٹکا ہے
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

شوق سے آئین انجمن مین شتاب
دیکھ لین اسکا سب حساب وکتاب

دیکھین جب آپ اسکا کاروبار
مطمئن دل ہو آپ کا بسیار

انتظام اسکا کیون نہ ہووے ٹھیک
کیسے کیسے عمائدین ہین شریک

خاصکر معتمد ہین جو ذی شان
قالب انجمن کے روح روان

ذی لیاقت ہین ذی فراست ہین
نیک نیت بلند ہمت ہین

حامی قوم ہین یہ شام وپگاہ
مرحبا مرحبا جزاہ اللہ

یاالٰہی طفیل شاہ امم
رکھیئے اس انجمن کو مستحکم

تیرا فضل وکرم ہو اسکا کفیل
اسکے اغراض کی تو کر تکمیل

ہردم اسکے معاونون کا عدد
یاالٰہی بڑھا دے تو بے حد

کیا عجب ہے بفضل رب قدیر
بادشہ کے سخن مین ہو تاثیر

ملتفت خلق ہو یہی ہے ہوس
بر رسولان بلاغ باشد وبس

یہ نظم بھی انجمن مذکور کیلیئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء مین طبع ہوی

کیجیئے اے منعمو امداد معذورین کی
سنئے اے اہل کرم فریاد معذورین کی

کوئی نابینا ہے کوئی لنگ کوئی بے زبان
آہ ہے یہ حالت ناشاد معذورین کی

خستہ ہین ناچار ہین مجبور ہین محتاج ہین
راحت دنیا سے کیا بربادمعذورین کی

یک طرف شرع پیمبر یک طرف عقل رسا
دونون کہتے ہین کرو امداد معذورین کی

دل مین آتا ہے ہر یک کے صفحہ دل پر ابھی
شکل کھینچون صورت بیداد معذورین کی

اے شکم سیر و ذرا بہوکون کی بہی لیجے خبر
تندرستو تم کرو کچھ یاد معذورین کی

رحمتین کیا کیا نہ دیگا تمکو عقبیٰ مین خدا
رنج سے گر قطع ہو آزاد معذورین کی

تم کرینگے انکی گر امداد ہر صبح و مسا
حشر تک دیگی دعا اولاد معذورین کی

گر نہ کیجے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون
آہ بیرحمی سے ہے تو جلاد معذورین کی

نیک ہے وہ ذہن بیشک ہے مبارک وہ دماغ
جس سے بہبودی ہو کچھ ایجاد معذورین کی

خانۂ دل مین ہر یک انسان کے ای **بادشاہ**
روز و شب الفت رہے آباد معذورین کی

یہ نظم بہی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین پڑہی گئی اور مقبول خاص و عام ہوی

ای قلم کیجے رقم کچھ آج حالت قوم کی
ای طبیعت کر اعانت گر ہے الفت قوم کی

ای اثر میری زبان مین کچھ تو ہو تیرا ظہور
ای زبان لازم نہین کیا تجھ پہ خدمت قوم کی

ای تمنا ضبط یون دلمین رہیگی کب تلک
ای دل پر درد کبتک تجھ مین حسرت قوم کی

ای ترقی ہم ترستے ہین تری دیدار کو
ای تنزل تا بکے تجھ سے رفاقت قوم کی

دل وہ کس مصرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ
جس سے عالم مین نہین کچھ بہی اعانت قوم کی

زندگی اسکی ہے کیا اتنا بہی جو واقف نہو
قوم ہے کیا شی کسے کہتے ہین اخوت قوم کی

غرق ہے بحر تنزل مین یہ کیا سر تا بپا
کچھ نہین ابتک ابہرنے کی ہے صورت قوم کی

خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر یک کا شعار
حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی

جسطرح فصل خزان گلشن کو کرتی ہے تباہ
یون ہی خود غرضی مٹا دیتی ہے وقعت قوم کی

فرق ہمدردی کا ہے انسان اور حیوان مین
غور کچھ اس پر نہین ای ولئے غفلت قوم کی

مال و دولت جاہ و ثروت لاکھ ہم پیدا کرین
کچھ نہین حاصل نہو گر عام عزت قوم کی

عام عزت کیلئے لازم ہے باہم اتفاق
اتفاق و یکدلی مین ہے سعادت قوم کی

اتفاقاً بھی نہین ہمکو خیال اتفاق
ہے یہ کیا نااتفاقی جزو فطرت قوم کی

آہ اے نااتفاقی ہو ترا خانہ خراب
گم ہوی دولت فقط تیری بدولت قوم کی

غم نہین اسکا اگر دولت گئی حشمت گئی
حیف ساتھ اسکے ہوی ہمت بھی رخصت قوم کی

قوت بازو سے اپنے ہم تو کچھ کرتے نہین
ذکر کیا کیجیے وہ اگلی شان و شوکت قوم کی

دو ہی دو چیزین ہین جس سے ہے ہمین ذلت نصیب
ایک بے علمی ہے دیگر ہے فلاکت قوم کی

باوجود ایسے تنزل کے خدا کا شکر ہے
اب بھی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی

قوم مین باقی ہین اب بھی ایسے ہمدردان قوم
ایک نہ ایک دن جن سے ہم دیکھینگے رفعت قوم کی

لعل سنگریزون مین خاکستر مین ہون جیسے شرر
یون نہان دلمین ہے انکے درد و رقت قوم کی

درد ہے گر قوم کا کچھ کرکے اب دکھلائے
خالی خولی کام کیا آئے نصیحت قوم کی

شاعرو شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
عالمو اب زور سے کیجیے ہدایت قوم کی

چارہ سازو قوم کی کچھ چارہ سازی کیجئے
اے طبیبو دیکھئے کیا ہے علالت قوم کی

عاقلو کچھ عقل سے تائید دو تائید دو
مالدارو مال سے بر لاؤ حاجت قوم کی

انجمن ہے یہ جو معذورین کے امداد کی
عمدہ تر کہیئے نہ کیون اسکو حمایت قوم کی

خوش نہ کیون اس سے خدا ہو خوش نہ کیون اس سے رسول
طاعت خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی

لنگڑے لولے بے بصر پاتے ہیں ملبوس طعام
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی

گر نہ ہو تائید انکی اور پھرین وہ در بدر
کیا نہوگی غیر قومون مین حقارت قوم کی

انجمن کا جلسہ سالانہ ہے اب منعقد
کون کہتا ہے نہین اس سے مسرت قوم کی

ایسے ہی جلسے مؤثر ہین زبہر خاص و عام
ایسے ہی جلسون سے بڑھجاتی ہے ہمت قوم کی

ایسے ہی جلسون سے ہوتی ہے نمایان یکدلی
ایسے ہی جلسون سے ہے دنیا مین عظمت قوم کی

خواب غفلت سے جگادیتی ہین ایسی محفلین
صحبتین ایسی بدل دیتے ہین رنگت قوم کی

بانی جلسہ جو ہین اس انجمن کے معتمد
پوچھنا کیا انکے دل مین ہے جو الفت قوم کی

کہئے گر انکو ثنائی القوم کچھ بیجا نہین
ان مین ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی

انکی ہمدردی کی ہے یہ انجمن روشن دلیل
شکر ہوا انکا ادا کب ہے بطاقت قوم کی

صدر جلسہ مولوی حاجی ضیاء الدین ہین
مرحبا شایان ہے انکو یہ صدارت قوم کی

حصہ لیتے ہین ہمیشہ یون ہی قومی کام مین
ہر زمان منظور ہے انکو حمایت قوم کی

التجا ہے تجھ سے یارب از طفیل مصطفےٰ
انجمن ہو یہ معاون تا قیامت قوم کی

دام سے دم سے قدم سے انجمن کے حال پر
یا الٰہی روز افزون ہووے عبرت قوم کی

قوم کو جلسہ مبارک ہو بہ با عز و وقار
ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی

شمع کو پروانہ گلشن کو مبارک عندلیب
بس ہے ہم قومی محبون کو محبت قوم کی

ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری
بے تکلف مین نے لکھی ہے حکایت قوم کی

کیون دُرِ مقصد سے دامن انجمن کا پُر نہو
مثل دریا موج زن ہو گر سخاوت قوم کی

ہے یہی داد سخن تیرے لئے اے **بادشاہ**
ہو اگر اس نظم پر نظر عنایت قوم کی

یہ نظم جلسہ سالانہ انجمن خیر خواہ غربائے اہل اسلام مدراس منعقدہ ۱۰ ار فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

آج کیا جلسے ہے یہ کیون جمع ہین سب خاص و عام
اپنے قومی بھائیون کا کس لئے ہے اژدحام

کسلئے ہر یک کے چہرے سے مسرت ہے عیان
نکہت الفت سے کیون تازہ ہے ہر یک کا مشام

کیا غرض ہے اور کیا مقصود اس جلسہ سے ہے
کون ہین بانی مبانی اور کیا ہے انکا نام

قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مدنظر
آفرین تحسین کا کسکے ہے یہ سارا انتظام

لو سنو اب تم مفصل ان سوالون کا جواب
ہم بیان کرتے ہین اے حضار والا احترام

بہر تائید غریبان انجمن قایم ہے ایک
اور ہے مدراس مین دو سال سے اسکا قیام

دوسرا سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منعقد
اسکے اظہار طرب کا آج ہے یہ دھوم دھام

ختنہ ہے شادی ہے اور تجہیز ہے اموات کی
ہین یہ اسکے غرض بس ہین یہی اسکے کام

فیض ہے اس انجمن کا مفلسان قوم کو
صدق دل سے کیون نہ وہ دینگے دعا اسکو مدام

معتمد ہین اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھ
ذی فراست ذی وجاہت ذی کرم ذی احتشام

پورا پورا وصف انکا اسلئے لکھا نہین
تا خوشامد کا کہین جبہہ پر نہووے اتہام

سال نامہ انجمن کا آپ نے سنوا دیا
واہ کس خوبی سے ظاہر ہوگئی حالت تمام

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
کام کرنا اسکو کہتے ہین یہی سچا ہے کام

ایسے لوگون سے نہ کیون خوش ہون جناب مصطفےٰ
ایسے کامون سے نہ کیون راضی رہے رب انام

مجلسین یون تو بہت اس شہر مین موجود ہین
سب مین مستثنیٰ اگر کہئے اسے کیا ہے کلام

مالدارو کیجئے تائید بہر انجمن
آپ کے قبضہ مین ہے اسکی ترقی کی لگام

عالمو پند و نصیحت قوم کو کچھ کیجئے
انکی ہو خیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام

شاعرو شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
آپ کی جادو بیانی کرتی ہے عالم کو رام

مرد جو بے فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود
جسطرح تسبیح کے دانون مین رہتا ہے امام

جیتے جی جو کچھ کہ کرنا ہے کرین اعمال نیک
موت ہے ہر ایک کے سر پر لئے تیغ بے نیام

قوم کی حاجات کا احساس تو کچھ بھی نہین
صرف ہمدردی کا اب لوگون کو ہے سودائے خام

کام جنکا یکسر ہو ہی خلاف شرع ہو
ایسے ہمدردو تمکو اپنا دور ہی سے ہے سلام

دینداری گر نہو دنیا ہے وہ کس کام کی
دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی پابند رکھہ یارب ہمیشہ قوم کو
بادشہ کی التجا تجھ سے یہی ہے صبح و شام

یہ مثنوی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفےٰ
کیا کرے انسان ادا کیا حوصلہ انسان کا

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی خیرخواہ — مرحبا جاری ہے اس سے خوب اسلامی رفاہ

مرحبا یہ انجمن ہے بیکسون کی دستگیر — مرحبا یہ انجمن ہے مرجع برنا و پیر

مرحبا یہ انجمن پشت و پناہ مفلسان — مرحبا یہ انجمن ہے چارۂ بیچارگان

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی غمگسار — مرحبا یہ انجمن سب سے ہے عمدہ یادگار

گرچہ ہین آفاق مین اغراض قومی بے حساب — اسکے جو اغراض ہین ان سب کا ہے لب لباب

یعنے ہے پہلی غرض نادار لڑکون کی ختان — ہوتی ہے تائید اسکی انجمن سے بیگمان

ہے غرض یہ دوسری اموات جو غربا کے ہین — انکے ہے تجہیز اور تکفین اس سے بالیقین

تیسری ہے یہ غرض نادار جو ہین لڑکیان — انجمن کے استعانت سے ہون انکی شادیان

بس یہی تینون غرض پر انجمن محدود ہے — انجمن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے

کون کہتا ہے کہ یہ ابواب ہین بے فائدہ — کون کہتا ہے نہین اسکی جزا روز جزا

منعقد ہے آج جلسہ انجمن کا خوب تر — جمع کیسے لوگ ہین ذی علم و دانش نامور

جمع ہین نامی گرامی عالمان دیندار — اور ہین موجود کیسے تاجران باوقار

کیسے کیسے ہین مقرر خوش بیان شیرین زبان — کیسے کیسے ہین یہان والا طبیعت شاعران

زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے — قدر اور وقعت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے

انکی تقریرین کلام انکا نہ ہوگا گر مفید — اور کس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید

معتمد اس انجمن کے ہین جو موسلی سیٹھ نام — نیک جو ہین نیک دل ہین ذی کرم ذی احترام

انجمن کے بانی و موجد یہ ہو صد آفرین — ہے مگر افسوس وہ دنیا مین اب زندہ نہین

گو نہین زندہ ہے وہ زندہ ہے بیشک اسکا نام — انجمن کا دوستو دنیا مین جبتک ہے قیام

خوب انہون نے انجمن کا اب سنایا ہے رپورٹ — مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے رپورٹ

یون ہی گر جاری رہیگا انجمن کا کاروبار — ایکدن افزون بہت ہوجائیگا اسکا وقار

انجمن سے آج مجھہ ناچیز کی یہ عرض ہے — عین منت گر اجابت کا شرف اسکو ملے

پوری پوری ہو نہین سکتی کبھی حاصل مراد — انجمن کے کام کی جبتک نہ ہو شہرت زیاد

دیکھتا ہون مین کہ شہرت اسکی جیسی چاہیئے — اب نظر آتی نہین آتی نہین ہرگز مجھے

اسکے شہرت کے وسائل جسقدر ہونگے وسیع — انجمن کا نام ہوتا جائیگا بالکل وسیع

یا الہٰی انجمن یہ تا ابد قایم رہے — فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم رہے

ممبرون مین دیجیئے یارب خلوص و اتحاد — دل وہی سے انتظام اسکا کرین وہ شاد شاد

مالدارون کے دلون مین یا خدا توفیق دے — انجمن کے تو ترقی کی انھین تشویق دے

شک نہین انکی توجہ کی اگر ہو یک نظر — انجمن کا نیر تقدیر ہوگا اوج پر

ہر بلا سے یا الہٰی اسکو تو محفوظ رکھ — جو معاون اسکے ہین ہردم انہین محفوظ رکھ

ختم کردے نظم اپنی تو یہان اے **بادشاہ**
تا کجا طول سخن طول بیان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسۂ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء کیلئے لکھی گئی

اللہ اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجمن — حق کے ہے فضل و کرم کا تجھپہ سایہ انجمن

انجمن یون تو بہت ہین بلدۂ مدراس مین — شک نہین اسمین کہ تو ہے سب مین یکتا انجمن

انجمنہائے دگر ہین بہر نفع خاص و عام — خاصکر تو ہے غریبون کا سہارا انجمن

یکطرف مذہب ہمارا یکطرف عقل سلیم — دونون تیرے کام پر ہین دل سے شیدا انجمن

عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھ افزود ہے — کمسنی مین تو نے دکھلایا ہے کیا کیا انجمن

نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب — کیون نہ محشر مین صلہ پائیگی اچھا انجمن

آج سنوائی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ — تیری حالت ہوگئی سب پر ہویدا انجمن

تھا نہایت عمدہ تر اس سال تیرا انتظام — کیون نہو ہر کام مین تیرے اضافہ انجمن

پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب — غل و غش ہم نے کسی مین کچھ نہ پایا انجمن

تجھ سے جب راضی خدا ہے تجھ سے جب خوش ہے رسول — قوم سے تیرا ادا ہو شکریہ کیا انجمن

رنگ و بو کے ہین مشابہ انتظامی ممبران
تو مثال گل ہے دنیا مین شگفتہ انجمن

ممبران سیارگان ہین تیری محفل آسمان
بدر گر تجھکو کہین تو کیا ہے بیجا انجمن

روح کے مانند ہین تیرے مقاصد شک نہین
ممبران اعضا ہین تو ہے جسم گویا انجمن

طالب تائید تیرے صورت غواص ہین
ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن

معتمد و ویزرے جو موسیٰ و اسمٰعیل ہین
کوششون کا انکی ہے سارا یہ ثمرا انجمن

قابل تحسین ہین وہ لائق توصیف ہین
کیون نہ مانگی بھلا تو انکا لوہا انجمن

صدر صاحب تیرے اور جملہ ارکین بھی ترے
خیر خواہی پر ہین آمادہ ہمیشہ انجمن

گرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے چل بسا
مدتون زندہ رہیگا نام اسکا انجمن

کیا ضروریات کو محسوس ہے تو نے کیا
نیکیون کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن

ممبرون کی نیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل
ہے ترقی اسلیئے تیری دوبالا انجمن

صرف جوش طبع کو اپنے دکھایا **بادشاہ**
ورنہ میری مدح کی کیا تجھکو پروا انجمن

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام مدراس کے لئے لکھی گئی

اے معزز اہل جلسہ دیندار
اے مکرم عمدگان ذی وقار

جس غرض سے جمع ہین ہم سب یہان
وہ نہین ذاتی غرض کچھ زینہار

قوم کی بہبود ہے مد نظر
بہر نفع قوم ہین سب کاروبار

قومی ہمدردی نہو جس شخص مین
قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار

اس کا یکسان دہر مین عدم و وجود
خوش نہین اس سے کبھی پروردگار

انجمن یہ آج جو قائم ہوی
تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار

بعد مدت کے بر آئی ہے امید
پائے ہم مقصد کو باصد انتظار

گر ادا ہو اس سے فرض منصبی
ہمکو حاصل ہین فوائد بے شمار

پیاٹرن ہون جب پرنس آف آرکاٹ — انجمن کیونکر نہ ہو پھر شاندار
ہے محافظ یہ حقوق قوم کی — قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار
بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے — باوفا ہے ہے وفا اسکا شعار
قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی — باادب ہوگی یہ اسکی خواستگار
ہو اگر حاکم کی چشم التفات — پھر یہ سمجھو قوم کا بیڑا ہے پار
کیون نہ ہو سرکار ہم پر مہربان — ہم ہین اسکے خیرخواہ و جان نثار
سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ — امن و آزادی کی ہے جس مین بہار
کیون نہ ہم اس باغ مین پھولین پھلین — خار حسرت کہائین کیون لیل و نہار
وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو — کہتی ہے غفلت عبث ہے اضطرار
اسکا کہنا کھو و مت قابو کو تم — کہتی ہے یہ مین نہ مانون زینہار
اسکا کہنا پھر نہ پاؤگے مجھے — کہتی ہے یہ مثل تیرے ہین ہزار
وقت اور غفلت کا جھگڑا دیکھکر — چونک اوٹھا دل اور کہا بے اختیار
ہے نصیحت وقت کی بالکل بجا — ہوگی اے غفلت تو آخر شرمسار
بادشہ بے لطف ہے طول سخن — خلق کو مرغوب تر ہے اختصار
کر دعا کے ساتھ اب ختم کلام — شعر یہ ورد زبان ہو بار بار

بادشاہا جرم مارا در گزار
ما گنہگاریم تو آمرزگار

یہ نظم جلسہ انعامی مدرسہ عزیزیہ ترملکہڑی واقع مدراس کیلیے لکھی گئی

پہلے ہم کرکے ادا حمد و سپاس معبود — کیون نہ بعد اسکے پڑہین نام پیمبر پہ درود
منعقد آج جو یہ جلسہ انعامی ہے — جمع ہین اہل خرد اہل لیاقت موجود
کیا کوئی اونکی غرض ہے نہین زنہار نہین — کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود

کیا ملے اس سے روز جزا اجر و ثواب — کون خوش اس سے خدا اور پیمبر خوشنود

مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے — کون مالک ہے یہ ہے یک اہل کرم منبع جود

نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیز — کیا نہ فیاض ہے فیاض ہے یہ لامحدود

کیسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی — کیسے آثار ہین آثار ہین سارے محمود

حفظ قرآن کی کوشش بھی کوئی ہے کہ نہین — اہتمام اسکا ہے ہان اس ہین بفضل معبود

سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جدم — ظلمت جہل کا رہتا ہی نہین نام و نمود

اسی تعلیم سے ہوتے ہین فضایل پیدا — اسی تعلیم سے ہوتے ہین رذائل مفقود

اسی تعلیم سے بنجاتا ہے انسان انسان — اسی تعلیم سے ہے دونون جہان کی بہبود

گر ہے نعمت کوئی دنیا مین تو تعلیم ہی ہے — بہرہ ور اس سے ہو وہ سبخت ہے جسکا مسعود

مثل تن طبع بشر جان ہے گو یا تعلیم — جان جس مین نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بے سود

بادشاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے — دمبدم اسپہ رہے رحمت خلاق ودود

شرف مرد بعلم است کرامت بسجود
ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

یہ نظم جلسۂ ابتدائے رسالہ ''المضمون'' مدراس منعقدہ ۸ ردسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کیلئے لکھی گئی جو جناب منشی محمد انصر الدین صاحب بجود کے اہتمام سے شائع ہوتا تہا

دولت علم سے بڑہکر کوئی دولت کیا ہے — گنج قارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے

علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال — علم پر مال کو ترجیح کی نسبت کیا ہے

ہے فقط علم سے دنیا مین ہر یک عز و شرف — ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے

ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی — صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے

علم پر دین کا دنیا کا ہے سب دارومدار — گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے

صاحب علم اگر قابل اعزاز نہون — نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے

مجھ سے کیونکر ہو بھلا علم کی پوری تعریف
جو صفت کیا ہے مرا صرف لیاقت کیا ہے

قطرہ ہو بحر کا مداح یہ ممکن ہی نہین
وصف خورشید ہو ذرہ سے یہ طاقت کیا ہے

منعقد جلسۂ احسن ہے یہ المضمون کا
اس سے بڑھکر کوئی اسکے لئے شہرت کیا ہے

اس کے مالک ہین اڈیٹر ہین جناب بیخود
یعنے ابا سلم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے

آئینہ سے ہے عیان صاف سکندر کا کمال
دیدۂ اہل ہو جو بینا تو حیرت کیا ہے

کسی توصیف کا محتاج نہین المضمون
روئے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے

ہمکو احساس اگر اسکی ضرورت کا نہو
صفحۂ دہر مین پھر لفظ ضرورت کیا ہے

این مراتب کہ کنون دیدہ لاشک جزوی است
کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے

کوڑیون کے ہین عوض گویا جواہر پارے
دیکھئے لیجئے مضامین ہین قیمت کیا ہے

اس سے انجان جو ہوتے ہین ہمین بتلا دین
وقعت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے

دوستو شوق سے نم اسکے خریدار بنو
کام جب نیک ہے اسکے لئے مہلت کیا ہے

روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یا رب
تیرے افضال ہین الطاف مین قلت کیا ہے

بادشہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
علم والون کے مقابل مین یہ جرأت کیا ہے

یہ مثنوی جلسہ انجمن مشرقی الطباء جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی -

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو
نثر تو سب سن چکے اب نظم بھی میری سنو

نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین
لطف ہے جو نظم مین وہ نثر مین ہرگز نہین

اندنون تحریک تازہ پیش ہے سرکار مین
گویا پہولا ہے شگوفہ اک نیا گلزار مین

ڈاکٹر ناٹر محرک ہین جو اس تحریک کے
چاہتے ہین قدر وہ دیسی طبابت کی گھٹے

پہن لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس
قدر کیا دیسی اطبا کی رہے ہر ایک کے پاس

ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق
تلف ہو جائینگے سب دیسی طبیبون کے حقوق

گو نہین الفاظ مین تحریک کے یہ مدعا
غور جب اسپر کرین تو صاف ملتا ہے پتا

ماہر تاریخ دانشمند جو انگریز ہیں
کہتے ہین بیشک ہین ہم یونانی طب کے خوشہ چین

خوشہ چینی سے نہین انکار کرتا ہے کوئی
ہے گلہ ہمکو مگر سرکار برٹش سے یہی

جتنے آثار قدیمہ ہند مین موجود ہیں
کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین

پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لئے
حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانہ سے ملے

کیا نہین دیسی طبابت ہے سلف کی یادگار
کم ہے آثار قدیمہ سے بھی کیا اسکا وقار

ہان مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات سے ہے
غیر محسوسات پر بیجا ہین اطلاق شئے

شئی کی گر مفہوم پر کیجیے تامل کی نظر
دیسی طب کو شئی کا کہنا ہے مناسب سربسر

شئی کا جب اطلاق ہے دیسی طبابت پر روا
بحث محسوسات سے ہرگز نہین ہے فائدہ

باوجود اسکے کہ ہین موجود صدہا ہسپتال
باوجود اسکے کہ صدہا ڈاکٹر ہین باکمال

دیسی طب دیسی طبابت کو ترقی ہے مدام
فیض صدہا سال سے ہے اسکا جاری صبح و شام

ڈاکٹر لوگون کے ہین نزدیک جو زیر علاج
ہین دوچند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی مین آج

دیسی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے
سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے

انکو ناواقف جو ٹھہرائین کہینگے ہم یہی
قدر زر زرگر بداند یا بداند جوہری

ایک کو ترجیح ایک پر یہ نہین ہرگز پسند
سچ تو یہ ہے ہر کسے را بہر کارے ساختند

ہین گورنر لارڈ ہینٹلنڈ صوبہ مدراس کے
انکی ذات نیک سے ہمکو بڑی امید ہے

متجر ہین فہم مین دانش مین ہین وہ بے نظیر
انکی وصف نیک کی عالم مین ہے شہرت کثیر

غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے
مدعا دیسی اطبا کا یقین بر لائینگے

ہم رعایا پر کرم کی انکی ہے ہر دم نگاہ
روک لے اپنا قلم اپنی زبان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسۂ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ر نومبر سنہ ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی ہے۔

کیون نہ کیجیے شکر اس خلاق عالم کا ادا
چار عنصر نام جنکا آب و آتش خاک و باد
اس سے پیدا کر دکہا ہے شان خالق کی دلیل
اتفاق انکا ہماری زندگی کا ہے اصول
چار عنصر مین اگر ہوجائے غالب کوئی ایک
کیا بلا کیا چیز ہے اب کیجئے اس پر قیاس
اتفاق و مشورت ہر کام مین لازم ہمین
منعقد جلسہ جو یہ دیسی اطبا کا ہے آج
ہین فراہم عمدگان اہل اسلام و ہنود
ڈاکٹر لوگون کے چند افراد کی تحریک سے
چاہتے ہین وہ یہی سرکار مین منظور ہون
ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مدنظر
قدر پہر دیسی طبیبون کی نہ کچھ باقی رہے
آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترمیم مین
جسطرح آزاد یک مدت سے تہے دیسی طبیب
ہمکو اپنے مہربان سرکار سے امید ہے
رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور
جسکے عہد نیک کا ہے آج قایل یک جہان
ہم رعایا کی گزارش کیون نہو اسکو قبول
دیسی طب سے جسقدر مالوف ہین خورد و کلان
دعوی یہ میرا نہین زنہار محتاج دلیل

چار عنصر سے مرکب جس نے انسان کو کیا
ہین یہ آپس مین مخالف شک نہین اسمین ذرا
اتفاق ان چار عنصر کا جو انسان مین رکہا
اختلاف انکا سراسر ہمکو دکہاتا ہے مزا
جان نکل جائے جسم سے خارج ہو فوراً بر ملا
نوع انسان کیلئے ہے اس سے کیا کیا فائدہ
فی الحقیقت ہے یہی حکمت کی حکم خدا
بکہلی کا جلوہ کیا ہمکو نظر آنے لگا
ذی وجاہت ذی فرحت صاحب فہم رسا
آج کل سرکار مین جو پیش ہے یک مسئلہ
واسطے دیسی اطبا کے قواعد کچھ جدا
رفتہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ
صفحہ ہستی سے دیکیے انکی آزادی مٹا
خوب فرض منصبی اپنا یہان لا یا بجا
انکی آزادی وہی قائم رہے صبح و مسا
وہ نہو پابند ان لوگون کے حسب اقتضا
ہے ہماری مہربان سرکار مین بے انتہا
سلطنت کا جسکے سارا انڈیا مدحت سرا
اسکو دل سکنی طبیبون کی نہ ہرگز ہو روا
اسقدر مرغوب عالم کب ہے انگریزی دوا
سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جانتا

نظم اپنی ختم کراے **بادشاہ** خستہ جان
ہے طوالت مین کہان جو مختصر مین ہے مزا

یہ مثنوی جلسہ افتتاحیہ قدوسیہ طبی مدرسہ مدراس منعقدہ ۱۳ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۳ء کیلیئے لکھی گئی

شکر حق ہے اسنے یہ جلسہ جو دکھلایا ہمین — اسکے فضل و لطف سے موقع یہ ہاتھ آیا ہمین
اب جنوبی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر — اب ذرا سا قوم کے دلمین ہوا پیدا اثر
خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ ہے لی — جاگ اوٹھنے کے نظر آتے ہین کچھ آثار بھی
کیا عجب زندہ اگر ہو جائین پھر اگلے علوم — کیا عجب علم و ہنر مین قوم کی بڑھ جائے دہوم
رحمت حق سے نہین مایوس ہونا چاہیئے — آیۂ لاتقنطوا فرمان حق ہے دیکھیئے
کیا خدا قادر نہین ہر چیز پر ہر کام پر؟ — وہ اگر چاہے تو یک پل مین ادہر کا ہو ادہر
وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کردے سحاب — وہ اگر چاہے تو ذرہ کو بنادے آفتاب
وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو — وہ اگر چاہے خزف بھی گوہر شہوار ہو
زینے پر بام ترقی کے ہے یہہ پہلا قدم — آگے چلکر کیا عجب گر بام پر چڑہ جائین ہم
یعنے طبی مدرسہ کا اب یہان ہے افتتاح — راہ بہر قوم کیا سوچی گئی فوز و فلاح
کسقدر ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج — جانتے ہین خوب اس جلسہ مین جو حاضر ہین آج
درس طب بھی اسمین ہے تعلیم نباضی بھی ہے — اور قارورہ شناسی سے مطب جاری بھی ہے
چاہیئے انسان ہر یک تعلیم سے ہو بہرہ ور — علم ادیان ایک ہے اور علم ابدان ہے دگر
علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے — علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے
دہر مین اِلّا دو ہی دو کو حق نے بخشا ہے شرف — سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف
انجمن شرقی اطبا کی جو ہے قایم یہان — اسکی نگرانی مین ہوگا مدرسہ یہ جاودان
انجمن کا مقصد اعلیٰ یہی ہے مدرسہ — انجمن کا مدعا عمدہ یہی ہے مدرسہ
انجمن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر — انجمن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

انجمن مانند جان ہے مدرسہ مثل بدن
انجمن گر مثل گل ہے مدرسہ ہے رنگ و بو
انجمن اور مدرسہ کے واسطے اب ہے دعا
دہر میں ہر وقت یہ محفوظ اور مصئون رہیں
موجد و بانی کو دے عمدہ جزا احمد تبزا

انجمن باد بہاری مدرسہ گویا چمن
انجمن مانند ساقی مدرسہ جام و سبو
اے مرے مالک مرے معبود اے ہر سے خدا
ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچین
اسکی ہمت اور بھی دیکے بڑہا دیجے بڑہا

بادشہ کس امر کا کرتا ہے تو اب پیش و پس
روک لے اپنا قلم الغرض بس بانی ہوس

یہ نظم جلسہ انجمن حجاج مدرسہ منعقدہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

کون کہتا ہے نہو ایسی مقرر انجمن
خاص کر حجاج کے بہبود کا ہو جب خیال
کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہو جب
ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا
کام کے ہیں انجمن کم یوں بہت ہیں نام کے
ہمکو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے
چاہیے ہر انجمن کے واسطے تا مید زر
یاوری طالع کی ہے شاید تمہاری حاجیو
دولت عثمانیہ سے دولت برٹش سے بھی
ہر طرح آسائش حجاج ہے مد نظر
مجمع حجاج گر گلزار ہے اسکے لئے

قوم کو ہو نفع جس سے ہے وہ بہتر انجمن
کیون نہ پائے دہر میں پھر شان برتر انجمن
یہ چمک اوٹھیگی مثل مہر انور انجمن
قوم کے دل کو نہ کیون کرلے مسخر انجمن
ورنہ کہدین لوگ تھی یک سوڈا واٹر انجمن
دعوی اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجمن
کیا قباحت ہے اگر ہجائے گھر گھر انجمن
آمور ہوتی نہین دنیا مین بے زر انجمن
یہ معاون ہے تمہاری اور یاور انجمن
سعی و کوشش کے دکھائے خوب جوہر انجمن
انکی ہمدردی کی ہے لاریب مظہر انجمن
گویا ہے باران رحمت کی یہ ہمسر انجمن

خالصاً للہ ہے نیت جب اسکی **بادشاہ**

پائیگی بیحد جزا حق سے نہ کیونکر انجمن

یہ نظم بھی حسب انجمن مذکور منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

حاجیون کے انجمن کا ہے یہ جلسہ خوشنما ۔ کیسے کیسے نامور حجاج ہین رونق فزا
نیک نیت نیکدل اور خیرخواہ قوم ہین ۔ سعی و کوشش کی جزا پائینگے سب روز جزا
شخص واحد کا نہین ہے نام ہرگز انجمن ۔ انجمن ہے نام اک مجموعۂ افراد کا
اجتماعی قوت اپنی اگر پوری صرف ہو ۔ اپنے حاجی بھائیون کو کس طرح ہو فائدہ
درد دل کے واسطے پیدا کیا حق نے ہمین ۔ ورنہ طاعت کیلئے تھے سب ملک بے انتہا
ہین قواعد کی ضرورت ہے برائے انجمن ۔ منضبط کرنا ہے فرض انجمن سب سے بڑا
سب اراکین اسکے اب پابند رہنا چاہیئے ۔ بے ضوابط انجمن کی دہر مین کب ہے بقا
حاجیون کو ہین جو پیش حج کے سفر مین مشکلات ۔ اسکے دو حصے ہین سمجھو شک نہین اس مین ذرا
یعنے بمبئی سے ہین تا جدہ جو ہمکو دقتین ۔ اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ
دقتین جدہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہین ۔ دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ بجا
ہمکو ہر دو سلطنت سے داد خواہی چاہیئے ۔ دونون سے خط و کتابت کا ہو جاری سلسلہ
ہمکو اک سرکار سے جسمی تعلق ہے اگر ۔ مذہبی روحی تعلق دوسرے سے ہے لگا
ہر دو سرکارون مین گر درخواستین مقبول ہون ۔ خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑھکر اور کیا
کامیابی کا ہمارے ہے یہی اصل اصول ۔ یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہین سب اسکے سوا
لفظ کے مانند یہ باقی ہین اسکے حرف و صوت ۔ گویا یہ جوہر ہے سب اعراض اسکے بر ملا
حج کمیٹی نام رکھکر گرچہ بعضے انجمن ۔ چند دن کے قبل جاری ہند مین تھے جابجا
انکی کوشش کا اثر کچھ بھی نہین آیا نظر ۔ انکے کاروبار کا ملنا نہین ہم کو پتا
دیکھکر مجبوریون کو انکے ستاید دوستو ۔ یاس و حرمان نے لیا ہے اپنے دامن مین چھپا
الغرض اسکا وجود اسکا عدم ہے ایکسان ۔ غفلت و سستی مین ہے جس انجمن کا ماجرا

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
اپنی باتون کے طرح گر کام ہو تو ہے مزا

شکر ہے اللہ کا یہ انجمن حجاج کی
غیر ہمدردی کا کچھ رکھتی نہین ہے شائبہ

دیکھئے یک ہاتھ سے تالی نہین بجتی کبھی
تالی بجتی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا

کیونکہ ہین اسکے ارکین ذی لیاقت ذی کمال
انکی عقل وفہم کا ہر یک ہے لوہا مانتا

سب کے سب ذی تجربہ ہین اور آل اندیش ہین
انتظام عمدہ کرینگے ہے قوی ان سے رجا

یاخدا اس انجمن کو تو بنا دے کامیاب
روز وشب ہم حاجیونکی تجھ سے ہے یہ التجا

حاجیون کے دلمین ہے سب اگر الٰہی درد قوم
دین اور دنیا کی بہبودی ہمیشہ ہو عطا

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے
بادشہ کا شاعری سے اور کیا ہے مدعا

یہ نظم بھی جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوے کیا ہو
یہ فرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو

مخلوق کا یہ قرض نہین فرض خدا ہے
ہون تم جو سبکدوش تو عقبیٰ کا بھلا ہو

حج فرض نہین پاس اگر مال نہین ہے
کیجے یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو

طاقت بھی ہے اور مال بھی کیا عذر ہے انکو
خوش ان سے بھلا حشر مین کسطرح خدا ہو

ہوگا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم
ہوتا نہین وہ کام جو تم لاکھ بھی چاہو

مرنا نہین ہرگز سفر حج یہ ہے موقوف
آئیگی قضا ہمکو اگر وقت قضا ہو

جس جا یہ ہے مرنا ہمین اس جا ہی مرینگے
مکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو

بیشک زر ایمان کا محک حج کا سفر ہے
کھل جائے محک سے کہ یہ کھوٹا یہ کھرا ہو

سب جانے حوالون کا خدا جاننے والا
کیا ایسا کوئی بھید ہے جو حق سے چھپا ہو؟

اے اہل تمول نہ کرو سستی وغفلت
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو

تم جلد کرو حج وزیارت کا ارادہ
تا دونون جہان مین تمہین اعزاز سوا ہو

عالم متغیر متبدل ہے ہمیشہ
فرمایا نبی نے ہے جسے طاقت مالی
اللہ کو پروا نہین اسکی کہ جہان مین
ترغیب فقط حج کی ہے مقصود ہمارا
قایل نہو جو کوئی مریض اپنے مرض کا
حجاج کی یہ انجمن نیک ہے قایم
امید ہے بر آئین بہت اس سے مقاصد

جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھیے کیا ہو
اور حج کا فریضہ نہ اگر اس سے ادا ہو
نصرانی ہوا یا وہ یہودی ہی ہوا ہو
غم اسکا ہمین کچھہ نہین گر کوئی خفا ہو
کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو
ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چھوٹا کہ بڑا ہو
حجاج کی تائید اگر مسیح و مسا ہو

اے بادشہ ہیچمدان کیا ہے بڑی بات
تاثیر سخن مین ترے گر حق سے عطا ہو

یہ قصیدہ جلسہ دستاربندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور منعقدہ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کیلیئے لکھا گیا

جہان جہان ہے جہان مین خوشی کا چرچا آج
دوان دوان ہے نظر بہر دید ہر ہر سو
عیان عیان ہے طرب شکل شاہد زیبا
کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا
جدا جدا ہے دلون مین امنگ کا عالم
ہرا ہرا نظر آتا ہے باغ علم و ہنر
قسم قسم کی ہے نکہت طرح طرح کا ہے رنگ
شجر شجر کو کیا رنگ و بو نے خوب نہال
مہک مہک کے گلون نے دکھائی اپنی بہار
عجب عجب جو صدا ہین ہین قمریون کی بلند
کہ لیئے جلسہ دستاربندی طلبا

زبان زبان پہ ہے شکر خدا ئے یکتا آج
روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج
نہان نہان ہے غم و فکر مثل عنقا آج
رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج
نیا نیا ہے دماغون مین جوش پیدا آج
کھلا کھلا ہے ہر ایک غنچہ تمنا آج
قدم قدم پہ چمن ہے سجا سجایا آج
ثمر ثمر کو ملا تازگی کا ثمرہ آج
چہک چہک کے عنادل ہین گلشن آرا آج
ادب ادب سے ہے استادہ سرو رعنا آج
بصد تجمل و شوکت قرار پایا آج

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ التحصیل — صلہ تمہاری مشقت کا حق نے بخشا آج
ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تمکو — وہ اسکے واسطے شایان یہ تمکو زیبا آج
نہین سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق — شک نہین کیا ہے تم اسکے ہو وہ تمہارا آج
نہ کیون کہین تجھے دار السرور اے ویلور — چمک رہا ہے ترے بخت کا ستارا آج
خوشا اے مدرسہ باقیات عالی شان — تمام ہند مین بجتا ہے تیرا ڈنکا آج
ہے تیرا ناظم و ناظر وہ فاضل ذیجاہ — مقر ہے جسکی بزرگی کا ایک زمانہ آج
سراپا مجمع اوصاف منبع برکات — ہے مغتنم بخدا جسکی ذات والا آج
ہے جس کا اسم گرامی جناب عبد وہاب — طفیل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج
عمائدین شرفا اہل علم و اہل کمال — یہ کیسے کیسے ہین افراد جمع یکجا آج
ہے ایک ایک سے برتر جدھر نگاہ کرین — ہر ایک وصف مین ہر فرد ہے نرالا آج
ہجوم خلق کی حالت نہ پوچھئے مجھ سے — خدا کی شان خدائی کا ہے تماشہ آج
یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جلسہ — مذاق علم کا ہر دم یہ جوش برپا آج
یہ صدر جلسہ کی عظمت یہ شان یہ شوکت — یہ ذوق و شوق اراکین و کارفرما آج
یہ خلق اور تواضع یہ میہمانداری — یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج
لکھون مین وصف بھلا کس کا کس کا ذکر کرون — ہے ایک دل مرا ارمان ہین اس مین صدہا آج
قلم یہ کہتا ہے مجھکو نہین مجال رقم — زبان یہ کہتی ہے مجھکو نہین ہے یارا آج

ہنوز جوش طبیعت سے ہے بادشہ باقی
سناؤن مطلع دیگر ہے یہ تمنا آج

یہ کس ریاض لیاقت کا وصف لکھا آج — ہے شاخ کلک کو ہمسر دماغ طوبیٰ آج
سنین وہ غور سے ہے جنکا گوش شنوا آج — زبان علم سے ہر علم یون ہے گویا آج
کہا یہ صرف نے مین صرف جوش فرحت ہون — بیان ہے نحو کا ہر نحو مین ہون بالا آج

کہا بیان نے خوشی ہے بیان سے باہر
کہا سعانی نے مقصد مرا بر آیا آج

کہا بدیع نے بیجا نہین ہے ناز مرا
بدیع نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج

زبان یون فن منطق کی صاف ناطق ہے
نتیجہ سارے قضایا کا مین لے پایا آج

کہا کلام نے مجھکو بہی لا کلام ملا
ملا خوشی کا فرائض کو جیسا حصہ آج

کہا یہ فقہ نے اغیار مجھکو کیا جانین
ہے میرے جاننے والون مین میرا رتبہ آج

حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری
جہان مین حق نے کیا میرا بول بالا آج

دل اپنا کہول کے کہتا ہے یون فن تفسیر
کشادہ باب مسرت ہین مجہپہ صدہا آج

علوم نے جو سنائین تعلیان اپنی
زبان مدرسے یہ سخن ہے نکلا آج

جو کچھہ ہوا ہے یہان ہے فقط طفیل مرا
فروغ ہو نہ کسی کو جو مین نہ ہوتا آج

بدیہی مین ہون یہ سارے علوم ہین نظری
یہ مجہپہ دال ہین مدلول ہون مین انکا آج

مرے جو موجد و بانی ہین انکے حق مین مدام
دعائین دل سے نکلتے ہین میرے کیا کیا آج

غرض یہ جلسہ ہے لاریب دید کے قابل
ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

اے بادشاہ عجب کیا کلام کو تیرے
قبول عام کا ملجائیگا جو تمغہ آج

یہ نظم مجلس تعلیمی اہل اسلام جنوبی ہند بمقام ویلور منعقدہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کیلئے لکہی گئی
اور اجلاس اول مین پڑہی گئی

خدا کی حمد نبی کی ہو نعت مجہہ سے کہان
نہ اوسکی مجھکو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان

پڑہون مین نام نبی پر درود کیون نہ مدام
یہی سعادت دارین کا ہے میرے نشان

ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے
دکہایا آج ہمین جلسہ عظیم الشان

یہی مدتون سے تمنا وہ آج بر آئی
ہوا ہے شاہد مقصود آج جلوہ کنان

یہ اتفاق بہی یک حسن اتفاق سے ہے
وگرنہ ہم ہین کہان اور یہ اتفاق کہان

نہین ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جلسہ
نہین ہے کھیل تماشے کا کچھہ یہان سامان

نہین کسی کے خط و خال کی یہان توصیف
نہین کسی کے یہان عشق و عاشقی کا بیان

نہین یہان کسی فرضی غم و خوشی کا وجود
نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصۂ ہجران

نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفاظی
مبالغہ کا بھی برپا نہین یہان طوفان

ہے رہت راست ہر یک گفتگو ہر ایک سخن
ہے واقعات پہ مبنی ہر ایک رائی یہان

جو کچھہ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض
نہین یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہان

علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے
ہر یک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہان

مشاورت تو ہر ایک امر مین ہے لازم تر
نہین یہ حکم کسیکا خدا کا ہے فرمان

طفیل ایسے ہی جلسونکا ہے جو غیر اقوام
ہمیشہ وہ ہین پاتے ہین نفع بے پایان

ہر ایک عزم مین ہر کام مین ہین وہ ہشیار
ہماری قوم کو ابتک وہی ہے خواب گران

ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہین
ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان

عجب نہین جو موثر ہو آج یہ جلسہ
عجب نہین ہے جو اسپر ہو قوم کا رجحان

خدا کرے یہ تدابیر بالقوہ ہین جو آج
ظہور انکا ہو بالفعل ہے یہی ارمان

کہین نہ طول سخن باعث ملالت ہو
سخن کو ختم کرا ے بادشہ ہیمدان

یہ نظم سالانہ جلسۂ انعامی مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی کیلئے لکھی گئی

چشم بد دور ہے کیا حالت وانمباڑی
اندنون اوج پہ ہے قسمت وانمباڑی

مہر تعلیم ہر یک جا پہ ہے رخشان رخشان
گم ہوی گم ہوی اب ظلمت وانمباڑی

پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی
بڑھگئی بڑھگئی اب شہرت وانمباڑی

کھلتے ہین کھلتے ہین فرحت سے دلونکے غنچے
بھرتی ہے مثل صبا نکہت وانمباڑی

مال تنہا تہا ہوا علم بھی اب اسکا شریک
قابل دید ہے یہ زینت وانمباڑی

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے
خوب پہچانے ہین ذی ثروت وانباڑی

مدرسہ نام ہے اسلامیہ جسکا مشہور
جسکو کہتے سب عزت وانباڑی

منعقد اسمین ہوا جلسۂ انعامی آج
جمع کس شوق سے ہے خلقت وانباڑی

ہمہ تن چشم پئے دید ہے ہر پیر وجوان
نظر آتی ہے عجب شوکت وانباڑی

صدر جلسہ جو پرنسپل ہر ہین بی اے
کھینچ لائی ہے انہین الفت وانباڑی

ہے دعا میری یہ عزت رہے قایم دایم
یا خدا تو نہ دکھا ذلت وانباڑی

علم مین مال مین تہذیب مین دینداری مین
سارے اضلاع پہ ہو سبقت وانباڑی

بادشہ حب وطن ضبط ہو کیونکر تجہہ سے
خوب کی تونے ادا خدمت وانباڑی

یہ نظم جلسۂ محمدن ریڈنگ روم وانباڑی کے لئے لکھی گئی

اے بزرگان قوم کے عالی ہمم ذی عز وشان
منبع لطف وعطا ہمدرد و فیاض زمان

خادمہ ہون آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام
با زبان حال مین کہتی ہون اپنی داستان

تیرہ سو پندرہ سن ہجری مین مین پیدا ہوی
عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب وگمان

خدمت علمی جو اس عرصہ مین کی مین نے ادا
جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پر عیان

سچ بتاؤ میرے آگے ساکنان شہر مین
شوق اخبار وکتب بینی کا تہا ایسا کہان

شک نہین مین نے ہی پہیلایا یہان علمی مذاق
مین نے ہی ناقدر دانونکو بنایا قدردان

مدرسہ مین اور مجہہ مین فرق اتنا ہے فقط
ہین وہان استاد بے استاد کے ہونین یہان

قوم کو ہے فیض دونون سے برابر علم کا
بالیقین سمجہو ہے ہم دونون کا رتبہ ایکسان

مجہہ پہ ہے اب قوم کی کم التفاتی کسلئے
کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کیجے بیان

فکر کیون میری ترقی کی نہین کرتے ہو تم
مستحق تائید کی کیا مین نہین ہون بیگمان

باوجود اس طول عرصہ کے ابہی تک حیف ہے
واسطے میرے نہین تعمیر پایا ہے مکان

آپ فرمائین کہ کیا یہ کام نیکی کا نہین — اجر اسکا کیا نہ دیگا تمکو رب انس و جان
وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے — مجھکو چندہ سے کئے محروم بعضے ممبران
قابل افسوس ہے بے شبہ و بے شک حالت مری — کم نصیبی پر مین اپنے رات دن ہون نوحہ خوان
گر نہ کرتے رحم مجھپر چند غمخواران قوم — صفحۂ ہستی پہ اب تک کب مرا رہتا نشان
مجھسے جو عمداً ہین انجان اُنسے کیا شکوہ کرون — انکی دل تسکین ہے ہر دم طبع کو میرے گران
مین دعا کرتی ہون یارب دے انہین توفیق نیک — رکھہ جہان مین شادمان ہر آن و ہر دم ہر زمان

مختصر کیجے سخن اپنا یہان اے بادشاہ
کیا عجب ہے گر موثر ہو مری آہ و فغان

یہ نظم جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی کے لیے لکھی گئی۔

ہے صد ہزار ترا شکر اے خدائے انام — کہ آج جلسہ سالانہ کا ہوا ہے قیام
ترے ہی فضل سے رونق ہے اس سوسیٹی کی — ترے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام
جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق — جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر مین تمام
کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج — ہے سکنی پئے تسکین قلب خاص و عام
ادا انہون نے کیا فرض منصبی کیا خوب — ہماری ورد زبان شکریہ ہے انکا مدام
نتیجہ انکے ہی یہ کوشش بلیغ کا ہے — ترقیات کے آثار ہین جو صبح و شام
اساتذہ کی بھی محنت ہے قابل تحسین — یہی ہین جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام
ہین مدرسہ کے جو ناظم بجا قریشی نام — ضرور انکا بھی ہے شکریہ بصد اکرام
جو انتظام کا حق تھا کیا انھون نے ادا — پسند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام
غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے — رہی نہ اس مین کوئی بات قابل الزام
مین سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ تمکو — سنو سناتا ہون اب یہ نصیحتانہ کلام
ہزار طرح لیاقت ہو تمکو انگلش مین — بلند لاکھہ بھی دنیا مین ہو تمھارا مقام

تمہاری ذات مین جبتک نہوگی دینداری
نہ ہوگا فخر سر موبھی قوم کو تم سے

تمہارے دلین نہ جبتک ہو وقعت اسلام
نہ راضی تم سے پیمبر نہ خالق علام

علوم جتنے ہین انگلش مین سیکھئے لیکن
نہ چھوڑو دین کو دنیا کے واسطے زنہار

ہمیشہ تم رہو پابند مذہبی احکام
رہوگے پیش خدا سرخرو بروز قیام

سخن یہ بے غرضانہ ہے **بادشاہ** ترا
نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی منعقدہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۰ء کیلئے لکھی گئی

دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے
اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے

دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہین ہم
جسم بے جان کی بھلا دہر مین وقعت کیا ہے

دین کا علم پڑھو سستی وغفلت نہ کرو
مجھ سے مت پوچھو نہ پڑھنے مین قباحت کیا ہے

حشر مین تمکو ہو معلوم قباحت اسکی
کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے

رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب از روزون
ہین معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے

دہریت ملحدیت پھیل رہی ہے ہر سو
کہتے ہین دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے

ترک بعضون نے کئے دین نبی کے احکام
دعوی پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے

کوئی کہتا ہے کہ ہین خوف کی ساری باتین
حشر کیا چیز ہے اور دوزخ وجنت کیا ہے

اور نہ محسوس کرین جنکو حواس خمسہ
ان پہ ایمان رکھین ہم ہمین حاجت کیا ہے

شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تابع شرع
عقل جب ہمکو ہے پھر مذہب وملت کیا ہے

غرض ایسے ہی بہت سے ہین عقاید انکے
غور سے دیکھئے ان لوگون کی جرأت کیا ہے

دینداری ہین اللہ کا کچھ خوف نہین
قوم کیا خاک ہے اور قومی محبت کیا ہے

گر موثر یہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت
بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی والمباڑی منعقدہ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۱ع کیلئے لکھی گئی

ہمپہ بیحد ترے احسان ہین اے رب العزت
شکر اسکا ہوا داہمکو کہان یہ طاقت

سب سے بڑھکر ہے یہی ہمپہ عنایت تیری
بخشدی ہمکو جو اسلام کی عمدہ نعمت

ایسے پیغمبر برحق کا کیا ہمکو مطیع
ہے جو سرتاج رسل اور شفیع امت

مرتبہ ساری خدائی مین ہے افضل جسکا
دین کو جسکے سب ادیان پہ ہے فوقیت

آج یہ جلسہ سالانہ دکہایا حق نے
ہمکو حاصل ہوی کس درجہ مسرت فرحت

آج ہم سبکو سنائی گئی سالانہ رپورٹ
مدرسہ کی ہوی معلوم ہریک کیفیت

آفرین آفرین اے اہل سوسیٹی تم پر
قوم کی تم نے بجالائی بخوبی خدمت

ناظم مدرسہ کے ساتھ ہین جتنے استاد
قابل قدر ہے ہریک کی سعی و محنت

قوم پر شکر یہ اُن سب کا ہے لازم بیشک
یا خدا دیجے بڑہا اور بھی انکی ہمت

قوم کا دہیان ہو جسمین وہی عمدہ ہے دماغ
دل مبارک ہے وہی جس مین ہو قومی الفت

نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی قوم
کام خوشتر ہے وہی جسمین ہو خالص نیت

شمع جسدم کہ پگہلتی ہے ضیا دیتی ہے
نام کیا ہو جو پئے قوم نہ کہینچین زحمت

نظم ہر سال سنانیکی ہے عادت ہمکو
کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت

واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا
طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت

یہ یقین جانو اے انگریزی کے پڑہنے والو
ہمکو انگریزی زبان سے نہین ہرگز نفرت

ہم نہین کہتے ہین تعلیم نہو انگریزی
ہم نہین کہتے ہے یہ علم خلاف ملت

کسکو مرغوب نہین ہے یہ زبان شاہی
اس زمانے مین نہین کسکو ہے اسکی حاجت

پڑہو انگریزی مگر دین کے پابند رہو
حشر مین پیش خدا تم نہ اٹھاؤ خجلت

دیکھتے ہم ہین کہ اکثر طلبا۔ انگلش
دین کی کچھ بھی نہین رکھتے ہین دل مین وقعت

اکثر انمین نہین پابند نماز و روزہ
شرعی احکام سے بیکلفت ہے انکو غفلت

کرتے ہین بعض تو دینی علما کی تحقیر
دینی کامون مین تمسخر کی ہے یکسر عادت
صاف بعضون کے عقائد ہین خلاف جمہور
اوسکی تفصیل کی ہو نظم مین کیون کر وسعت
دیکھو پنجاب کے لکچر مین کہا سید نے
سارے طلبا سے یہ پابندی دین کی نسبت
سیکھکر علم فلک کے جو ستارے ہو جائین
گر نہو دین نہین کچھ بھی تمہاری عزت
قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز
یعنے بیکار رہے مہمل ہے تمہاری خلقت
محسن الملک کا بھی قول اسیطرح کا ہے
ہم بتائینگے کسی وقت بشرط فرصت
شہر لنڈن مین ابھی میر علی جسٹس نے
کہہ کے یون ہند کے طلبا کو دلائی غیرت
آمد و خرچ زبانی یہ نہین ہے اسلام
بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت
یعنے اسلام کو اعمال سے ثابت کردین
دعوی اسلام کا کرکے نہ اوٹھائین خفت
الغرض پند و نصیحت یہی کرتا ہے ہمین
صاحب علم ہر یک صاحب فہم وجودت
سخت حیرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی
داخل قوم رہین اور نہ ہو قومیت
ہم دعا کرتے ہین یہ مدرسۂ اسلامی
تا ابد قائم و دائم رہے باصد شوکت
جو معاون ہین مربی ہین الٰہی انکے
عمر مین مال مین ثروت مین عطا کر برکت

ختم کر نظم یہ اے **بادشہ** ہیچمدان
کیا عجب تیرے سخن کی ہو ہر یک جا شہرت

یہ نظم بھی سوسیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لیے لکھی گئی منعقدہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری
کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری
مالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہین
وان شان کبریائی یان عجز و انکساری
قہر و غضب ہے اسکے کسکو خطر نہین ہے
اسکی عنایتون کی سبکو ہے انتظاری
ہے رحمت دو عالم بیشک رسول اپنا
محشر مین ہے اسی سے امت کی رستگاری
تابع رہین ہم اسکے بھیجین درود اسپر
بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائداری

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ — کس شوق و ذوق سے یہ محفل جمی ہے ساری
ہر سال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون — ہر سال اسکو ہے ہر مقصد مین کامگاری
ہر سال نظم ہم اس جلسہ مین ہین سناتے — نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری
آنکھین نہ کیون خنک ہون طلبا کے دیکھنے سے — جوش طرب نہ کیون ہو ہر ایک دل پہ طاری
ہین تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے — انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری
نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی — سچا ہے جوش انکا سچی ہے غمگساری
دنیا مین آخرت مین رکھہ ان کو شاد و خرم — بر لا مقاصد انکے یارب تو باری باری
تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت — تعلیم کے سوا ہے کیا شئی جہان مین بھاری
تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکھا رہے ہین — دنیا کے سب طریقے آئین دینداری
تعلیم گر نہ ہوتی دنیا مین کچھہ نہ ہوتا — بیکار تھا تمدن بے لطف ملک داری
تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے — جاہل کی دو جہان مین ذلت ہے اور خواری
ہے دین مثل جوہر شکل عرض ہے دنیا — جوہر سے ہی عرض کی سب کچھہ ہے استواری
جبتک عرض نہو پھر جوہر ہے بے ضرورت — دونون مین یہ تناسب حق نے دیا ہے بھاری
دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان — دنیا کی سب درستی ہے عین دینداری
دنیا کی ہے حدیث و قرآن مین جو مذمت — مفہوم اسکا سنلو خواہش ہے گر تمھاری
جو کام اس جہان مین ہے شرع کے مخالف — دنیا ہے نام اسکا بیجا ہے اس سے یاری
دنیا کے واسطے ہم گر دین ترک کر دین — ہم سا نہ کوئی ہوگا فہم و خرد سے عاری
دل مین نہین ہمارے گر دین کی محبت — محشر مین پیش خالق ہے سخت شرمساری
کوئی زبان بھی سیکھین غم اسکا کچھہ نہین ہے — غم ہے یہی جو چھوڑین مذہب کی پاسداری
تازہ رہے الٰہی اس مدرسہ کا گلشن — صبح و مسا کرم کی تیرے ہو آبیاری
اخلاق دے ادب دے طلبائے مدرسہ کو — یارب دلون مین انکے دے جوش دینداری

یارب اساتذہ کے محنت کو چیز کردے | تحسین کے ہو قابل طلبا کی ہوشیاری

اے بادشہ امیدیں یوں تو بہت ہیں لیکن
ہے حسن خاتمہ کی کافی امیدواری

یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجمن خیرخواہ عام گوبندپور واقع وانباڑی منعقدہ ۳۰ راکتوبر ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

گر نہ ہو ہم سے ادا حمد خدا دو جہان
دل ہے سیپے ہیں عبث منھ میں زبان ہے رائیگان

ممکن و حادث ہیں ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم
ہے وہ خالق اسکے ہم مخلوق عاجز بندگان

عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم ارض و فلک
اسکے ہی تحمید میں تمجید میں ہیں جاودان

سارے عیبوں سے مبرا اور برتر اسکی ذات
سب سے مستغنی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان

جسپہ ہو اسکا غضب ہے کون اسکا چارہ گر
مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان

شکر کس کس کا کریں کس چیز کا ہم نام لیں
فضل بیحد اسکا ہے اسکا کرم ہے بیکران

یہ بھی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد
انجمن کا جلسہ سالانہ ہے یہ ساتوان

ہیں فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل میں آج
ذی لیاقت ذی ہمم والا گہر عالی نشان

واہ کیا کہنا تمہیں اے ممبران انجمن
قدر کے قابل تمہاری کوششیں ہیں بیگمان

انجمن کو شمع گر کہیئے تو تم اسکی ضیا
انجمن ہے مثل قالب اسکے تم روح روان

آب حیوان تم اگر ہو انجمن ہے تشنہ لب
انجمن مثل دہن ہے اسکے تم گویا زبان

انجمن مانند گل ہے رنگ و بو تم اسکے ہو
تم ہو گر فصل بہاری انجمن ہے گلستان

انجمن کو آئینہ سے دیں اگر تشبیہ ہم
تم ہی اس میں عکس کے مانند ہو جلوہ کنان

مدرسۂ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا
اسکے استحکام کی کی سعی تم نے جاودان

واسطے تعمیر کے کی یک زمین تم نے خرید
کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجمن کے ممبران

ہوگئی اس سال بھر کوشش تمہاری کارگر
تم ہوے اس سال بھر مقصد میں اپنے کامران

کیوں نہ ہو ممنون تمہاری قوم ہر شام و سحر
کیوں نہ خوش تم سے رہے پروردگار انس و جان

تم بھروسہ اور توکل کیجیے اللہ پر — فضل سے اسکے سبک ہو جائے ہر بار گران
تم سے بڑھکر انکے احسان کا ہے ہمکو اعتراف — جنکی کوشش سے ہوا چندہ فراہم بیکران
قول حق ہے لا یضیع اللہ اجر المحسنین — محسنون کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہان
عمر مین دولت مین انکے دے ترقی یا خدا — دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیان
کوئی نیکی دہر مین تعلیم سے بہتر نہین — یہ وہ نیکی ہے ہین جسکے خوشہ چین سب نیکبان
شک نہین ہمین ترقی مدرسہ کی ہو فزون — یون ہی گر تائید کرتے جائین قومی حامیان
شک نہین ہمین کہ لڑکون کے بہ نسبت دوستو — سخت تر تعلیم کے محتاج ہین اب لڑکیان
کیون نہ لڑکون پر اثر ہو لڑکیون کے علم کا — ہو گئی آخر لڑکیان ہی ایکدن لڑکونکی مان
دینداروں کا جو مجمع ہے اسے کہتے ہین قوم — قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب و گمان
دینداری گر نہو پھر قومیت کیا خاک ہے — کسطرح بے دین رہکر ہونگے قومی مصلحان
مصلحان قوم یہ جو آج کل مشہور ہین — دینداری کا بہت کم اُن مین ہے نام و نشان
حیف ہے انکو ہی دعوی قوم کی اصلاح کا — ہے تعجب اُن سے یہ کیسے ہین قومی نوحہ خوان
منحصر تعلیم انگلش پر نہین اصلاح قوم — چاہیے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایکسان
یا الہی سب مسلمانون کو دے توفیق نیک — دین کی الفت عطا کر سب کے دل کے درمیان
یا الہی انجمن یہ تا ابد قایم رہے — مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن و زمان
ممبرون کے کام مین اخلاص دے یا رب مدام — شوق دے تائید کا ہر ایک کے دلمین جاودان
جسطرح دیگر مدارس پر ہے شفقت کی نظر — کچھ ادھر بھی ہو توجہ اے وطن کے ساکنان

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کب اے بادشاہ
بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کے لیے لکھی گئی

کیا ادا ہو حمد حق نعت رسول ذو المنن — قاصر و عاجز ہے جب ہر یک زبان ہر یک دہن

تجہپہ ہین اے انجمن کس درجہ افضال خدا
اندنون سرسبز ہے کیا تیرے مقصد کا چمن

خیرخواہ عام تیرا نام ہے زیبندہ تر
خیرخواہی کے ترے قائل ہین سب اہل وطن

تو نے اپنی خیرخواہی کا دیا ہے جو ثبوت
صفحۂ دل سے مٹیگا کسطرح اے انجمن

آٹھوان سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد
کیسے کیسے جمع ہین افراد اہل علم و فن

شہر مین طاعون کی جسوقت آئی تہی بلا
آہ کس رنج و پریشانی مین تھے سب مرد و زن

شہر اپنا چھوڑ اکثر لوگ باہر جا بسے
آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت الحزن

غمگساری قوم کی اسوقت جاری تجہہ سے تہی
کیسے استقلال و اطمینان کا تہا تیرا چلن

سعی وکوشش تو نے کی سرکار مین جسکے طفیل
بعض طاعونی قواعد کے گھٹے رنج و محن

تو نے ہی چندہ کیا اموات غربا کیلئے
تیری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن

عام تہا یہ فیض تیرا سب محلون کے لئے
لب پہ ہر یک کے روان ممنونیت کے تھے سخن

صدر تیرے یعنی کے عبدالمجید نیکخو
گویا روح انجمن ہین انجمن مثل بدن

معتمد ہین تیرے جو سلطان محی الدین نام
قابل تحسین ہین انکے کارہائے انجمن

اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہین
پائینگے کیا کیا جزا نزد خداوند زمن

مدرسہ نسوان کا جو تیری نگرانی مین ہے
سب سے اعلیٰ سب سے افضل کام ہے سر و علن

آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ
مدرسہ کا حال سب اس سے عیان ہے من وعن

منتظم اسکے ہین حضرت مولوی عبدالمجید
اسکے نظم و نسق مین ساعی ہین وہ با جان و تن

ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی انہی سے ہے
کم ہے انکا شکر جتنا کیجئے اے انجمن

حالت تعلیم کیسی ہے وہ آکر دیکھہ لین
دیکھنے کی ہے تمنا جنکے دل مین جوش ظن

مدرسے کے ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی
تیرے قبضہ مین ہے اسکا کام سب اے انجمن

سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تو نے شوق سے
تہے شریک جلسہ کیسے کیسے افراد زمن

خاصکر تشریف لائے تھے جو شہ عبداللطیف
کیون نہ فخر و ناز کا باعث ہو اے احباب من

مدرسہ کہتا ہے ہردم بازبان حال اب
کیجیے چشم عطا اے صاحبان مقتدر
تم ہو گر ابر بہاری صورت گلشن ہون مین
گر وطن مثل صدف ہے مین ہون یک دُرِ یتیم
فرقۂ نسوان مین تعلیم پھیلاتا ہون مین
اب دُعا کرتا ہون مین میری دعا کو یا خدا
مدرسہ اور انجمن قایم رہے یارب مدام
مدرسہ اور انجمن گویا ہین دونون مہر و ماہ
سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہین تمام
یاالٰہی کیون نہ تکمیل عمارت جلد ہو

مالدار و ہو توجہ آپ کی جلوہ فگن
آب حیوان تم اگر ہو مین ہون یک تشنہ دہن
تم سے رونق ہے وطن کی مجھ سے ہے شان وطن
گر وطن مثل بدن ہے مین ہون یک لعل یمن
بیگمان مین ہون جہالت کے وطن کا بیخ کن
جلد پہنا دیجیے مقبولیت کا پیرہن
دور رکھ اسکو حوادث سے تو ہیچ کہن
یاالٰہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گہن
دین و دنیا مین رہین دل شاد بر وجہ حسن
گر ذرا سا فضل تیرا اسپہ ہو پرتو فگن

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے **بادشاہ**
بے تکلف بے تصنع ہے ترا ہر یک **سخن**

نظم جلسہ افتتاح مکان انجمن خیرخواہ عام گونڈپور واقع وانمباڑی کیلئے لکھی گئی منعقدہ ۵ راگسٹ ۱۹۰۹ء

خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہو ادا
خدا کی نعمتین بیحد ہین ان مین عمدہ تر
ہے اتفاق یہ ہی کل جہان کا دار و مدار
ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان
ہے اتفاق سے دشمن پہ ہمکو فتح و ظفر
ہے اتفاق پیمبر کی شرع کا فرمان
نہ ہوتا نفع اگر اتفاق مین کوئی
سنو! نماز جماعت یہ اور حج کا سفر

مجال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا
ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہین اصلا
ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا
ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ
ہے اتفاق سے دنیا مین دوستی کا مزا
ہے اتفاق مین پنہان یقین خدا کی رضا
نہ ہوتے اس مین جو موجود خوبیان صدہا
نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق یکتا

بیان ہو ہم سے کہان اتفاق کی تعریف
سمند خامہ یہان اپنا چل نہین سکتا

یہ انجمن ہے ہماری جو خیر خواہ عام
ہے اتفاق کی کیا شان اسمین جلوہ فزا

جو خیر خواہیان کین قوم کی ادا اس نے
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا

مکان خاص نہ تہا بہر انجمن کوئی
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی بر آیا

مکان لیا گیا رسمیم بھی ہوئی عمدہ
ہے افتتاح مکان کا یہ پُر طرب جلسہ

وہ کس کا دل جو مسرت سے باغ باغ نہین
زبان پہ کس کے نہین آج مرحبا کی صدا

جنہون نے شوق سے چندہ دیا ہے بہر مکان
جنہون نے کین پئے ترمیم محنتین کیا کیا

ہر ایک شخص کا ہے شکریہ ہمین لازم
تمام آفرین تحسین کے مستحق ہین بجا

ہمارا دل ہے فقط ایک دلربا ہین بہت
یہ کسکو دیجئے کسکو بھلا نہ دیجئیگا

الٰہی ارض و سما کا قیام ہو جبتک
چمن جہان کا یہ جبتک رہے پھلا پھولا

اور اس چمن مین ہو جبتک یہ حسن و رعنائی
گلون مین تازگی غنچون مین بو ثمر مین مزا

زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جبتک
نگاہبان رہے جبتک یہ نرگس شہلا

الٰہی کیجئے اس انجمن پہ لطف و کرم
عروج پر ہو ترقی کی شان صبح و مسا

تمام اسکے ارکین و عہدہ دارون کو
ہمیشہ خرم و خرسند رکھہ خداوندا

معاونین کے دل مین دے اور بھی توفیق
وہ انجمن کے رہین دل سے والہ و شیدا

دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل
امام ہر دو سرا و شفیع روز جزا

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچمدان
نبی کے روح مطہر پہ پڑھیے صلّ علیٰ

یہ منظوم اپیل مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گونڈہ پور واقع وانمباڑی کیلئے لکھی گئی

اے بزرگان قوم نیک خصال
عرض میری ہے با زبان حال

مجھہ سے واقف نہین ہے کون یہان
نام میرا ہے مدرسۂ نسوان

انجمن ہے جو خیر خواہِ عام — سرپرستی ہے اسکی مجھپہ مدام
ہان اسی نے کیا بنا مجھکو — کیسے الطاف سے رکھا مجھکو
فکر نسوان کی بناہ کی ہے — عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے
میری اس کمسنی پہ غور کرو — کامیابی جو کچھ ہوی دیکھو
جلسۂ امتحان مین تھے جو شریک — ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک
وصف غیرون کے منھ سے ہے خوشتر — میری تعریف مین کرون کیونکر
ہنین مجھکو ہے کبر اور نخوت — مجھہ پہ اللہ کی ہے یہ منت
فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات — ہون جو شائستہ سارے مستورات
علم واخلاق سب مین ہو معمور — جہل و ناواقفی ہو یکسر دور
این مراتب کہ دیدۂ جزوی ست — کار کلی ہنوز در قدر است
اندنون تم نے از وفور عطا — میری تعمیر کا دیا چندہ
چندہ گر ہو قلیل کیا ہے غم — ہے کشادہ تمہارا دست کرم
مجھکو حاصل ہو تم سے نفع کثیر — ہوگی پوری ضرورت تعمیر
دیکھون اپنا جو مین جدید مکان — اپنی قسمت پہ مین رہون نازان
کون ہے جز تمہارے میرا کفیل — پیش کرتا ہون مین یہ اپنی اپیل
جیسی لڑکون پہ ہے تمہاری نگاہ — لڑکیون پر بھی لطف ہو دلخواہ
پھینکتے ہو ادہر گل اور ثمر — باغبانو نظر ہو کچھ تو ادہر
حق نے تم کو دیا ہے فہم وذکا — طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہوگئی ختم داستان اپنی
بادشہ روک لے زبان اپنی

یہ نظم مدرسہ نسوان انجمن خیر خواہ عام گوئندپور واقع وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپورٹ مین طبع ہوی

شکر اور صد شکر ہے اے خالق جن و بشر ‏— مدرسہ کے عمر کا یک سال گزرا خوبتر
کارنامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا ‏— مرحبا صد مرحبا تھے ہم اسی کے منتظر
انجمن یون تو فرائض اپنے کرتی تھی ادا ‏— لیک ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر
جسقدر لڑکون کی ہے تعلیم کا ہمکو خیال ‏— آہ متوجہ نہین ہم لڑکیون پر اسقدر
مرد و عورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے ‏— ہے یہی انصاف دو حصے کی بھی لین ہم خبر
مقتضائے خیر خواہی یہ نہین ہرگز نہین ‏— دیکھین یک حصہ کو ہم اور چھوڑدین حصہ دگر
حد معین ہے مگر تعلیم نسوان کے لئے ‏— حد سے متجاوز اگر ہو جائے بیشک ہے ضرر
خال جو حد سے بڑہا وہ ہو گیا آخر مسا ‏— خلق مین کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشتہر
آفرین صد آفرین اے ممبران انجمن ‏— سعی و کوشش نے تمہاری خوب دکھلایا اثر
اب تمہارا غنچۂ مقصد شگفتہ ہو گیا ‏— اب تمہارے نخل ہمت مین لگا تازہ ثمر
این مراتب آنچہ دیدی ہست جزوی بیگمان ‏— اے برادر کار کلی ہست پنہان در قدر
کیا نہ کچھ پائینگے تم اللہ سے اجر و ثواب ‏— مدرسہ کے رہتے ہو تائید مین بستہ کمر
گو کہ سرمایہ و چندہ کم ہے لیکن ہے امید ‏— ہوگا دست انجمن یک روز پُر از سیم و زر
ایکدن اس مدرسہ کی قدر و وقعت ہو زیاد ‏— ایکدن یہ انجمن عالم مین ہوگی نامور
کسطرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہون ‏— آیۂ لاتقنطوا پڑہتے ہین جب شام و سحر
یا الٰہی انجمن کے مدرسہ پر روز و شب ‏— چاہیئے تیرا کرم تیری عنایت کی نظر
تو اگر چاہے تو ذرہ کو بنادے آفتاب ‏— تو اگر چاہے تو قطرہ ہوگا دریا سر بسر
ممبرون کے کام مین اخلاص دے یارب مدام ‏— انکی ہمت کو بڑہادے انکی محنت چیز کر
چندہ و سرمایہ کی تائید جن لوگون نے کی ‏— دے جزائے نیک انکو اے خدائے بحر و بر
دین و دنیا کے مقاصد انکے بر آئین تمام ‏— ہو زیادہ عمر و دولت جاہ و ثروت کر و فر

تا کجا طول سخن اے بادشاہ خستہ جان

نظم اچھی ہے وہی جو ہو مفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گوبندپور واقع وانمباڑی منعقدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

آج کرتے ہین ادا ہم شکر خالق بار بار
آج باغ آرزو مین آ گئی فصل بہار

صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے
بلبل دل کے ہین نغمے آج بحد و شمار

آج ہر یک کی زبان ہے محو تحسین و دعا
آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار

جلوہ اس کا آج خالق نے ہمین دکھلا دیا
واسطے جسکے تہی وا ہر وقت چشم انتظار

قصد ہے تعمیر ہو اب مدرسہ نسوان کا
سنگ بنیاد آج ہے رکھا گیا با صد وقار

ہین فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن
شہر کے موجود کیسے عمدگان ہین نامدار

ایک سے یک لائق و فائق یہان موجود ہین
ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی اقتدار

انکے ہاتھون سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج
باعث برکت ہے ہمکو موجب صد افتخار

انجمن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے
خیر خواہی جسکی ہے کالشمس فی نصف النہار

انجمن کی کوشش و ہمت کا ہے سارا طفیل
انتظامی خوبیان جسکی ہین ہر جا آشکار

کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ ہے قلیل
یا خدا تیرے بھروسے پر ہے سب دار و مدار

مالدارونکو الٰہی دیجیے توفیق مدد
ہو نظر انکی عنایت کی تو پھر بیڑا ہے پار

خیر جاری جسکو کہتے ہین وہی یہ کام ہے
اس سے بڑھکر اور کیا دنیا مین ہوگی یادگار

جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کرلو دوستو
چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے ناپائدار

کون ہے جو راہئ ملک بقا ہوتا نہین
اس سفر کے واسطے توشہ تو کچھ ہو برقرار

جیسا لڑکون کی تمہین تعلیم پر ہے التفات
لڑکیون کے حال پر ہو جائین یون ہی غمگسار

مرد عورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے
ہمکو دونو پر توجہ چاہیے لیل و نہار

ایک حصے پر ہون مائل چھوڑ دین حصہ دگر
عقل اور انصاف ہین خواہان نہ اسکے زینہار

یا الٰہی انجمن کی دیجیے ہمت بڑھا
عزم و استقلال مین رکھ اسکو دائم استوار

اسکے سب دشواریون کو کردے آسان ایخدا — اسکو ہریک امر مین کر کامیاب و کامگار
آیۂ لاتقنطوا آئی ہے جب قرآن مین — کسطرح مایوس ہو یہ انجمن امیدوار
شادمان ہو دل خنک آنکھین ہون یارب جلدتر — مدرسہ کی ہمکو دکھلادے عمارت شاندار
انجمن کا بس یہی مقصد ہے اے رب کریم — انجمن ہے بس اسی مطلب کی بجہہ سے خواستگار
انجمن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر — از برائے مصطفےٰ و آل و اصحاب کبار

نظم اپنی ختم کر اے بادشاہ خستہ جان
کیا عجب گردے اثر تیرے سخن مین کردگار

یہ نظم معطیان چندۂ مدرسۂ نسوان کے شکریہ مین لکھی گئی جنہون نے سالانہ جلسہ انجمن خیرخواہ عام گوسندپور واقع والمباڑی منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء مین اپنا عطیہ دیا

اے واہ تری قسمت اے مدرسۂ نسوان — اب تیری ترقی کا کس درجہ ہوا سامان
بے جان تہا تو گویا اب جان پڑی تجہہ مین — تو مثل بیابان تہا اب بنگیا اک بستان
تو ننہا سا پودا تہا سرسبز شجر ہے اب — تو چہوٹا سا چشمہ تہا اب بحر ہے بے پایان
معلوم تہا یہ کسکو یون چندہ فزون ہوگا — کسکو تھی خبر اسکی یون سب ہین ترے خواہان
کوشش سے کسی کے یہ مقصد نہین بر آیا — ناگاہ خدا کا اب تجہہ پر یہ ہوا احسان
سب فضل اسی کا ہے سب اسکی عنایت ہے — ہم کیا ہین ہمارا ہے کیا حوصلہ کیا امکان
دیتا نہ اگر تیری الفت کو اگر دل مین — یون دست کرم سب کا کب ہوتا گہر افشان
تعمیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی — حاصل ہوے دونون ہی مقصود ہین یکسان
کس نیت خالص سے اور کیسے کہلے دل سے — چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصد ارمان
اے قومی جوانمردو! اے قوم کے ہمدردو! — کیا کیا نہ جزا دیگا محشر مین تمہین یزدان
اس دینی حمایت پر اس جرأت و ہمت پر — شاباش وجزاک اللہ ہم کیون نہ کہین ہر آن
تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شیدا ہو — تم قوم کے حامی ہو ہے تم پہ وطن نازان

مداح تمہاری ہے ہر وقت زبان سب کی | کیا شکر گزاری مین مصروف ہین دل اور جان
مسرور و موافق ہین حیران مخالف ہین | وہ انکے لئے زیبا یہ ان کے لئے شایان

کرتا ہے دعا ہر دم یہ بادشہ عاصی
یارب مجھے دنیا سے لیجائیے با ایمان

دیگر

کر شکر خدا ہر آن اے مدرسۂ نسوان | کیا تجھپہ ہوا احسان اے مدرسۂ نسوان
نیّر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا | عالم ہو نہ کیون رخشان اے مدرسۂ نسوان
تعمیر معطل تھی چند روز سے جو تیری | اب اسکا ہوا سامان اے مدرسۂ نسوان
یک مرد خدا نے اب ذی جود و عطا نے اب | مشکل کو کیا آسان اے مدرسۂ نسوان
یس عبداللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ | کیا عمدہ ہے وہ انسان اے مدرسۂ نسوان
منظور کیا بنکر تعمیر کا ذمہ دار | خالق ہو نہ کیون شادان اے مدرسۂ نسوان
شاباش ہے ہمت پر تحسین ہے جرأت پر | نکلا ہے ترا ارمان اے مدرسۂ نسوان
ممنون ہین ہم اسکے مرہون ہین ہم اسکے | ہم اسکے دعاگو یان اے مدرسۂ نسوان
کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پائے | خوش ہوگا وہ بے پایان اے مدرسۂ نسوان
ہمدرد ہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا | ہے تیرا محب ذیشان اے مدرسۂ نسوان

یہ بادشہ عاصی رکھتا ہے ولا تیری
ہے دل سے ترا خواہان اے مدرسۂ نسوان

یہ نظم مدرسہ مذکور کیلئے لکھی گئی اور جلسۂ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ ار نومبر ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑھی

ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا | آنکھون کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا
دنیا کی خوبیون کا عقبیٰ کی لذتون کا | رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا

طلبہ ہین ہم اسیکے شیدا ہین ہم اسیکے　　ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا
منت ہے انجمن کی شفقت ہے انجمن کی　　ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا
تشریف لائے ہین اب ذیجاہ بیبیان سب　　ہے قابل نظارا یہ مدرسہ ہمارا
انعام کا یہ جلسہ کس شان سے منعقد ہے　　دیکھو ذرا خدارا یہ مدرسہ ہمارا
جز علم چیز کوئی دنیا مین کب ہے اچھی　　کرتا ہے یون اشارا یہ مدرسہ ہمارا
قائم رہے الٰہی دائم رہے الٰہی　　یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا

اے **بادشاہ** کیسی تم نے یہ نظم لکھی
ممنون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا

یہ مثنوی ترغیب چندۂ مظلومان جنگ بلقان کیلیئے سنہ ۱۹۱۳ء مین لکھی گئی۔

آج اے قوم کے بہائی بہنو　　جنگ بلقان کا احوال سنو
سیکڑون جام شہادت ہین پیے　　سیکڑون زخمی و مجروح ہوے
سیکڑون طفل ہوے آہ یتیم　　جنکے غم سے یہ کلیجہ ہے دونیم
زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی　　درد کے مارے تڑپتا ہے کوئی
بیکسی پر کوئی اپنے نالان　　بہوک سے کوئی پریشان ہر آن
کیا کہین تم سے مصیبت انکی　　قابل رحم ہے حالت انکی
جان دینی ہے اگر تم کو محال　　اس گران شئی کے عوض دیجئے مال
نہ کرین ان سے اگر ہمدردی　　پھر مسلمانی ہماری کیسی
بہائیون سے جو رہین ہم انجان　　کیا ہین ہم کیا ہے ہمارا ایمان
زخمیون کے لیئے تم چندہ دو　　بیوگون کے لیئے تم چندہ دو

ہے دعا تجھسے اے رب عزت
بادشہ روم کے پائین نصرت

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کیلئے لکہی گئی اور رسالہ تعلیم وانمباڑی مین شائع ہوئی

مصرع طرح "ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا"

چلے خنجر ہمیشہ یون ہی اسپر قوم کے غم کا
ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہو مشتاق مرہم کا

نہ قایم ہے خوشی کوئی نہ دائم سلسلہ غم کا
تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا

خجالت سے گناہون کے جو نکلین چشم سے آنسو
مقابل انکے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زمزم کا

الٰہی ہے اتفاق قوم تو جلوہ دکھا اپنا
رہے کبتک دلون مین جوش تیرے خیر مقدم کا

ہے جس جا علم کا چرچا جہالت کب ہے باقی
چمک اٹھے جو سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا

بنا کے حجازی ریلوے ہم پر کیا احسان
ہر یک مومن کا دل ممنون ہے سلطان المعظم کا

مچایا شور اے بنگالیو بے وجہ کیون تم نے
فقط ہے زور تمکو علم کا دینار و درہم کا

ندا یہ صبح محشر خفتگان قبر پر ہوگی
ابہی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

کرو کچھ فکر عقبیٰ **بادشہ** غفلت نہین اچھی
نہین معلوم دم اس جسم مین مہمان ہے کسدم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے"

گر بیان قوم کی پر درد کہانی ہو جائے
کیا عجب ہے کہ دل سنگ بھی پانی ہو جائے

قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے
دونون عالم مین سعادت کی نشانی ہو جائے

قوم کی دہن نہو جس سر مین وہ سر ہو پامال
درد اس کا نہو جس دل مین وہ فانی ہو جائے

کھینچون اے قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ
مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے

ہونگے ہم اور بھی عالم کی نگاہون مین سبک
قومی الفت کی اگر یون ہی گرانی ہو جائے

شاعرو غم مین بتون کے تو بہت ہی روئے
اب غم قوم مین کچھ اشک فشانی ہو جائے

وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر
غیر کیا دوست بھی خود دشمن جانی ہو جائے

بکدلی یکجہتی ہم مین ہو پیدا یا رب
جلد اب جہل و تعصب کی روانی ہو جائے

غافلو لطف ملے تمکو سخن مین میرے
غافلو خوب تمہین یاد دہانی ہو جائے

طبع مین یون ہی اگر ذوق سخن ہو باقی
میری پیری پہ فدا عہد جوانی ہو جائے

بادشہ قید ہے زندانِ الم مین لیکن
اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرۂ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئین اور رسالہ ترقی تجارت مین شائع ہوئین

مصرع طرح جو مومن ہوگیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے

مروت ہے نہ ہمدردی نہ آپس مین صفائی ہے
ہماری قوم کی حالت پہ غیرونکی ہنسائی ہے

اگر اتنا ہی سمجھین ہر طرح اپنی بھلائی ہے
جو مومن ہوگیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے

ادہر علم و ہنر اور مال و زر ہے غیر قومون مین
ادہر جہل و تعصب تنگدستی ہے گدائی ہے

خلف کہلاتے ہین لیکن سراسر ناخلف ہم ہین
سلف کے کارنامونکی عبث مدحت سرائی ہے

نہ عزت کی تمنا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا
ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے

نہین تعلیم مذہب پھر بتاؤ کس کی گنتی مین
بخاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے

حمیت قوم کی گر ہے کرین کچھ کرکے دکھلائین
زبانی یون تو ہر یک قوم کا اپنی فدائی ہے

ہمین دین اور دنیا گویا دونون طفل توام ہین
غلط ہے گر یہ ہم سمجھین کہ دونونمین جدائی ہے

ضرر دنیا کا گر ہو دین کا اسکو ضرر سمجھو
جو نفع دین ہے دنیا کی خود اسمین بھلائی ہے

مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا
یہی راہ نبی راہ رضائے کبریائی ہے

کرومت دین کی پروا رہو بدمست دنیا مین
ضلالت کی یہ پٹی ہمکو شیطان نے پڑہائی ہے

نہ ہوتا دین تو دنیا نہ پاتی خلعت ہستی
طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے

کرین گر دین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس مین
برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے

نہ کیجیے بادشہ تم قوم کے اصلاح کا دعویٰ

بڑی ہے بات چھوٹا منھ یہ کیا جی مین سمائی ہے

مصرع طرح "ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا"

مال و زر چھوڑ دیا عزو وقر چھوڑ دیا
ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا

ہم نے خالق کا اودہر خوف و خطر چھوڑ دیا
قوم کی ہم کو ترقی نے ادہر چھوڑ دیا

نیکیان چھوڑ کے ہم ہو گئے پابند گناہ
سنگریزونکو لیا لعل و گہر چھوڑ دیا

جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھ بہی
یا خدا ہم نے ہر یک غیر کا در چھوڑ دیا

قومی الفت تو کجا خانگی الفت بہی نہین
بہائی کو بہائی پدر کو ہے پسر چھوڑ دیا

راستی گم ہوی جب اپنی زبان سے ای قوم
ہائے افسوس زبان نے بہی اثر چھوڑ دیا

قومی الفت کو جہان جا ہے وہان رہنید و
واسطے اسکے دل و جان و جگر چھوڑ دیا

نیک اخلاق ہون جس مین وہ ہے اعلیٰ انسان
دل وہی عمدہ ہے جو فتنہ و شر چھوڑ دیا

مست دنیا مین رہے حشر سے غافل ہوکر
مبتدا ہم نے لیا پاس خبر چھوڑ دیا

مبتلا راحت دنیا مین ہوا جو انسان
سخت خطرہ مین وعقبیٰ کا سفر چھوڑ دیا

جہل جس دل سے ہے مفقود تعصب ہے وہان
آگ کو سرد کیا ہم نے شرر چھوڑ دیا

لاکھ سیکھے کوئی دنیا کے علوم اور فنون
فائدہ کچھ نہین گر فن سیر چھوڑ دیا

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین مطلق
بادشہ لطف سخن تم نے مگر چھوڑ دیا

مصرع طرح "ہے گھٹا ادبار کی چارون طرف چھائی ہوئی"

مثل گیسو قوم کی قسمت ہے بل کہائی ہوی
ہے گھٹا ادبار کی چارون طرف چہائی ہوئی

ہے اودہر قومی تنزل کی بلا آئی ہوئی
اور ترقی ہے اودہر غیرون مین اترائی ہوئی

رنگ یون جہل و تعصب کا ہمارے بڑہ گیا
ہم تماشا بنگئے خلقت تماشائی ہوئی

ہے روان یون باغ عالم مین جہالت کا سموم
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مرجہائی ہوئی

دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم
ہم مین جب نا اتفاقی ہے جگہ پائی ہوی

اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے
ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گھبرائی ہوی

قومیت کہتے ہین کسکو قوم کا مفہوم کیا
بس ہے اتنی بھی اگر ہمکو شناسائی ہوی

کہتے کہتے ناصحان قوم سارے تھک گئے
خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرمائی ہوی

ہیچ ہے میری نظر مین ماسوی اللہ کا وجود
دل مین جب پیوست یا رب تیری یکتائی ہوی

کامیابی ہمکو ہر مقصد مین بالکل سہل ہے
فضل خالق کی اگر کچھہ جلوہ آرائی ہوی

قوم مانے یا نہ مانے ہے جزا نزد خدا
بادشہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوی

مصرع طرح "تبسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہین"

ترے احکام سے یا رب جو انجان ہوتے جاتے ہین
ہمیشہ اُنپہ غالب نفس و شیطان ہوتے جاتے ہین

ترقی سے ادہر اغیار شادان ہوتے جاتے ہین
تنزل مین ادہر غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہین

نظر آتی نہین ہے قوم کی اصلاح کی امید
ہماری آرزوئین یاس و حرمان ہوتے جاتے ہین

فرنچ والونکا قبضہ ہے ادہر ملک مراکو پر
ادہر مغلوب و عاجز اہل ایران ہوتے جاتے ہین

خدا حافظ ہے اسلامی ممالک کا کہ سب اعدا
ہماری ذلت و خواری کے خواہان ہوتے جاتے ہین

جو شیر نر تھے ان روزون وہ گویا بنگئے روباہ
جو تھے روباہ وہ شیر نیستان ہوتے جاتے ہین

عدو کی تیغ ہے گل گیر ہم ہین شمع کے مانند
کٹے سر لاکھہ بھی ہم اور رخشان ہوتے جاتے ہین

ہوا ہے رشک اب یوروپ کو بھی انکی ترقی سے
ہنر مین فن مین یکتا اہل جاپان ہوتے جاتے ہین

صفائی قوم کے دلمین نہین جب دیکھتے ہین ہم
مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہین

چمن مین سر بلندی شاخ گل کی جب نظر آئی
مثال غنچہ ہم سر در گریبان ہوتے جاتے ہین

زمانے مین نہین قدر سخن اے **بادشہ** باقی
عبث ہے ہم سخن پر اپنے نازان ہوتے جاتے ہین

مصرع طرح "یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے"

بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے	یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے
وہ اور ہین جو کہتے ہین ذلت کا وقت ہے	ہم تو بھی کہینگے سعادت کا وقت ہے
سستی کا وقت ہے نہ کہالت کا وقت ہے	چندہ کرو عطا یہی ہمت کا وقت ہے
مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہین	کیا اس سے بڑھ کے خوبیٔ قسمت کا وقت ہے
جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدان ترک سے	ہین منتظر ہون آؤ یہ راحت کا وقت ہے
صدہا یتیم و بیوہ ہین مجروح سیکڑوں	ترکون پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے
امداد غیر قوم سے ہو ہم رہین خموش	غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے
ترکی برادرونکی نہ تائید ہو جو آج	فردا ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے
چندہ جو ایک دینگے تو ستر کا ہے ثواب	حسنات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے
ترک اپنی جان دیتے ہین ہم مال بھی نہ دین	راہ خدا مین آہ یہ غفلت کا وقت ہے

ممکن نہین ہے ضبط ہو اظہار درد دل
اے **بادشاہ** جوش طبیعت کا وقت ہے

مصرع طرح "آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا"

دشمن ہو لاکھ بھی تو اے آسمان ہمارا	آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا	آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
ہم شرک کے ہین دشمن توحید پر ہین قربان	آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
تریپولی فتح گر ہو ایران بھی ہو مسخر	آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا
مست شراب وحدت کیونکر نہ اب رہین ہم	ہے میکدہ ہمارا پیر مغان ہمارا
صحرا کا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا	ہے ہمزبان ہمارا ہمداستان ہمارا
جس خون کو بہا کر ہم سرخ رو ہوے تھے	ابتک وہی رگون مین ہے خون روان ہمارا

ہمت یہ کہہ رہی ہے جرأت سُنا رہی ہے
لیکر تو دیکھ لو اب تم امتحان ہمارا

تخت شہی پہ جبتک قائم ہے جارج پنجم
آزادی ہے ہماری امن و امان ہمارا

ہم ہین نثار اسپر وہ بھی فدا ہے ہمپر
ہندوستان کے ہم ہین ہندوستان ہمارا

اگلا وہ جوش قومی اب ہے کہان ہمارا
مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا

نا اتفاقیون سے برباد ہو گئے ہم
خود غرضیون نے لوٹا ہے کاروان ہمارا

کہتے ہین ہم بہت کچھ کرتے نہین ہین کچھ بھی
افسوس ہے یہ کیسا خواب گران ہمارا

اے قوم کی ترقی جز تیرے اور کیا ہے
مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا

اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اس مین
مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

قومی جو کچھ ہو خدمت ای **بادشہ** غنیمت
تھمتا ہے کب سمند عمر روان ہمارا

مصرع طرح "یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے"

اعجاز مسیحائی ہر رنگ مین دکھلا دے
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہرگز
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

سب حرص و ہوا اپنے ہو جائین فنا جس سے
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

بازار مین دنیا کے یارب ترا سودا دے
یوسف کی طبیعت دے دل مثل زلیخا دے

ہر کام مین ہر فن مین ہر بات مین ہر دل مین
تیرا ہی بھروسہ دے تیرا ہی سہارا دے

حورون سے نہ کچھ مطلب غلمانکی نہ کچھ حاجت
جنت مین بھی بس ہمکو تیرا ہی نظارا دے

کثرت مین بھی وحدت کا دیکھینگے تماشا ہم
پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نکلوا دے

طاعت ہے ادہر ہم سے بخشش ہے ادہر تجھ سے
لینا ہے جو کچھ لیلے دینا ہے جو دلوا دے

قومی یہ چمن اپنا ہے خشک ہوا جاتا
تو ابر کرم یارب اب زور سے برسا دے

مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بھلا مانگین
وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے

سیری نہ ہوی میری یثرب کی زیارت سے
پیارا وہ بنی ترا جس خاک پہ سوتا ہے
دیوانے نہیں ہم جو مجنون سا بھٹک جائین
دین اپنا رہے محکم دنیا مین رہین اچھے
مجرم ہین سراسر ہم بندے ہین مگر تیرے
ہم خوار رہین کبتک اس غار تنزل مین

یارب تو دوبارہ پھر وہ نعمت عظمیٰ دے
مشت تن خاکی یہ اس خاک مین دفنا دے
وان نجد کا صحرا تھا یان دشت مدینہ دے
توفیق بھی دے اچھی اخلاص بھی اچھا دے
جز تیرے کدہر جائین توہی ہمین بتلا دے
اگلا وہ عروج اپنا یارب ہمین دلوا دے

ای **بادشہ** عاصی حیرت کا ہے کیا موقع
گر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ غزل مشاعرۂ حیدرآباد دکن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیضؒ کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تھا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۷ جولائی ۱۹۱۰ء مین شائع ہوی تھی

مصرع طرح "سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین"

نکہت مہر و محبت گل و ریحان مین نہین
یکدلی یکجہتی قوم مسلمان مین نہین
جیسی پیچیدگیان قوم کے دلین ہین نہان
باپ کو بیٹے سے اور بھائی کو بھائی سے عناد
نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ
قدر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر
چشمۂ علم سے جو سیر ہین وہ کہتے ہین
کفر جس جا ہے وہان جہل ہے یکسر مفقود
سچ مین کہتا ہون مریضان فلاکت کیلئے
مجھے معذور رکھین باغ سخن کے گلچین

سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین
قوم کا درد بھی افسوس دل و جان مین نہین
سنبلستان مین نہین گیسوئے جانان مین نہین
ہے جو اس دور کی حالت کسی دوران مین نہین
ماہ تابان مین نہین مہر درخشان مین نہین
مصر مین رتبہ جو یوسفؑ کا تھا کنعان مین نہین
ای خضر اسکا مزا چشمۂ حیوان مین نہین
اور یہان علم و ہنر صاحب ایمان مین نہین
جو اثر علم مین ہے وہ کسی درمان مین نہین
پھول گر کذب و غلو کے مرے دامان مین نہین

بادشہ ہے وہی فخر سلاطین دکن
خوبیاں کونسی محبوب علی خان میں نہیں

تہنیت و خیر مقدم حکّام وقت و ہمدردان ملّت و فیاضان قوم

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ ”خورشید مدراس“ میں شائع ہوی

مصرع طرح ”حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج“

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج
چمکتا یوں نہ مہ جوں کا مقدر جارج

ہوا ہے قیصر ہندوستان مقرر جارج
تمام ہند میں چرچا ہی ہے گھر گھر جارج

مزا نمر میں گلوں میں ہے جسطرح نکہت
نہاں ہے یوں تری الفت دلونکے اندر جارج

کرم میں عدل میں دولت میں جاہ و حشمت میں
تمام شاہوں سے بڑھکر ہے تیرا انبر جارج

ہر ایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ
نہ کیوں کہیں تجھے ہم غیرت سکندر جارج

نہ آیا ہند میں ابتک کوئی شہ انگلنڈ
ہوی ہے تجھ سے یہ سبقت نہ ہے دلاور جارج

شرف ہو دید کا غیرونکو ہم رہیں محروم
شکیب و صبر ہو مدراسیونکو کیونکر جارج

نہ کیوں ہو رشک ہر یک ماہ کو ڈسمبر پر
دکھائیگا جو ڈسمبر میں روئے انور جارج

ہے بادشہ کی دعا تا ابد رہے دلشاد
حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج

یہ مثنوی جلسہ سالگرہ ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بہادر ویسرائے ہند کیلئے لکھی گئی جو اردو سوسیٹی کی طرف سے مطبع مجز دکن مدراس میں منعقد ہوا تھا

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے
اہل جلسہ جمع ہیں کس شوق کس ارمان سے

جو غرض جلسہ کی ہے کرتا ہوں تم پر آشکار
تم سنو رغبت سے اے میرے محبان ذیوقار

لارڈ ہارڈنگ ہیں ہمارے ہند کے جو ویسرائے
دل میں ہم سب کے بنائی کیا انھوں نے اپنی جائے

ہز مجسٹی جارج پنجم کی نیابت اُنکو ہے
قدر و عزت اُنکو ہر یک شان و شوکت اُنکو ہے

ذات مین انکی بھرا ہے وصف تالیف قلوب
اپنی وہ ہر دلعزیزی کا مزا لیتے ہین خوب

جون کی یہ بسیوین انکی ولادت کا ہے روز
ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز

ہم مناتے ہین اسی کی آج یہ یکسر خوشی
اس خوشی کے ضمن مین حاصل ہوی دیگر خوشی

بمب جو پھینکا تھا دہلی مین عدو نے بر ملا
فضل سے اپنے خدا نے لیا اُنکو بچا

تُم سے ان دونون خوشی کا آج کرتا ہون بیان
حظ وافر پاؤ گے اے سامعین نکتہ دان

یہ خوشی مثل صدف ہے وہ خوشی مثل گُہر
یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر

وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن
یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن

مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے مشتری
ہر منجم بول اوٹھے سعدین اکبر ہے یہی

اجتماع دونون خوشی کا خوب دیتا ہے مزا
دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دُعا

خوش رہین خُرّم رہین دائم ہمارے ویسرائے
حفظ خالق مین رہین ہر دم ہمارے ویسرائے

ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی وہان
ہم ہین مدح لارڈ صاحب مین یہان رطب اللسان

نظم اپنی ختم کر دے اور کہہ اے **بادشاہ**
جان و دل سے دولت برٹش کا ہون مین خیرخواہ

یہ نظم حضرت مولنا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواری کے جلسہ وعظ مین انکے خیر مقدم مین بمقام ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء پڑہی گئی ـــ

مژدہ ہو تمکو اے اہل ایمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
علامۂ دین مشہور دوران تشریف لائے ہین شہ سلیمان

ہے دہوم سارے ہندوستان مین کیا کچھ اثر ہے انکے بیان مین
کیونکر نہ ہون ہم قسمت پہ نازان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

مدت سے ہمکو تھی انتظاری آرزو یہ نکلی ہماری
کس کا نہین دل مسرور و شادان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

گل موعظت کے ہم ان سے لینگے دامان مقصد اپنا بھرینگے
ہونگے شگفتہ اپنے دل و جان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

آئی ہے گویا رحمت خدا کی نازل ہے ہم پر نعمت خدا کی
بیجا ہے ایسی نعمت کا کفران تشریف لائے ہین شہ سلیمان

ہم خوشہ چین یہ گویا ہین خرمن پروانے ہم ہین یہ شمع روش
گرد رہین ہم اسکے وہ راہین گر راہی ہین ہم یہ مدعا ہین
ظاہر کرین کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خدمت
راہ خدا کے رہبر بھی ہین علمائے دین کے افسر بھی ہین
غافل گر انسے رہ جائینگے ہم پچھتائینگے ہم پچھتائینگے ہم

تشنہ ہین ہم یہ ہین آبحیوان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
ہم ہین صدف یہ ہین ابر نیسان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
رہنے نہین ہین اب شوق وارمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
جاری ہے انکا دریائے فیضان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
قابو نہ ایسا کھوئین مسلمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

توصیف کا حق کیونکر ادا ہو ای **بادشہ** کیا طاقت ہے تجھکو
لاؤن کہان سے الفاظ شایان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

یہ مثنوی جلسۂ الوداعی جناب سید جمال الدین صاحب افندی کیلیئے لکھی گئی جو سجادہ درگاہ بغداد کے پوتے ہین

اے جمال الدین افندی مرشد والاصفات
ناز کرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے
آپ مخزن دہر مین فیضان روحانی کے ہو
روضۂ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین
حضرت محبوب سبحانی ولی محتشم
انبیا مین ہین معظم جسطرح خیر الوری
ای جمال الدین افندی مرشد روشن ضمیر
ہین سفیر دولت عثمانیہ جو نامدار
آپ ہین مہمان انکے وہ تمہارے میزبان
میزبان کو اپنے مہمان پر ہے ہر دم افتخار
پوچھنا کیا آپ کے آنے سے جو عزت ملی
معتقد لوگونکی در پر آپ کے رہتی ہے دہوم
حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی

منبع برکات ہے کیا آپکی فرخندہ ذات
منکشف اعزاز ہین سارے جہان پر آپ کے
بیگمان اولاد مین محبوب سبحانی کے ہو
آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہین
گردنین کل اولیا کی جسکے تھے زیر قدم
اولیا مین اسطرح ہے مرتبہ محبوب کا
آپکے دام محبت نے کیا ہمکو اسیر
نام ہے عبد العزیز بادشہ عالی وقار
کیسے فائق میزبان ہین کیسے لائق میہمان
میہمان خود میزبان کے مدح خوان ہین بار بار
کیسی عزت گویا ہمکو یک بڑی دولت ملی
شمع پر جسطرح رہتا ہے پتنگون کا ہجوم
آپکے پند و مواعظ سے نہ کچھ سیری ہوی

کیا گلہ اسکا اگر مقصد نہین پورا ہوا
کون وہ مقصود علی خان ؟ واعظ شیرین بیان
ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پراثر
ای جمال الدین افندی ای معارف دستگاہ
بلدۂ مدراس سے ہے کل جو رخصت آپکی
آہ! کسدن پھر زیارت آپکی پائینگے ہم
آہ! کیونکر دور ہوگا دل سے یہ درد فراق

ہمکو جو مقصود تہا مقصود علی خان سے ملا
آپکے ہمراہ جو تشریف لائے ہین یہان
کیا عجب پہنچین اگر ہم منزل مقصود پر
کیجیے ہم مدراسیون پر لطف کی اپنی نگاہ
آہ! کیا کیا رنج دیگی ہمکو فرقت آپ کی
آہ! کیونکر اس دلِ مضطر کو سمجہا ئینگے ہم
آہ! کیونکر ضبط ہوگا اپنا جوشِ اشتیاق

تا کجا ای بادشاہ خستہ جان طول کلام
نظم کو تم اپنے پہنادو لباسِ اختتام

یہ نظم جناب مولٰنا الحاج مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی مدحت مین محفل وعظ مسجد میمنان کوچہ آندرسن مدراس مین پڑہی گئی

اوج پر آئے نہ کیونکر عز و شان شملوی
بڑہ گئے اب بڑہ گئے ہین دوستان شملوی
آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن و حدیث
خوان نعمت کیا نصائح کا سجا ہے بزم مین
گوہر مقصود سے بہر لیجیے دامان دل
ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حقگو دیندار
آنکہہ سے دیکھین کب سنین کب اسکا بیان
بلبلان ہین جسطرح مفتون گلہائے چمن
سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول
جو خریدار آیا وہ جاتا نہین خالی کبھی

جب خدائے پاک خود ہے مہربان شملوی
آج ہے مدراس سارا قدردان شملوی
لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی
ہم ہین سارے آج گویا میہمان شملوی
کیا کشادہ ہے زبان درفشان شملوی
ہم کو بتلا دے بہلا کوئی بسان شملوی
واقعی معذور ہین نا واقفان شملوی
یون ہین وعظ شملوی پر شائقان شملوی
فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی
خوب جنس وعظ کی ہے یہ دوکان شملوی

وصف ہے علمائے دین کا باعث اجر و ثواب
بادشہ دل سے نہ کیون ہو مدح خوان شملوی

یہ نظم جلسۂ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر بواپسی جنگ بلقان مدراس کے لئے لکھی گئی
مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

مرحبا ہین قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر
آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر

کیا درخشان نام نامی ہے محمد اور حسین
فن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر

کیون نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج
تم نے دیکھے ہین بہت جنگی نظارے ڈاکٹر

کون ہے وہ خدمت قومی کا جو قائل نہین
جان و دل سے ہم ہین سب ممنون ہمارے ڈاکٹر

بگڑے کامون کو تمہارے حق سنواریگا یقین
جیسے تم بگڑے مریضون کو سنوارے ڈاکٹر

تم نے وہ کارنمایان جنگ بلقان مین کئے
آفرین کرنے لگے ترکون کے سارے ڈاکٹر

اہل جلسہ یون تمہاری دید کے مشتاق ہین
جو طرف انگلی سے کرتے ہین اشارے ڈاکٹر

ہین غریق بحر الفت تم ہمارے قوم کے
قوم ہوگی کسطرح تم سے کنارے ڈاکٹر

کیون نہ پیش اپنا کرون تحفہ مبارکباد کا
قومی عزت کے بنے ہو تم سہارے ڈاکٹر

بادشہ کے لب پہ مصرع آرہا ہے باربار
آگئے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یوروپ مین اشاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۱۴ ع

یوروپ کو جا کے پہنچا قومی مشن ہمارا
اغیار پر اثر کیا ڈالا سخن ہمارا

سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن
سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا

اسلام کیون نہ لاتے وتیلم لارڈ ہڈلے
خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چلن ہمارا

ہڈلے پہ منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری
مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا

تیغون کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے
وہ کام کر رہے ہین اب علم و فن ہمارا

نا اتفاقیون نے دولت ہماری کھوئی
ناچاقیون نے لوٹا سارا چمن ہمارا
اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئین
اعزاز پھر وہی ہو جلوہ فگن ہمارا
کرتے ہین جب اشاعت توحید حق کی دائم
ہم پر کرم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا

مداح بادشہ کی کس طرح قوم ہوگی
شکوہ مین اسکے وا ہے ہر دم دہن ہمارا

یہ نظم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈسس صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکاٹ انجمن خیر خواہ عام گوبندپور واقع وانمباڑی کے مکان مین بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۴ء پڑھی گئی

آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا
مسرور جان ہے اپنی دل شادمان ہمارا
نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت
ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا
قسمت چمک اوٹھی اس ناچیز انجمن کی
ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا
برٹش سے باوفا ہین جتنے کہ ہین مسلمان
ثابت قدم وفا مین ہے جاودان ہمارا
انگلنڈ و ترک مین اب ہے جنگ پولیٹکل
مذہب سے کیا تعلق یہ ہے گمان ہمارا

اب جارج امپرر یہ یارب رہے سلامت
اسکا کرم ہمیشہ ہو سائبان ہمارا

اس مثنوی مین جناب بانگی صاحبجو صاحب بہادر چیرمین وانمباڑی میونسپالٹی کی تہنیت انجمن مذکور کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۱۰ دسمبر ۱۹۱۴ء

شکر ہے صد شکر اے پروردگار
تیرے احسانات کا کب ہو شمار
تو نہ کرتا ہم پہ گر فضل و کرم
کامرانی کسطرح پاتے تھے ہم
بانگی صاحبجو ہمارے ہموطن
ہین میونسپالٹی کے چیرمن
عہدہ یہ سرکار سے انکو ملا
مستحق اسکے تھے وہ بالکل بجا
تجربہ مین فہم مین یکتا ہین وہ
عقل مین دانش مین بے ہمتا ہین وہ

آج یہ جلسہ مبارک باد کا
منعقد اس واسطے ہم نے کیا

جان لین تا شہر کے سپیر وصبی
قدر یون کرتے ہین اپنی قوم کی

قوم کا یک فرد جب پاوے وقار
گویا سارے قوم کو ہے افتخار

بانگی صاحجور ہین یارب مدام
صحت و آرام سے ہر صبح و شام

حکمت علمی بھی وہ ایسی کرین
جس سے سرکار و رعایا خوش رہین

ختم کر اپنا سخن اے **بادشاہ**
تو ہے جان انجمن اے **بادشاہ**

اس نظم مین خان بہادر جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجمن مذکور کے طرف سے
ادا کیا گیا ہے بتاریخ ۷ رجولائی ۱۹۱۵ء

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ
باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ

نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو
اور نکو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ

قوم کی خدمتین ادا تم نے کئے ہین بحساب
قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ

خان بہادری خطاب تمکو ملا بجا ملا
اسکے ہی سازوار ہو تم اے حیات بادشاہ

شک نہین اسمین کچھ ذرا بحر عطا و جود کے
گوہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ

جود و عطا کو دیکھکر کہتے ہین خادمان قوم
رحمت کردگار ہو تم اے حیات بادشاہ

رنگ سے بو سے جسکے ہے تازہ ہر یک دل و دماغ
وہ گل نوبہار ہو تم اے حیات بادشاہ

صدق سے تہنیت ادا کرتی ہے آج انجمن
خلق مین نامدار ہو تم اے حیات بادشاہ

وصف ہو کسطرح رقم خامۂ **بادشاہ** سے
لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تہنیت تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب بہادر ساکن وانمباڑی کیلئے حسب فرمائش
اراکین انجمن خیر خواہ عام گوبند پور واقع وانمباڑی ۱۳۲۹ھ مین لکھی گئی

کیا کریں ہم شکر اے پروردگار / ہم پہ ہین افضال تیرے بیشمار
قاضی الحاجات تیرا نام ہے / تجھہ سے ہے محروم کب امیدوار
ہر گل مقصد شگفتہ تجھہ سے ہے / باغ دل کو کی عطا تو نے بہار
کسطرح سرسبز ہو کشت امید / گر نہ ہو تیری عنایت آبیار
تو ہی دیتا ہے ہر یک دلمین سرور / لطف پر تیرے خوشی کا انحصار
دل ہمارا تیری قدرت پر فدا / جان ہماری تیری صنعت پر نثار
ہر بن مو ہو اگر شکل زبان / ہر زبان سے لفظ نکلین صد ہزار
باوجود اسکے ترے الطاف کا / شکر یک شمہ نہ ہو گا زینہار
انجمن کے ایک محسن ذی کرم / نیکخو والا گہر عالی وقار
ٹی امین الدین صاحب جنکا نام / جنکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار
انکے گھر مین اندنون یک نور عین / ہو گیا پیدا بفضل کردگار
لطف حق سے آج بر آئی امید / آرزو نکلی ہے بعد انتظار
شاد ہین خشاش ہین بشاش ہین / سارے خویش و اقربا و دوستدار
تہنیت خوان ہے کوئی باصدق دل / کوئی دیتا ہے دعا بے اختیار
انجمن نے از برائے تہنیت / منعقد جلسہ کیا یہ زیبدار
کیون نہ رسم تہنیت لائین بجا / ممبران انجمن باصد وقار
اس پسر کے عمر اور اقبال مین / دے ترقی یا خدا لیل و نہار
دور رکھہ اس سے زبہر مصطفے / سارے آفات و بلائے روزگار
یون ہی رکھہ ممدوح کو یارب مدام / کامیاب و کامران و کامگار
خوبیان دونون جہان کی کر عطا / خدمت قومی ہے اسکا شعار
قطعۂ تاریخ لکھکر ذیل مین / نظم کو اپنی کرون مین اختصار

گر قبول افتد زہے لطف و کرم
بادشہ کے ہے زبان پر بار بار

یہ نظم تہنیت کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب ولد جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلپکنڈہ کیلیے لکھی گئی

ہم سے کیا ہو حمد رب ذو الجلال
خامہ ہے عاجز تو قاصر ہے مقال

قایم و باقی مقدس اسکی ذات
ہم ہین فانی ہمکو ہے نقص و زوال

کسطرح حادث سے ہو حمد قدیم
مادح واجب ہو ممکن کیا مجال

نعت احمدؐ حمد سے کچھ کم نہین
اسکا دعوی بہی بشر سے ہے محال

رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج مین
عرش اعظم جسکے تہا زیر نعال

کیون نہ بھیجین اسپہ صلوۃ و سلام
دمبدم ہر روز و شب ہر ماہ و سال

منعقد کیا آج بزم عقد ہے
پلپکنڈہ مین بصد جاہ و جلال

یعنے اب نوشہ ہوا احمد حسین
ابن حاجی عبد رحمن خوش خصال

حاجی صاحب گو نہین زندہ یہان
خوبیان زندہ ہین انکی بے مثال

عم نوشہ ہین پٹیل عبد رزاق
ہین پدر و ہین کے وہ نیکو خصال

کیسی یہ نسبت ہے باہم خوبتر
اور کیا فرط محبت پر ہے دال

اے زہے روز سعید و وقت نیک
اے خوشا ایام فرحت اشتمال

ہر طرف ہے بہجت و فرح و نشاط
کسکے دل پر آج ہے رنج و ملال

نام ہے جن کا محمد اور حسین
ہین اخی نوشاہ کے فرخندہ فال

اہتمام و انتظام انکا ہے سب
ہین معظم سب مین وہ بے قیل و قال

کیسے کیسے لوگ اس محفل مین ہین
عالمان دین مشایخ باکمال

ان مین ہے ہر فرد فرد بے نظیر
ذکر حق سے جنکی ہے عظمت بحال

رونق شرع پیمبر ہین یہی
واجب التعظیم ہین بے احتمال

انکی عزت گویا عزت دین کی
انکی صحبت خیر و برکت کا مآل
یا الٰہی یہ دعا مقبول کر
عاجزانہ ہے ہمارا یہ سوال
دولہ دولہن مین دے الفت فرزند
شادمان رکہہ انکو با اولاد و مال
رنج سے آزار سے آفات سے
تو بچادے انکو یارب بال بال
تیرے ہی ابر کرم کے فیض سے
ہون تر و تازہ یہ دونون نونہال

بادشہ اب ختم کر اپنا سخن
خوب لکھی نظم تو نے حسب حال

یہ نظم تہنیت کتخدائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن ہینمبور ضلع جنوبی آرکاٹ کیلئے لکھی گئی

بہار گلزار کو مبارک گلون کو ہو رنگ و بو مبارک
علی محمد سعید تجھکو یہ عقد دلخواہ ہو مبارک
نسیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر یک دل کی کھل گئی ہے
زبان پہ سوسن کے بھی یہی ہے یہ جشن ہو چار سو مبارک
خوشی کی ہے آج دہوم برپا ہر یک کے لب پر ہے ذکر تیرا
تجھے مبارک ہو گل کا سہرا تجھے یہ ملبوس نو مبارک
مکان کی رفعت ہی خوشنما ہے فلک کی رفعت سے کام کیا ہے
کہ ہمکو کافی ترا لقا ہے ہو مہر تابان کو ضو مبارک
ترے محبت کی می ہی خوشتر بھرا ہے اس سے دلون کا ساغر
کوئی یہ رندون سے جاکے کہدو تمہین کو جام و سبو مبارک
خسر ہین تیرے غلام احمد مکرم و محترم ممجد
ہے تیری دلجوئی انکو بیحد ہوا انکو یہ جستجو مبارک
بزرگ نانا ہین خوب تیرے جنہین محمد تقی ہین کہتے
شفیق و ہمدرد ہین وہ سب کے ہین تواضع کی خو مبارک
یہ حسن صورت یہ حسن سیرت یہ زیب و زینت یہ قدر و عزت
ہمیشہ تجھکو رہے سلامت یہ تجھکو ہو مو بمو مبارک

عروس و نوشہ کو روز و شب رکہہ اپنے حفظ و امان مین یا رب
صدا یہ آتی ہے بادشہ اب تمہاری یہ آرزو مبارک

معروضات رعایا بہ حکام وقت

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بند بحبد اور شیوع پر اثانی کی گولہ باری کے دفعیے کے لئے

برطانیۂ کلان کو ایک عرضداشت کرنے احاطۂ مسجد والاجاہی ترپلکیٹری مدراس مین منعقد ہوا تھا

محبت کے بہت اقسام ہین اس دہر کے اندر ۔۔۔ مگر دینی محبت سب مین ہے اعلیٰ و افضل تر
ہے یون دنیاوی الفت روبرو دینی محبت کے ۔۔۔ کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرۂ کمتر
بہم ہین خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونون مین ۔۔۔ خذف پارہ بہلا کسطرح ہوگا ہمسر گوہر
محبت دین کی ایسی ہے جسپر ہم کرین قربان ۔۔۔ متاع جان و دل فرزند و زن اور سارا مال و زر
نہ ہو جس شخص کے دلمین محبت دین کی کچھ بھی ۔۔۔ کبھی اسکو نہین ہے جامۂ انسانیت خوشتر
زبانی دین کا دعویٰ نہین ہے قابل وقعت ۔۔۔ عمل خود کرکے دکہلا دین یہی ہے دین کا جوہر
چہڑی ہے جنگ ترپولی مین جو ترک و اٹالی کی ۔۔۔ نہین واقف بہلا وہ کونسا مومن ہے دین پرور
مظالم اٹلی والونکے ہمیشہ یون تو سنتے تھے ۔۔۔ ہے یک تازہ خبر بشگفت اکنون این گل دیگر
ارادہ جدہ و ینبوع پر ہے گولہ باری کا ۔۔۔ وز آب ساتوین فیبروری کا دیکہئے پیپر
چڑہائی یثرب و بطحا پہ گویا ہونیوالی ہے ۔۔۔ رہین خاموش کیون ہم سے بہلا یہ ہوسکے کیونکر
اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ ۔۔۔ کرین تا دادخواہی دولت برٹش سے سب ملکر
ہم اپنے دولت برٹش سے یہ امید رکھتے ہین ۔۔۔ بنیگی کیون نہ ایسے وقت مین وہ حامی و یاور
رعایا کو ہے اسکی خیرخواہی جسطرح منظور ۔۔۔ رعایا پر بہی یون رحم و کرم اسکو ہے لازم تر
ہمارا دین سچا ہے ہمارا جوش سچا ہے ۔۔۔ خدا سچا ہمارا اور سچا اپنا پیغمبر
ہم ایسے دین کے پیرو رہین لیکن تعجب ہے ۔۔۔ رہین اخوان ترپولی کے یون انجان سر تا سر
مصیبت پائین خون اپنا بہائین وہ رہ حق مین ۔۔۔ دریغ ہم کو ادہر تائید مالی سے رہے کیونکر
خوشی سے شوق سے اے مومنو چندہ عطا کیجیے ۔۔۔ تمہین مد نظر ہے گر رضائے خالق اکبر

دعا ہے **بادشہ** کی فتح دے سلطان کو یارب
رہین پامال و غارت دشمنان دین سرتاسر

یہ نظم اس جلسۂ عام اہل اسلام مدراس مین پڑہی گئی جبکہ میونسپالٹی کی طرف سے شہر کے

قبرستانون کو مسدود کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوی منعقد بزم یہ کیا شاندار
جمع ہین سب اہل دین صاحب عز و وقار

کچھ نہین ذاتی غرض کچھ نہین شخصی مفاد
مذہبی تائید ہے دین کے ہین غمگسار

شکر ہے تابع ہین ہم ایسی گورنمنٹ کے
مذہبی آزادیان جس سے ملین بے شمار

مذہب وملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ
جسکو کسی دین مین دخل نہین زینہار

سارے مذاہب کا حق جسکی نظر مین ہے ایک
عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار

سچ تو یہ ہے دہر مین ہم ہین بڑے خوش نصیب
امن سے آرام سے سب ہین صغار و کبار

ایسے نکو ذات کے کیون نہون ممنون ہم
ایسی حکومت پہ ہم کیون نکرین افتخار

پھر زمین قبور اور پئے مردگان
چند قواعد ہوے اندنون جو آشکار

اس سے پریشان اب فرقۂ اسلام ہے
طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار

مذہبی احکام مین اس سے بڑا اہرج ہے
فتوۂ علما کو تم دیکھئے تفصیلوار

ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو
ایسے قواعد کو وہ لاتی نہ بر روئے کار

مشفقانہ یہی عرض ہماری ہے آج
خدمت سرکار مین باادب و انکسار

مالک وحاکم ہین آپ آپ کے محکوم ہم
آپ جو چاہین کرین آپ کو ہے اختیار

لیک گزارش ہے یہ کیسے بھی احکام ہون
صدمہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر دیندار

سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کسیکو ملا
پائینگے مقصود کیا گر نہ ہون ہم خواستگار

طفل پہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون
روئے نہ جبتک کہ وہ شیر نہ دے زینہار

بیکلی غنچونکی ہے وجہ ورود صبا
تڑپے نہ گر عندلیب آئیگی کیونکر بہار

کیجیئے مسدود اب آپ ان ابواب کو
خواہش دل ہے یہی ہے یہی مقصود کار

آپکے اقبال کا کسکو نہین اعتراف
کون نہین آپ کا دل سے اطاعت شعار

نظم مین کیا کیجیئے شرح ان ابواب کی
کہہ چلے اصحاب سب ایک سے یک نامدار

مقصد جلسہ حصول کیوں نہ ہو ای بادشاہ
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت پروردگار

کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجواب غزل شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر خاص اعلحضرت نظام دکن نوشتہ بود

جوش موسم گل است زور شادمانیہا است
مژدہ بہر بلبلان وقت نغمہ خوانیہا است

عطر بیز شد دماغ دل شدہ است باغ باغ
اے دہان یار من اینچہ گل فشانیہا است

قاتل است بے خطا خنجر است بیگناہ
باعث خجالتم حیف سخت جانیہا است

چون نظر کند ترا خضر ہم دہد صدا
مردنم بعشق تو بہ ز زندگانیہا است

بین بلجد عارضم بازیہائے طفل شک
پیر از غمت شدم عشق در جوانیہا است

ابر راز گریہ ام تاب ہمسری کجا
برق راز آہ من شوق ہمعنانیہا است

عرض مدعائے وصل پیش تو کنم چسان
برلبم حجاب را کار پاسبانیہا است

غیر وصف زلف و خال نیست در دلم خیال
اینچہ موشگافیہا است اینچہ نکتہ دانیہا است

این جذبہ دل است بر درت رسیدہ ام
فرش راہ گشتہ ام فیض ناتوانیہا است

خوگر غم و الم شد چنین طبیعتم
آنچہ می کنی ستم عین مہربانیہا است

دیدنی است بادشاہ آب گوہر سخن
بحر طبع موجزن خامہ درر دانیہا است

در سرم اکنون ہوائے دیگر است
چشم مشتاق لقائے دیگر است

پارہ شد گر جامۂ جسمم چہ باک
عشقبازان را قبائے دیگر است

تو مرا معذور دار اے چارہ ساز
درد من وقف دوائے دیگر است

نیست کارے از ضیائے مہر و ماہ
آنکہ می جویم ضیائے دیگر است

دلربایان جہان چیزے نیند
در خیالم دلربائے دیگر است

مطربا اور اچہ ساز و سوز و ساز
آنکہ شیدائے نوائے دیگر است

خوش چسان آید گل و گلشن مرا
عندلیب دل فدائے دیگر است

من نمی خواہم صلہ از خاص و عام
بہر اشعارم عطائے دیگر است

دیگر است اے **بادشہ** رنگ سخن
طبع را جوش ولائے دیگر است

این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکھا سیٹھ مدراسی نوشتہ بود

مصرع طرح "بقامت خون عالم ریختی پوشیدہ پوشیدہ"

تنم از تیغ جانان گرچہ شد غلطیدہ غلطیدہ
ستاید ہر دہان زخم من خندیدہ خندیدہ

بیائی تو بدست و پا حنا مالیدہ مالیدہ
ز حسرت چشم عشاق است خون باریدہ باریدہ

نوازش بر رقیبم می کنی طلبیدہ طلبیدہ
زہے انصاف او دلشاد من رنجیدہ رنجیدہ

ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اند اکنون
چہ یکتا مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ

خمیدہ سوئے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو
کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ

بذکر رخ دم تحریر رنگین گشت قرطاسم
بوصف زلف ہر مضمون شدہ پیچیدہ پیچیدہ

ہوائے دید می دارم رسائی از کجا یابم
صبا ہم می رود در گلشنت ترسیدہ ترسیدہ

طفیل تست ای عشق ستم کیش و جفا پیشہ
دلم نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ

ندیدم **بادشہ** نظارۂ صبح وصالش را
چہ دانم بخت من تا کے بود خوابیدہ خوابیدہ

زلفہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند
آہوان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند

مونس و یاور کسے را گر نمی دارم چہ غم
بخت و آرام غمت را غمگسارم کردہ اند

تازہ و تر چون نہ گردد گلشن داغ جگر
ہر مژہ گو ید رگ ابر بہارم کردہ اند

غوطہ زن دیدند چون در وصف آن دریائے حسن
اہل معنی گوہر تحسین نثارم کردہ اند

عالم ناکامیم را حیف دیدم کامیاب
یاس را جوش الم امیدوارم کردہ اند

گشتہ عشق تو ہستم این گل دیگر شگفت
گلفشانیہا خلائق بر مزارم کردہ اند

تضمین شعر سعدی شیرازی

این چہ خبط ای عساکر جرمن
کشور خویش مستقر گیرید

چون صدف سیرت قناعت را
نزد خود بے بہا گہر گیرید

کبر و نخوت زوال می خواہد
حتی الامکان ازو حذر گیرید

ہمہ کشور جہان شود مفتوح
اندکے اندکے ظفر گیرید

تا بہ کئے قصد مردم آزاری
پند سعدی بگوش در گیرید

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

قطعہ تہنیت و خیر مقدم عالیجناب سیاد تلو جعفر بے افندی ترکش کانسل جنرل مقیم بمبئی بمکان آنریبل خان بہادر محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب مدراس در ضیافت سنہ ۱۹۱۰ء

ای سفیر دولت عثمانیہ خوش آمدی
اے معزز نائب سلطان ما خوش آمدی

ای سیاد تلو افندی نام جعفر بے خوش است
مرحبا خوش آمدی صد مرحبا خوش آمدی

بلدۂ مدراس می نازد بہ خوش بختی خویش
بارک اللہ تو بوقت خوشنما خوش آمدی

گل ہر یک خندان و ہر غنچہ تبسم ریز شد
ای بہار گلشن اسلامیہ خوش آمدی

منتظر بودند چون نرگس ہمہ مدراسیان
ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی

نیست خالی ہیچ دل از جوش خیر مقدمت
ہر دہن در وصف تو گردیدہ وا خوش آمدی

گویا آمد از برائے تشنگان آبحیات
بہر گمراہان چو خضر رہنما خوش آمدی

منتشر اجزائے الفت بود در دلہائے ما
جمعیت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی

الله الله این چه اوصاف است از ذاتت عیان
خوش مزاج و خوش ادا و خوش لقا خوش آمدی

آن تعلقہا که داریم از خلافت بارگاه
کردی مستحکم بصد شان علا خوش آمدی

جسم و جان می بالد از فرط مسرت **بادشاه**
می زند بے ساختہ ہر سو صدا خوش آمدی

نظم برائے سالانہ جلسۂ مدرسۂ عثمانیہ واقع ترملکھڑی مدراس منعقدۂ ۱۳ ؍ جون ۱۹۱۵ء روز یکشنبہ

مدرسہ واہ واہ نیک تر است
طرز تعلیم خوب با اثر است

جمع ہستند جملہ خوبیہا
قبح و زشتی نگر از و بدر است

میر عثمان علی نظام دکن
آنکہ چون آفتاب مشتہر است

کیست از بذل و جود او محروم
از فیوضش کدام بے خبر است

لیک از بہر التفات او
مدرسہ صبح و شام منتظر است

مدرسہ شد بنام او ایجاد
بلکہ نامش ہمیشہ تاج سر است

دولتش باد قایم و دائم
تا زمین فرش و آسمان چتر است

جلسۂ مدرسہ کنون دیدیم
بدل ما سرور لاحصر است

بنگر اے **بادشاه** مقصودم
ہم برین شعر عمدہ منحصر است

این مراتب کہ دیدۂ جزویست
کار کلی ہنوز در قدر است

تاریخات مساجد

قطعہ تاریخ برائے مسجد شی پیٹہ محلہ گوئیند پور واقع والمباڑی حسب فرمائش جناب مدیکار محمد غوث صاحب نوشتہ بود

زہے خوشنما گشت تعمیر مسجد
بگوید ہر اہل نظر الله الله

چنین گفت تاریخ اتمام ہاتف	عبادت گہ نیک تر اللہ اللہ

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنکنڈہ واقع ضلع اننت پور حسب فرمائش اہل پنکنڈہ نوشتہ بود

گشتہ عبادت خانہ تعمیر بہر مومنان	بے مثل در حسن و صفا از فضل لطف داورست
چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود	دل گفت از روئے ادب - این مسجد نیکو ترست

قطعہ تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع وانمباڑی حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود

خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد	بفضل حق گرفتہ حسن اتمام
سن از روئے ادب ہاتف بگفتا	معظم سجدہ گاہ اہل اسلام

قطعہ تاریخ برائے مسجد تعمیر کردہ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشائخ صاحب ساکن حیدرآباد دکن نوشتہ بود

گرامی قدر ذی ہمت وزیر فوج آصفجاہ	بصد اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو
نمودم فکر از ہاتف ندا ای بادشہ آمد	عبادت گاہ معبود حقیقی ہست سال او

ایضاً

وزیر فوج سرکار است بانی	چہ خوش اسلوب مرغوب است مسجد
بگو ای بادشہ تاریخ اتمام	بحمد اللہ زہے خوب است مسجد

قطعہ تاریخ برائے مسجد رائی درگ واقع ضلع بلہاری حسب فرمائش جناب اینکڈے چندامیان صاحب ساکن وانمباڑی نوشتہ بود

از بہر مومنین بہ افضال کردگار	تعمیر گشت مسجد فرخندہ باصفا
چون خواستم ز طبع سن اختتام او	آمد ندا ز غیب کہ - این خانۂ خدا

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنگنور واقع ضلع چیتور حسب فرمائش اہل پنگنور نوشتہ بود

بہ پنگنور تعمیر مسجد شدہ	بفضل خدائے جہان آفرین
بپرسد کسے گر سال بنا	بگو - خوشنما مسجد المومنین

تاریخات متفرق تعمیرات

قطعہ تاریخ خریدی مکان انجمن خیر خواہ عام گو سند پور واقع وانمباڑی

ای زہے نیک ساعتے ای زہے جوش و جتنے
ہست بحال ما عیان فضل خدائے انس و جان

انجمن از برائے خویش کرد خرید خانۂ
گشت چہ قلب مومنان خرم و شاد بیکران

می کند انجمن دعا بہر معاونین مدام
حق بدہد بہ ہر زمان صحت و راحت و امان

بود بفکر سال چون طبع رسائے بادشاہ
ہاتف غیب ناگہان گفت - چہ خوب بتر مکان
۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مکان جناب سید تراب حسین صاحب کنٹراکٹر ساکن ارکونم ضلع شمالی آرکاٹ

ساخت کنون خانۂ خویش تراب حسین
ہست نمایان از و حسن و لطافت چہ خوب

بود بفکر سخن طبع من ای بادشاہ
پیر فلک ناگہان گفت - عمارت چہ خوب
۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ انصرام تعمیر "بدر الدین منزل" عمارت مدرسہ اسلامیہ واقع وانمباڑی

چہ زیبا مدرسہ تعمیر گشتہ
ہزاران شکر رب ذو الجلال است

بگو اے بادشہ تاریخ اتمام
زہے چشمۂ علم و کمال است
۱۳۲۸ھ

ایضاً

ز بہر مدرسۂ اسلامیہ شد
بصد رفعت چہ خوش اسلوب تعمیر

تلاش سال او چون بادشہ کرد
ندا آمد ز ہاتف - خوب تعمیر
۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ چاہ "باغ اکبری" واقع بیگن پلی تعمیر کردۂ جناب خان بہادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہادر دیوان ریاست بیگن پلی

آفرین بر اہتمام تست ای محبوب علی
خوشنما چاہے کنون دیدم بہ باغ اکبری

باعث سرسبزی باغ است ہر شام و سحر
کرد کار شیر مادر بہر اطفال شجر

تر زبان در وصف او ہستند جملہ خاص و عام
چون سبا بد نوع انسان فیض از وے بالدوام

هست این چشمه بئے دیوان صاحب نامدار
یادگار عمده تر تا حشر باشد پائدار

از فلک چون بادشه پرسید نیکو فال او
چاه باغ اکبری گندید۔ گفته سال او

تاریخات شادی

قطعه تاریخ کتخدائی شهیدار عبدالقادر صاحب متوطن ترپاتور با دختر ساهوکار الحاج محمد بادشاه صاحب مرحوم

شد نکاح مشفقم با دخت حاجی بادشاه
هست مثل مهر روشن نام آن صاحب نوال

چون بنا شد از سپاس و شکر هر کس تر زبان
موج زن دیدم کنون دریائے فضل ذوالجلال

شاد و خندان هر کسے مثل گل گلزار هست
هر کسے مدحت سرا چون عندلیب خوش مقال

هر در و دیوار از جوش مسرت دمبدم
با زبان حال می گوید منم فرخنده حال

اے خوشا محفل همه اهل کمالات اند جمع
باکمال فخر اینجا خود همی نازد کمال

اے زهے بزمیکه در هر زیب و زینت کر و فر
هم نمی دارد نظیرے هم نمی دارد مثال

هاتف غیبی ز روئے انبساط ای بادشاه
نیک تر عقد نکاح عبدقادر۔ گفت سال

قطعه تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبیدالله صاحب فرزند جناب ساهوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدراس

بهار شادی فرزند قادر محی دین صاحب
بعالم جلوه گر از فضل خلاق جز و کل شد

ز وصفش خامه شاخ گل شده قرطاس برگ گل
صریر خامه همرنگ نوا سنجئ بلبل شد

بدار د طبع رنگین مثل بلبل هر گل رعنا
دل بلبل شگفته تر بگلشن صورت گل شد

شده محو تماشا چشم نرگس غنچه متبسم
چو زلف گلرخان آراسته هر بار سنبل شد

نه چون آید نظر سرو سهی مستانه مستانه
طرب شد صورت مل لاله مثل ساغر مل شد

فلک از دیدهٔ انجم بذوق و شوق می نگرد
چه زیبا تر دراینجا مجمع اهل تفضل شد

گهے لفظ مبارکباد گاهے آفرین تحسین
هر یکدم از زبان خلق جاری بے تامل شد

نشاط و بہجت و عیش و مسرت شادمانیہا	بلطف حق تعالی احمد را کنا با سامان حاصل شد
چو خواہی بادشہ تاریخ این جشن طرب افزا	بگو حاجی عبید اللہ نوشہ با تجمل شد

ایضاً

سعادتمند خلف الصدق ساہوکار من امروز	بصد شوکت بصد حشمت بفیض حق شدہ نوشاہ
ز طبع بادشہ این مصرع تاریخ بر آمد	بحمد اللہ مبارک ہست شادی عبید اللہ

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبد الباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب متوطن مدراس

اے زہے آوان فرحت ہم خوشا جشن طرب	آید آواز مبارکباد از صد ہا قلوب
در تلاش سال بودم ناگہان پیر فلک	زد ندا عقد نکاح عبد باسط شد چہ خوب

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبید الرحمن صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدراس

صد شکر رب یزدان زین جشن عقد نیکو	جوش طرب پدید است پیش نگاہ امروز
اے بادشہ ز طبعم سالش چنین بر آمد	نوشہ شدہ عبید رحمن واہ امروز

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبد العزیز صاحب با دختر جناب ساہوکار عبد الرزاق میاں صاحب ساکن کڑپہ

صد شکر عقد سید عبد العزیز نامی	امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق
مسرور و شاد دلہا محو دعا زبانہا	پر نور زین نظارہ ہم دیدہائے مشتاق
رنگینیٔ نشاط این بزم چون نوشتم	کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق
نوشاہ در ہجوم مردم چنان نشستہ است	جلوہ فزا نگارے گویا میان عشاق
ہستند عروس و نوشہ چون مشتری و زہرہ	ساعت ہمین قران السعدین راست مصداق
آن کیست خسر نوشہ ذی عز و جاہ تاجر	کردیک جہان مسخر از بذل و جود و اخلاق
او نیست گرچہ زندہ اما بہ نیک اوصاف	زندہ ہست نام نیکو صبح و مسا در آفاق
الحال جانشینش قادر محی دین است	ذی فہم ذی فراست یکتا بلطف و اشفاق
سادہ و بے تکلف ہر چند ہست نظم	نازم کہ نیست در وے عیب غلو و اغراق

دائم عروس و نوشہ باشند شاد و آباد — محفوظ از حوادث دارد خدا در آفاق

تفتیش سال شادی ای **بادشہ** چہ کردم
گفتا دلم - چہ فرخ داباد عبد رزاق
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ نکاح جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب متوطن مدراس با دختر آرکاٹ شمس الدین صاحب ساکن ویلور

نشاط این جشن بارک اللہ — بہر دلے جلوہ ریز خوب است
ز بوئے گلہائے فرح و بہجت — مشام ما عطر بیز خوب است
خوشا جلوسے زہے بہارے — ببین کہ نظارہ خیز خوب است
بعلم و فہم است نیک نوشہ — کمال اخلاق نیز خوب است

ز روئے ہاتف سنش بر آمد
نکاح عبد عزیز خوب است
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ تہنیت کتخدائی ولیعہد دکن عالیجناب میر عثمان علی خان بہادر فرزند حضور نظام دکن
خلد اللہ ملکہ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس ۵ ۲ر اپریل ۱۹۰۶ء

بحمد اللہ فرزند شاہ دکن — چو نوشاہ با شوکت و شان شدہ
دل عالمے گشت خبرسند و شاد — خلائق برین مژدہ نازان شدہ
گہے بر دل ما طرب شد نثار — فدائے طرب گہ دل و جان شدہ
خجل از دل و چشم ما یان کنون — گلستان شدہ نرگستان شدہ
چون این عقد را بے تکلف بدید — تکلف ازین جشن حیران شدہ
خوشا اتباع رسول کریم — زہے شان سنت نمایان شدہ
نہ پسرے چنین دید چشم فلک — نہ پدرے بہ گیتی بدیسان شدہ
پدر گوئے عظمت بہ شاہان ربود — پسر فخر امثال و اقران شدہ
پدر آفتاب سپہر کرم — پسر ہم مہ اوج احسان شدہ

سکوت توای بادشہ خوب نیست | چو نامت بہ تاریخ گویان شدہ

سن عیسوی از لب ابتہاج
بگو - عقد عثمان علی خان شدہ

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم بے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن

خلد اللہ ملکہ در مکان برادر موصوف روبروئے حضور نظام دکن خواندہ بود

چون بعالم جلوہ آرا گشت این فرخندہ عقد | با ہزاران کر و فر با جاہ با صد زیب و زین
مصرع سال سیحی گفت طبع بادشاہ | واہ شد شادی دخت مولوی احمد حسین

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ جناب محمد اسحاق سیٹھ برادر جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ معموم متوطن مدراس

ہنگام نشاط و شادمانی اکنون | چون موسم گل بہ باغ آفاق آمد
رنگ گل تر رشک رخ خوبان است | بلبل ہمہ تن نظیر عشاق آمد
ذی علم و ہنر محب من اسمٰعیل | ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد
معموم تخلصش چہ زیبد کہ دلش | معمور ز غمخواری و اشفاق آمد
فکرش غامض و ہمت او عالی | طبعش بسخن عجیب مشتاق آمد
عقد بنت برادرش جلوہ کنان | امروز بفضل و لطف خلاق آمد
این جشن بہر تکلف و آرایش | خوب آمد و خوش آمد و ہم طاق آمد
شادان ہمہ دلہا و زبانہا مداح | پر نور ہر یک دیدہ مشتاق آمد
این عقد و این طرب مبارک باشد | ہر بار ہمین صدا ز آفاق آمد

ای خامۂ بادشاہ سالش بنویس
زیبا چہ نکاح دخت اسحاق آمد

قطعہ تاریخ کتخدائی خیر الدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم حسین محی الدین صاحب ساکن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

ای محب من حسین محی دین | کردہ اکنون نکاح نور عین

شد بپا جوشش مسرت سو بسو
شاد مان باشند نوشاہ و عروس

محفلے دیدم چہ با صد زیب و زین
دائما از فضل رب المشرقین

از پئے تاریخ طبع **بادشاہ**
گفت۔ احسن عقد خیر الدین حسین

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب یونس سیٹھ فرزند جناب حاجی اسمٰعیل سیٹھ مالک انگلش ویرہوز متوطن بنگلور حسب فرمائش جناب مولینا عبد السبحان صاحب بہادر نوشتہ شد

منسلک چون بسلک عقد شدی
ہست معمور از نشاط و سرور
جشن عقد تو می دہد اکنون
ہمعنان است شاد مانیہا
والد تست سیٹھ اسمٰعیل
عمر و اقبال و جاہ افزون باد

ای مروت مآب یونس سیٹھ
دل ہر شیخ و شاب یونس سیٹھ
چہ خوشا آب و تاب یونس سیٹھ
فضل حق ہر کاب یونس سیٹھ
تاجر لاجواب یونس سیٹھ
تا بہ یوم الحساب یونس سیٹھ

مصرع سال **بادشاہ** بگفت
شدہ نوشہ جناب یونس سیٹھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب متوطن ویلور

زہے امروز این کرم گسترم
بہر تاریخ اکنون دل **بادشاہ**

رونق افروز بر مسند نوشہی ست
گفت۔ شادی دلبند عارف علی ست

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ جناب عبد العزیز احمد صاحب اپا تگری متوطن مدراس

بارک اللہ منعقد کردی زہے بزم نکاح
مصدر اخلاق ہستی مظہر اوصاف نیک
زین طربہائے فراوان زین نشاط بیکران

ای برادر ڈاکٹر نیکو شیم عبد العزیز
ہست ذات تو بعالم مغتنم عبد العزیز
یافت ہر کس حصہ بیش و کم عبد العزیز

مصرعہ سال مسیحی گفت طبع بادشاہ
شد نکاح دختر والا ہم عبدالعزیز
۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ کتخدائی عبیداللہ صاحب فرزند جناب بے بی۔ عبدالرحمن صاحب شاد سوطن وانمباڑی

عبدرحمن شاد مشفق من | ذی کمال وخلیق خوش منوال
کرد چون عقد نور چشم خود | شادمان گشت و خوب مالامال
ہر کسے محو عشرت و فرحت | می کند شکر ایزد متعال
درجہان نام او عبید اللہ | نوجوان نیک طبع نیک خصال
بہر زوجین حق بیفزا ابد | مایۂ عمر و دولت واقبال
بادشہ حق الفت ہست ہمین | قطعہ سال تا کنم ارسال

از لب انبساط ہاتف غیب
شادی خلف شاد۔ گفتا سال
۱۳۳۰ھ

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی۔ محمد ابراہیم صاحب ساکن وانمباڑی موسوم بہ محمد اسمٰعیل مدعمرہٗ

حبذا درچمن نسیم بہار | آمد از فضل ولطف رب جلیل
شاہد گل بحسن و زیبائی | بر سر شاخ ہست چون اکلیل
ای زہے چشم نرگس شہلا | لطف نظارہ می کند تحصیل
نغمۂ عندلیب در ہر سو | ہست پر جوش انبساط دلیل
مشفق من جناب ابراہیم | نیک دل نیک خو فہیم وعقیل
شد تولد کنون بخانۂ او | پسر مہ لقا حسین وجمیل
ہر کسے از اقارب و احباب | گشت خرسند و شادمان بے قیل
ہر کسے می دہد مبارکباد | بہزاران طرب بصد تبجیل

زد رقم کلک بادشہ سالش
طفل فرخندہ آمد اسمٰعیل
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب مہر مدرس مدرسۂ جامع العلوم وانمباڑی

جناب مولوی سید زمان شاہ
کہ در علمائے دین فرد وحید است

عطا فرمودی اورا نیک پسرے
ہزاران شکر لے رب مجید است

وزد ہر دم نسیم شادمانی
زہے بشگفتہ گلزار امید است

زروئے آرزو سال ولادت
بگوای بادشہ خلف سعید است
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

عبد سبحان خوشا محب من
ذی کرم ذی وقار و ذی شانست

گل رعنا بگلشن اخلاق
دُر یکتا بہ بحر احسانست

شد تولد بخانہ اش پسرے
یک جہان زین نوید شادانست

لمعہ ہائے سعادت و اقبال
مثل مہ از رخش درخشانست

از پئے طول عمر و صحت او
ہر کسے یارب از تو خواہانست

بگوائے بادشاہ مصرع سال
رحمت جان عبد سبحانست
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

زہے ساعت خجستہ آمد ان فرحت
خوشا افضال و لطف رب یزدان

نسیم خرمی ہر سو روان است
بگلزار دل احباب ہر آن

بجسن کامیابیہا بنازند
تمنا آرزو مقصود ارمان

مسرت ہم ببالد از مسرت
طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان

جناب عبد سبحان ذی لیاقت — که نقشش هست مولنا نمایان
یگانه ساخت خالق ذات او را — بعلم و حلم و اخلاق فراوان
شده درخانه اش دختر تولد — چه دختر دختر فرخنده عنوان
جبین او ز انوار سعادت — درخشان صورت ماه درخشان
الٰهی عمر و اقبالش فزون کن — طفیل مصطفےٰ سالار اکوان
بدریائے سخن غواص فکرم — برآورده در تاریخ زنیسان

بگوئے بادشه از روئے اخلاص
همایون باد دخت عبد سبحان ۱۳۲۱ھ

قطعه تاریخ تولد برخوردار محمد عبد الوحید مد عمرهٗ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمه الله الواهب

شد چو تولد عبد وحید — نیکو طالع نیک آثار
سال ولادت هاتف غیب — گفت - همایون برخوردار ۱۳۲۵ھ

قطعه تاریخ تولد برخوردار قاسم حسین مد عمره فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم - اے - بی - ایل -
معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد الله ملکه

نازم بفضل لطف خلاق هر دو عالم — در خانه برادر فرزند گشت پیدا
این مژدۂ طرب چون باد صبا روان شد — از فرط شادمانی بشگفت باغ دلها
عمرت دراز باد ای فرزند نیک طالع — همنام جد امجد داری چه نام زیبا

از بهر سال هجری ای بادشاه طبعم
امروز شد تولد قاسم حسین - گفتا ۱۳۲۷ھ

قطعه تاریخ تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب ساکن وانمباڑی

جانشین مخلصم شکر خدا پیدا شده — مجلس این تهنیت هم خانه اش آباد گفت
هاتفم ای بادشه سالش زروئے انبساط — قرة العین امین الدین مبارکباد گفت ۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار عثمان حسین مدعمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم-یے-بی-یل-سی-یس-ای معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

فرزند شد تولد اکنون بساعت نیک — لاریب ای برادر این نور عین نیک ست
چون جستجو نمودم بہر سن ولادت — ناگاہ گفت ہاتف عثمان حسین نیک ست ۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الوحید مدعمرہ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ

خوشا ساعت لب عبد الوحیدم — ز بسم اللہ کردہ دُر فشانی
سنش از روئے بسم اللہ برآمد — چہ زیبا ہست بسم اللہ خوانی ۱۳۱۱ھ

تاریخات وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبد القادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

خلف مولوی عبد الحی صوفی و عارف عالم دین — راہنمائے راہ ہدی حامی شرع مصطفوی
بود چو ذاتش مستثنیٰ در ہمہ اہل علم و کمال — ہست کہ این شہر دران نیست فیوض وجاری
حیف شدہ چون واصل حق شور قیامت شد برپا — مضطر و نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیر و صبی

پائے دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او
راہی عقبیٰ شد ہے ہے مولوی عبد قادر علی ۱۳۱۱ھ

ایضاً

ازین زمانہ چو آن فاضل زمانہ برفت — شدند پیر و جوان مضطرب بہ رنج و ملال
ای **بادشاہ** چو بودہ تخلصش صوفی — وفات صوفی والا تبار - گفتم سال ۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد عبد الرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب ساکن مدراس

از غم فرزند ساہوکار من — زار و مضطر شد دل پیر و جوان
از لب افسوس ہاتف سال گفت — کرد رحلت عبد رزاق از جہان ۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب سید شاہ یسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہ پیر و مرشد جناب ابو العرفان

شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی متخلص بہ تسلیم حسب فرمایش صاحب موصوف نوشتہ شد

فوت آن حق شناس پیر ہُدا	خلق را مبتلا ئے حسرت کرد
سال تاریخ بادشہ گفتا	شاہ یسین ہائے رحلت کرد

ایضاً

در دیدۂ عالم است عالم تاریک	پنہان چو شد آن مہر سمائے عرفان
تاریخ ہمین گفت فلک از دل من	ہے ہے شدہ انتقال یسین پیران

قطعہ تاریخ وفات حضرت مولٰنا مولوی محی الدین صاحب فقیہہ ویلوری نور اللہ مرقدہ

راہی ملک بقا شد چون محی الدین فقیہ	ہر دل مومن شدہ در حسرت و غم مبتلا
کن تامل اندرین مصرع ببین سال وفات	بے سرو پا گشتہ اند- زہد و ریاضت اتقا

قطعہ تاریخ وفات جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب غفر اللہ لہ متوطن مدراس

از ستمہائے نو این دور زمان	ساعتے ای چرخ دون خالی نماند
سوئے عقبیٰ رفت زین دار فنا	حیف قادر محی دین نامی نماند
از ہجوم درد و غم در ہر دلے	مایۂ صبر و سکون باقی نماند
بود یک عالم ز فیضش بہرہ مند	ذی ہمم فیاض لاثانی نماند
چون نہ گویم قوم ما را بد نصیب	وا دریغا اینچنین حامی نماند
بادشہ صد آرزو بیت خاک شد	آنچہ در عالم تو میخواہی نماند

دور کن پائے طرب بشنو سنش
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

قطعہ تاریخ وفات حضرت داود علی شاہ قدس سرہ حسب فرمائش یکے از مشائخین ساکن حیدرآباد دکن

اہل دل صوفی مجذوب حقائق آگاہ	جانب ملک بقا حیف ازینجا رفتہ
گم شد از قلزم ہستی دُر بے مثل و عدیل	لیے بہا لعل ازین معدن دنیا رفتہ

شد چنان معتقدان را خلش خار الم | صورت نکہت گل صبر ز دلہا رفتہ

بادشہ گفت ہمین مصرع تاریخ وفات
ہائے داؤد علی شاہ لعقبیٰ رفتہ

ایضاً

عارف حق داؤد علی | شد بجناب حق واصل
ہاتف گفتا تاریخش | رفت ولی پر روشن دل

قطعہ تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپہ سالار افواج سلطان روم مطبوعہ اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون سنہ ۱۹۰۰ء

جان نثار حضرت سلطان روم | غازی والاحشم عالی گہر
در گلستان ہمہ بے مثل گل | در نیستان شجاعت شیر نر
مستقل در راہ دین مصطفےٰ | مشتغل در طاعت رب بیشتر
سرنگون دشمن بہ پیشش ہمچو تیغ | دوست در غمخواریش سینہ سپر
آنکہ در جنگ پلونا پے بہ پے | کرد فوج روس را زیر و زبر
روسیان را ہیبتش تا این زمان | ہست در دل مثل نقش کالحجر
بر وجودش کرد استنبول ناز | فخر از وے داشت ہر ترکی بشر
وا دریغا زین جہان مثل نسیم | جانب ملک بقا کردہ سفر
کیست کو در فرقتش مضطر نہ شد | کیست کو نالان نشد با چشم تر
شد نصیب دوستان زین سانحہ | درد و یاس و حسرت و سوز جگر
یا الٰہ العالمین بر روح او | رحمت تو باد ہر شام و سحر

عیسوی سالش بگفتا بادشاہ
رحلت عثمان پاشاء نامور

قطعهٔ تاریخ وفات دختر جناب احمد عبد الرحیم سیٹھ متوطن مدراس حسب فرمائش جناب طیب سیٹھ ساکن بمبئی

واویلا دختر احمد بن عبد الرحیم — ذی فراست ذی مروت نیکخو نیکو لقا
آنکه هر دم افزا باو را عزیز از جان بداشت — آنکه هرکس در رضاجوئی او با صد ولا
حسن خلق او هر یک دم صورت باد سحر — کرد خندان گلشن دلہائے خویش واقربا
از جنبش بود انوار سعادت جلوه گر — خالق عالم چه خوبیها به او کرده عطا
بست و ششم از ربیع الثانی چون آمد پدید — روز پنجشنبه بوقت یازده ساعت دلا
ناگہان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد — مضطر و بیتاب ہر پیر و جوان شد برملا
ہرکسے می سفت در تار مژه درہائے اشک — جوش زن گردید دریائے الم در سینه ہا
شوہر او آنکه موسوم است ابراہیم سیٹھ — در ہزاران حسرت و اندوه و غم شد مبتلا
ہیچ کس را نیست جز صبر و تحمل چارهٔ — لازم است انسان بود ہر وقت راضی بر رضا
یا الہی رحمت تو باد بر روحش بدام — جا بده او را بجنت از طفیل مصطفیٰ

سال فوت او چو پرسیدم ز دل ای **بادشاه**
گفت۔ رفته حور بی جانب دار البقا
۱۳ ۰ ھ ۱۸

قطعهٔ تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب آمیر مینائی لکهنوی غفر الله له مطبوعه اخبار نیر آصفی مدراس

جناب امیر احمد ذی وقار — بهند آنکه استاد نامی شده
بفضل و کمالات مقبول تر — مثال نظامی و جامی شده
بذہن رسایش کرمہائے حق — ہمیشه مددگار و حامی شده
ہمه خاطر خلق لاریب ازو — مسخر بشیرین کلامی شده
ستوده خصائل پسندیده وصف — فراہم بذاتش تمامی شده
درین دہر عمده تصانیف او — زہے یادگار دوامی شده
غم رحلتش از پئے خاص و عام — بسے باعث تلخکامی شده

بسان عنادل فغان می کنیم | بہ باغ عدم چون مقامی شدہ

بگو مصرع سال ای بادشاہ
وفات امیر گرامی شدہ
۱۳۱۸ھ

ایضا

سحبان دہر فاضل ذی مکرمت امیر | معجز بیان ادیب زمان افصح اللسان
نکتہ شناس نیک نفس قادر الکلام | گنج علوم فخر زمان و زمانیان
آن جامع الکمال روان شد ہزار حیف | زین بوستان دہر سوئے ملک جاودان

تاریخ عیسوی پئے فوتش چو خواستم
گفتا دلم ۔ برفت امیر سخنوران
۱۹۰۰ء

قطعۂ تاریخ وفات جناب مولوی حاجی واعظ شاہ عبد العزیز صاحب قادری ساکن محلہ قلعہ وانمباڑی

کرد انتقال عالم دین و اعظ شہیر | ہر کس دُرِ سرشک بہ تار مژہ بسفت
از بہر سال ہاتف غیبی بہ بادشاہ | رفتہ ازین جہان شہ عبد العزیز ۔ گفت

قطعۂ تاریخ وفات جناب حاجی مولوی خضر محمود صاحب متوطن وانمباڑی عم زاد برادر والد مصنف

فاضل دہر عم ذی شانم | رہنمائے شریعت غرا
حاجی و مولوی خضر محمود | بود اسمش عیان چو شمس ضحیٰ
سینہ اش بود گنج علم و کمال | ذہن او پر ضیا ز فہم رسا
مظہر حلم و منبع اخلاق | فرد کامل بزہد و ورع و تقا
بود در ہر ذات و الایش | مجمع بے شمار خوبیہا
طرفہ تر اینکہ در تجارت ہم | بالیقین داشتہ ید طولیٰ
وادریغا ز شکوۂ ہیضہ | مبتلا شد طبیعت والا
کرد ناگاہ جان بحق تسلیم | داد داغ مفارقت مارا

هر دلے گشت محو رنج و الم	هر کسے گفت حسرتا دردا
حیف بینم کجا لقائے او	من کجا فیض و لطف اوست کجا
کن پذیرا ز بهر مغفرتش	می کنم التجا خداوندا
نزد خاصان تو بخلد برین	یا الٰهی مقام او بادا

بگو ای **بادشاه** سال وفات
زجهان رفت عالم یکتا ۱۳۱۸

قطعه تاریخ انتقال دختر مصنف نسخهٔ ہذا موسوم به خدیجه بی بی غفر الله لها

زین جلوه گه دنیا در عین شباب افسوس	عازم سوئے عقبیٰ شد ناگاه خدیجه بی
صد پاره دل و جگرم از درد و غمت گشته	بے تابم و بے صبرم والله خدیجه بی
اخلاق نکوئے تو ظاهر چه کنم اکنون	هر کس به صفاتت شد آگاه خدیجه بی
مانند گل لاله این داغ فراق تو	تا مرگ دلم دارد همراه خدیجه بی
روح تو جدا از تن با کلمهٔ طیبه شد	خلد است مقام تو دلخواه خدیجه بی
همواره بروح تو افضال خدا بادا	هر روز و هر ساعت هر ماه خدیجه بی

ای **بادشه** خسته از بهر سن رحلت
بے ساخته دل گفتا۔ رفت آه خدیجه بی ۱۳۲۰

قطعه تاریخ وفات ملکهٔ وکٹوریا فرمانروائے ہند و انگلنڈ مطبوعه اخبار مخبر دکن مورخه ۱۳ر فروری سنه ۱۹۰۱ع

ملکهٔ ذی عز و شان امپرس وکٹوریه	فخر شهان زمان امپرس وکٹوریه
مالک برطانیه والی کل انڈیا	حشمت و شوکت نشان امپرس وکٹوریه
مثل تو عمده صفات داشته طول حیات	شد نه کسے حکمران امپرس وکٹوریه
رفته سوئے عدم داده صد رنج و غم	کرده دلها طپان امپرس وکٹوریه
هند و همه اهل هند از غم تو گشته اند	نوحه گر و نوحه خوان امپرس وکٹوریه

عہد تو شصت و چہار سال درین روزگار	بود چہ راحت رسان امپرس وکٹوریہ
ای زہے عہد سعید گاہ تنزل ندید	داشت نہ دیگر جہان امپرس وکٹوریہ
زندہ نماندی ولیک زندہ بود نام نیک	شام و سحر ہر زمان امپرس وکٹوریہ

سال بر آمد چنین از قلم **بادشاہ**
رفت ز دار جہان امپرس وکٹوریہ ۱۹۰۱ء

قطعہ تاریخ وفات جناب نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن مطبوعہ اخبار مشیر آصفی مدراس

حضرت داغ عالی جاہ	حیف ز دنیا پائے فشرد
بزم سخن را داد فروغ	گوئے فصاحت از ہمہ برد
بے سر لفظ آسائش	خاطر من چون سال شمرد

ناگہ گفتا ہاتف غیب
ہائے جناب داغ بمرد ۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

شد چون وفات والدم بودم بہ مکہ این خبر	ناگاہ ابواب الم صد نا بجان من کشود
دامان صبرم چاک شد چشمم بسے نمناک شد	بیتابیم ہر بار بوی سیماب سبقت می ربود
غمخوار فرزندان چنان کس را ندیدم در جہان	در والدان این زمان او نادر و بے مثیل بود
در اہل دانش محترم در راہ دین ثابت قدم	عالی ہمم نیکو شیم یکتا بہ لطف و بذل وجود
زنہار نتواند کسے در امر خالق دم زدن	صبر و تحمل کن ولا زین اضطرابہا چہ سود
کردم دعائے مغفرت در جملہ افضل تر مقام	جایش عطا کن در جنان ای حضرت رب الودود

مرقوم کردم بے سر آرام سالش **بادشاہ**
حاجی محمد قاسم از دار جہان رحلت نمود ۱۳۲۴ھ

ایضاً

بدر ذی وقار من جان افتخار من ۔ سوئے عالم بقا کرد از جہان سفر
در تلاش سال چون طبع بادشاہ بود آمد از فلک ندا ۔ وائے ابن عم پدر ۱۲۴۲ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت سید شاہ محمد امین الدین صاحب چشتیہ القادری المعروف بہ صاحبو صاحب قبلہ مرحوم ساکن مدم پٹی تریانور ۔

مرشد من ہادی من قبلہ و ماوائے من ناگہان زین دار فانی جانب عقبیٰ برفت
زبدۂ آل پیمبر قدوۂ اہل سلوک مرجع فن تصوف صوفی یکتا برفت
جامع شرع و حقیقت مثل او بینم کجا صد ہزاران حیف از ما رہنمائے ما برفت
از کہ گویم ارکہ شنوم این غم و اندوہ دل او برفت اما ز دستم نعمت عظمیٰ برفت
از فیوضش بہرۂ وافی مرا حاصل نشد عمر من ہیہات از سعی و استعدا برفت
تیرہ و تار است در چشم مریدانش جہان راست از جانہا برفت و صبر از دلہا برفت

ملہم غیبی پئے سال وصالش **بادشاہ**
گفت سید امین الدین از دنیا برفت ۱۳…ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب ملنگ حاجی عبد الرحمن صاحب غفر لہ متوطن وانمباڑی

آہ بحکم خالق عالم زین عالم تاجر یکتا با دل ذیشان فوت شدہ
دہم جمادی الاخری روز شنبہ بود ساعت شش در صبح نمایان فوت شدہ
برلب اہل حاجت جاری این سخن است از دل ما بارہا بعد ارمان فوت شدہ

سال رقم کن **بادشہ** اخلاص کش
ملنگ حاجی عبد رحمن فوت شدہ ۱۳…ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب بی۔ بی۔ محمد سلیمان صاحب ساکن وانمباڑی

فلک می دہد ہر زمان داغ حسرت برین زندگانی انسان حیف است
ندانیم ہیہات چون مرگ خود را بدنیا برین ساز و سامان حیف است

محمد سلیمان از رحلت تو
تو بودی سراپا لیئق و مکرم
بہر دل تاسف بہر جان حیف است
بصد حسرت و رنج و ارمان حیف است

جنابِ ارلب **بادشہ** گشت سالش
وفاتِ محمد سلیمان حیف است
۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب ابو سعید محمد عبدالرحمٰن صاحب مبرور منشی فارسی مدرسۂ اعظم مدراس

والاجناب عبدالرحمٰن ذی لیاقت
در فارسی و اردو اعلیٰ مہارتے داشت
بودہ تخلص او مبرور در زمانہ
صد حیف از بلائے ہیضہ وفات او شد
بے مثل اوستادے در فن شعر یکتا
ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ
مبرور فی الحقیقت مبرور بود حقا
کردند در مقام مدنات دفن اورا

ای **بادشاہ** ازمن ناگاہ ہاتف غیب
مبرور وای رحلت کردہ۔ سنش بگفتا
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی عبداللطیف صاحب غفر اللہ لہ برادر معظم جناب مولنٰنا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب مسوطن وانمباڑی وظیفہ خوار سرکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ

بود اخی اعظم ترا ای عبدہادی مولوی
بادشہ این مصرع سال وفات او بگو
ناگہان رفتہ ازین دار المحن سوئے الٰہ
کرد رحلت حاجی عبداللطیف افسوس آہ
۱۳۲۲ھ

تاریخات متفرق واقعات

قطعہ تاریخ فتح یونان مطبوعۂ شمس الاخبار مدراس مورخہ ۷ جون ۱۸۹۷ء

اے امیر المسلمین عبدالحمید
یک جہان را از تو لطف زندگی
خوان انسنت را عجب گسترده
حیف در باغ جہان خار ورا
ہست ذاتت نازش شاہان روم
روم مثل قالب و تو جان روم
ہر دل مومن شدہ مہمان روم
می خلد چون خار عزوشان روم

شاہ یونان بود یک روباہ وش　　گرد عزم رزم از شیران روم
لشکرش ہر جا شکستے یافتہ　　شد فنا از تیغ خون افشان روم
ڈیوک آف اسپارٹا پسرش گریخت　　شد چو طاری خوف بے پایان روم
خود سپاہ او سپاہ خویش را　　کشتہ اند از ہیبت مردان روم
آنکہ می گفتند سلطان را مریض　　بہر اوشان خوب شد درمان روم
ہست این عجبے کہ می بینیم کنون　　دشمنان راہم ثنا گویان روم
فکر تاریخش بکن ای **بادشاہ**　　گر تو ہستی از بہی خواہان روم

از لب اسلام طعم زد ندا
فتح شد یونان از سلطان روم

ایضاً مطبوعہ اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء

شدہ مسخر چو ملک یونان ز شیر مردان فوج سلطان　　زمین بصد جوش مرحبا گفت بارک اللہ آسمان گفت
سپاہ یونان ہلاک گشتہ ہزارہا زیر خاک پنہان　　ز تیغ بران فوج رومی نہ ہیچ کس غیر الامان گفت
چنین مذلت چنین شکستے ندید یونان بہیچ وقتے　　سزا است او را لقب بہ یورپ اگر کسے شاہ بزدلان گفت
ببین تو از درۂ پلونا بہ تا ڈموکو زگونہ گونہ　　بلاد و قصبات و قلعہ ہایش شدند مفتوح یک جہان گفت

چو ہست این فضل رب بیچون نہ چون کنم فکر سال اکنون
چہ خوب ای **بادشہ** دل من فتوح عبد الحمید خان گفت

قطعہ تاریخ ورود مرض طاعون در شہر بنگلور

ازدست طاعون سر بسر بنگلور شد زیر و زبر　　صد گونہ آفات و بلا بہر تباہی آمدہ
در فکر سال عیسوی بودم چو با رنج و دلی　　زد ہاتف غیبی ندا۔ غضب الہی آمدہ

قطعہ تاریخ جشن تاج پوشی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم فرمانروائے ہند و انگلینڈ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس
مورخہ ۲۰ آگست ۱۹۰۲ء

اے شہ یڈورڈ ہفتم واہ واہ — نیر بخت تو روشن خوب شد
نغمہ خوان بر شاخ گل ہر عندلیب — گل ہر یک خندان بگلشن خوب شد
چشم نرگس وقف نظارہ شدہ — محو مدح شاہ سوسن خوب شد
با ہزاران کر و فر تاج شہی — بر سر تو جلوہ افگن خوب شد
وجہ اعزازت ندانم تاج را — بلکہ تاج از تو مزین خوب شد
اکثر اہل تاج محتاج تو اند — خلق را ذات تو ایمن خوب شد
خوب شد فرحت زبہر دوستان — از حسد پامال دشمن خوب شد
بست و ششم جون آمدہ چہ خوب — شہرہ اش در ہند و لندن خوب شد
سر شد ندا توپ در ہر یک مقام — سو بسو آواز دن دن خوب شد

بادشہ پرسید از ہاتف سنش
گفت - جشن کارونیشن خوب شد

قطعہ تاریخ طغیانی پالار بد وانمباڑی

شدہ از شامت اعمال مایان — ظہور قہر یزدانی ز پالار
ندیدہ وانمباڑی ز طفلی — چنین سیلاب لاثانی ز پالار
چہ می دانی جفا اے پیر گردون — بیاموز این ستم رانی ز پالار
مکانہا منہدم برباد اموال — عجب شد خانہ ویرانی ز پالار
جدا گشتند با حرمان ز قالب — بسے جانہائے انسانی ز پالار
گلستانہا چو خارستان بدمدم — مزارع ہم ہمہ فانی ز پالار
فراہم تودہ تودہ بر مزارع — ہمہ ریگ بیابانی ز پالار
کسے در فاقہ بے جامہ کسے را — میسر گشت عریانی ز پالار
نصیب ہر بشر شد گونہ گونہ — پریشانی و حیرانی ز پالار

برون از حد تحریر است ہیہات | زبان مالی و جانی زپالار

چرا ای بادشہ خاموش ہستی
بگو تاریخ - طغیانی زپالار

قطعہ تاریخ جلسۂ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور

تعالی اللہ این بزم ہمایون | سراسر مورد فضل الٰہی است
ز روئے وجد گفتم مصرع سال | چہ زیبا جلسۂ دستار بندی است

قطعہ تاریخ عہدۂ دیوانی جناب خواجہ اکبر حسین صاحب بہادر ریاست بیگن پلی

ای نیک محب من و یگانہ شفیق من | فہم نو سا آمد بخت تو خوشا آمد
ممتاز شدی اکنون از عہدۂ دیوانی | ہنگام طرب افزا از فضل خدا آمد
در دور فلک بنگر آن کیست کہ شادان نیست | دل مرح سرا آمد لب محو دعا آمد
شایان چنین سرت لاریب وجودت بود | مقصود و مراد ما آمد چہ بجا آمد

زد بادشہ تاریخش از قطع سر اعدا
این منصب دیوانی فرخندہ ترا آمد

قطعہ تاریخ عطائے خطاب سی-ایس-ای- بہ جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم اے-بی-ایل-
معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ بمقام دربار دہلی ۱۹۱۱ء

داد احمد حسین را قیصر | تمغہ و ہم خطاب سی-ایس-ای
از معزز خطابہا کردہ | عمدہ تر انتخاب سی-ایس-ای
گرد پیدا مسرت بے حد | در ہمہ شیخ و شاب سی-ایس-ای
موجب اتحاد سرکاری | گشت این لاجواب سی-ایس-ای
وا دشہرت ترا بکشور ہند | صورت آفتاب سی-ایس-ای
ای برادر بنام تو زیبد | خوب با آب و تاب سی-ایس-ای

زد رقم بادشہ سن ہجری
ہست یامی خطاب سی یس آی
۱۳۲۹

قطعہ تاریخ صحت مصنف نسخہ ہذا از مرض دنبل

فلک بحال من بادشاہ خستہ جگر
نمودہ گشت بد و شم ستم رسان دنبل
بہ نزد ڈاکٹران جز علاج قطع برید
مرا طفیل گناہان ناسزا شاید

عجیب کرد جفائے ولے بخیر گزشت
گرفتہ بود چہ جائے ولے بخیر گزشت
نبود ہیچ دوائے ولے بخیر گزشت
خدا بداد سزائے مرا ولے بخیر گزشت

سر حسد چو بر بدم بہ یاعمم تاریخ
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت
۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ وعظ جناب سلطان الواعظین مولانا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواری کہ در ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء منعقد شدہ و بصورت کتاب بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود

چون سلیمان واعظ شیرین مقال
نرم شد دلہائے مومن ہمچو موم
حق تعالیٰ داد تاثیر عجیب

گفت وعظے خوش بقصر ٹون ہال
شد فزون خوف خدائے ذوالجلال
در بیان وعظ او بے قیل و قال

سال تاریخش بجستم بادشاہ
وعظ دلکش کلک من بنوشت سال
۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ خطاب خان بہادر عطائے سرکار انگریزی بجناب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بنگن پلی

خطاب یافت ز سرکار ڈاکٹر خواجہ
بگفت بادشہ خیرخواہ مصرع سال

مسرت دل احباب روز افزون شد
خطاب خان بہادر زہے ہمایون شد
۱۹۱۲ء

تاریخات کتب

قطعه تاریخ زواجر منظوم مصنفهٔ جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص به عظیم متوطن بیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

جناب منشی والا گهر عظیم الدین — بسلک نظم دُرِ نسخهٔ زواجر سفت
دلم ز بهر سن طبع از لب ایمان — "نبی زواجر منظوم لاجواب" بگفت

قطعه تاریخ طبع دیوان گوهر مسمّی به گوهر آبدار تصنیف جناب محمد منور خان صاحب گوهر مدراسی

خوشا دیوان گوهر طبع گشته — که هر هر لفظ او مرغوب دلهاست
بناز دلفظ بر حسن معانی — معانی بر کمال لفظ شیدا است
درخشان است مضمون مثل گوهر — روان طبع مصنف همچو دریاست
صدائے آفرین آید ز هر سو — لوائے شهرتش هر سمت برپاست

رقم زد بادشه این مصرع سال
کلام گوهر نامی چه یکتا است

ایضاً

اگر در قم نسخهٔ دیوان عجیب — شاعر ما گوهر عالی وقار
گفت سن طبع همین بادشاه — گوهر اشعار چه شد آبدار

قطعه تاریخ مثنوی نغمهٔ توحید مصنفهٔ جناب ابوالعرفان شاه محمد عبد الرحمن صاحب فارمقی تسلیم مجددی علوی صوفیه

چنان زد نغمهٔ توحید تسلیم — شده بیخود دلِ اهل زمانه
بطبع بادشه هم کرد تاثیر — بگفتم سال - برجسته ترانه

قطعه تاریخ مثنوی چندر بدن ماهیار مصنفهٔ جناب حاجی محمد عبد القادر صاحب شاکر متوطن وانباڑی

رقم زد کنون شاکر خوش بیان — چه منظور اهل نظر مثنوی
برآمد ز دریائے طبعش عجیب — درخشنده مثل گهر مثنوی
ز حالات چندر بدن ماهیار — شده دلکش و پر اثر مثنوی
سن طبع او از لب آفرین — بگو بادشه عمده تر مثنوی

نظم او قطعات تاریخ جو متفرق واقعات مین لکھی گئین

یہ نظم اثنائے سفر حرمین شریفین سٹیمر مین لکھی گئی اور عدن سے بذریعہ ڈاک اخبار مخبر دکن مدراس کو روانہ کئے گئی

سوئے کعبہ اندنون جاتے ہین ہم
حق کے فرمان کو بجا لاتے ہین ہم

ہم کہان یہ نعمت عظمیٰ کہان
اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہین ہم

ہو نہین سکتا ہے لفظون مین ادا
اس سفر مین جو مزا پاتے ہین ہم

شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق
دیکھیے کس کس کو لیجاتے ہین ہم

عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے
کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہین ہم

عمر سب ہے ہے گناہون مین کٹی
ہاتھ اب مل مل کے پچھتاتے ہین ہم

نام نیکی کا نہین اعمال مین
سخت شرماتے ہین شرماتے ہین ہم

اپنے مہمانون پہ کر لطف و کرم
یا الٰہی تیرے گھر آتے ہین ہم

انکساری عذر خواہی بے بسی
نذر یہ در پر ترے لاتے ہین ہم

اپنی آہین بادزن سے کم نہین
عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہین ہم

دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی
دل کو یون کہہ کہہ کے سمجھاتے ہین ہم

رنگ تیرے شاعری کا **بادشاہ**
اندنون کچھ اور ہی پاتے ہین ہم

یہ نظم بعد مشرف ہونے زیارت مکہ معظمہ موزون کئے گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس مین شایع ہوئی

ہزاران شکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے
الٰہی یہ ترے ناچیز بندے تیرے گھر پہنچے

الٰہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری
کہان تھے کسی جگہ تھے یکایک ہم اب کدھر پہنچے

ترے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تہا
ہزارون میل سے طی کر کے راہ بحر و بر پہنچے

زبان پر کلمہ لبیک تن پر جامہ احرام
الٰہی بخشدے ہمکو الٰہی بخشدے ہم کو
مقابل اس خوشی کے ہو نہین سکتی خوشی کوئی
جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہان پھر پوچھنا کیا ہے

سفیر دعا سفر دعا یار ہم خستہ جگر پہنچے
ترے در پر نہ سہی رحم و کرم کے منتظر پہنچے
نہ ہرگز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے
سری مقبولیت کا بھی شرف اسکے اگر پہنچے

نہ پوچھو **بادشہ** اہل وطن کے جوش رحمت کو
پہنچنے کی ہماری جب وہان انکو خبر پہنچے

یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی

رکھ گیا بس زبان پہ نام سفر
شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے
یاد آتا ہے صبح و شام ہمین
وہ تمنا کہان وہ جوش کہان
کہان وہ دن مدینہ و مکہ
جلد کیجے سفر اے مشتاقو

حیف ہے آج اختتام سفر
ہم ہوے فائز المرام سفر
آہ وہ لطف صبح و شام سفر
اب کہان ہے وہ اہتمام سفر
نہیں ہمارے لئے مقام سفر
ہے اگر دل مین احترام سفر

بادشہ ہے دعا یہی حق سے
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع موریپلین پبلس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی اور پڑھی گئی

کیا شان حق ہے روم کی کایا پلٹ گئی
قابض ہوئے ہین ترک ادرنہ کے شہر پر
جلسہ اسی خوشی مین ہوا ہے یہ منعقد
بلقانیون کی ہو گئی آپس مین جنگ خوب

اب اسکے دشمنون کی جو قسمت پلٹ گئی
بلغاری فوج آہ مین جو تھی ضخامت گئی
دل سے ہمارے فکر تنزل کی گھٹ گئی
ضرب المثل ہے جوتیون مین دال بٹ گئی

کہتا ہے ہم آج تین بالبدہ ہو گیا — کہتا ہے دل کہ مجھسے مسرت چمٹ گئی

حاجت نہ اسکو کٹنے کی تھی تیغ ترک سے — اغیاری فوج مارے ندامت کے کٹ گئی

حیران ہے دل گرفتہ ہے شاہ فرڈینینڈ — فوج اسکی جیسا سیلی ہی یون ہی ہٹ گئی

ہر جا پہ دشمنی رسیدہ تھا اسکا ہے غل — دیکھو ہوا ادھر کی ادھر اب پلٹ گئی

اے بادشاہ نظم کو تم کیجیے مختصر
کوئی نہ کہہ اوٹھے کہ طبیعت اچٹ گئی

ایضاً

عجب ہے فتح سے تیرے مسرت اڈریانوپل — نہین کہنا ہے اب جوش طبیعت اڈریانوپل

بڑہادی تونے پھر دینی محبت اڈریانوپل — ہوی دہ چند پھر ترکون کی عظمت اڈریانوپل

کسے امید تھی پھر آئے تو ترکون کے قبضے مین — فقط اللہ کی ہے یہ عنایت اڈریانوپل

کروڑون دل مسلمانون کے تیرے عاشق وشیدا — ستارکھی تھی کیا کیا تیری فرقت اڈریانوپل

زبان پر یون نہ مجنون کے بھی ہوگا نام لیلی کا — ہمارے لب پہ ہے ہر ایک ساعت اڈریانوپل

نکلنا ہی پڑا بلغاریہ کو تیرے پہلو سے — ہمارے جذب دل کی دیکھ حالت اڈریانوپل

رہے چھپے سو برس سے ہم جو تیرے مالک ومختار — بہلادی تونے کیا دو دن مین الفت اڈریانوپل

غلط ہے یہ گمان ہرگز نہین ہے تجھہ سے یہ امید — تجھے اغیار سے ہے سخت نفرت اڈریانوپل

دعا ہے بادشہ کی یا الہی کیجیے مقبول
نہ چھوٹے ترک سے پھر تا قیامت اڈریانوپل

یہ نظم ساحل مدراس پر جرمنی کروزر ایمڈن کی حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی تاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ عیسوی

تو جو مدراس آیا اے ایمڈن — کیا ستم ہم پہ ڈھایا اے ایمڈن

آدمی بیس کردئے مجروح — خوب گولے چلایا اے ایمڈن

جل اٹھے تیل کے خزانے دو — خوب چرکا لگایا اے ایمڈن

تونے مدراسیون کو دہشت سے — شہر سے ہے بھگایا اے یمڈن
پھر رہا آجتک ہے آنکھون مین — ایسا طوفان اوٹھایا اے یمڈن
خواب غفلت مین سو رہے تھے ہم — تونے ہمکو جگایا اے یمڈن
اب نہین خبر تیری ساحل پر — بار ثانی جو آیا اے یمڈن
کیسے کیسے جہاز کو تو نے — انگلیون پر نچایا اے یمڈن
بنجہہ سے غرقاب دس جہاز ہوے — رحم کچھہ بھی نہ لایا اے یمڈن
دی نہ اہل جہاز کو ایذا — سب کو تونے بچایا اے یمڈن
لطف اخلاق سے تواضع سے — سب کے دل کو لبھایا اے یمڈن
مدح اور ذم کے دونون پہلو مین — تجھکو یکتا جو پایا اے یمڈن
کوئی نفرین آفرین کوئی — کرتے ہین اب رعایا اے یمڈن
مین کہونگا نہ پھر کسی پہ پڑے — تیرا منحوس سایا اے یمڈن

بادشہ نے یہ واقعہ سچا
آج تجھکو سنایا اے یمڈن

ایضاً

تجھہ پہ تف اے خلیج بنگالہ — کیون نہ یمڈن کو غرق کر ڈالا
جانتا خوب تو ہے یہ یمڈن — سلطنت کا ہماری ہے دشمن
اس سے دو دن کی تیری چاہت ہے — مدتون سے ہماری الفت ہے
دوستی پر تو اسکے بھول گیا — دوستان قدیم بھول گیا
ذات مین تیری گر وفا ہوتی — تیری یمڈن پہ کچھہ جفا ہوتی
بگڑے یمڈن کی ایک دن حالت — یا گرفتار ہوگا یا غارت
ہوگا برٹش کا اُس پہ یکدن فیر — بکرے کی مان منائیگی کیا خیر

نام ایڈورڈ جو سب کے لب پر ہے
ایک چھوٹا سا وہ کروز رہے

قطعہ تاریخ دربار دہلی جو اخبار وطن امرتسر مین شائع ہوا تہا

یہ کس جشن طرب کا واقعہ اب پیش مردم ہے
صریر کلک مین بہی میرے آواز ترنم ہے

چمن مین غنچہ وگل نے جمایا رنگ عشرت کا
کوئی مصروف خندہ ہے کوئی محو تبسم ہے

ادائے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل
خموشی مین بہی سوسن کے اب انداز تکلم ہے

مبدل کیون نہ ہر زحمت ہو اپنی فرح و بہجت سے
الم کا نام جب مانند عنقا دہر سے گم ہے

تعلق جوش فرحت کا ہر یک دل سے ہے یون گویا
وہ ساقی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے

کہ یعنے جشن اسکے تاجپوشی کا ہے افزون
فزون تر جسکا شہرہ از زمین تا چرخ چارم ہے

وہ شاہ ہند و انگلستان کہ جسکی ذات مین بہید
سخاعت ہے عدالت ہے عنایت ہے ترحم ہے

شریک جشن لاکھون میہمان ہین شہر دہلی مین
ہے مثل آسمان دہلی یہ خلقت شکل انجم ہے

یہ حسن انتظام لارڈ کرزن کا نتیجہ ہے
کہ ہر یک جشن پر اس جشن کو حاصل تقدم ہے

نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع مین اسکے
لیاقت ہے فراست ہے تدبر ہے تفہم ہے

لکہین گر آب زر سے واقعہ یہ کچھہ نہین بیجا
تکلف اور آرایش کا ہر جا پر تلاطم ہے

بہی خواہان دولت سب مسرت سے ہین مالامال
دل بدخواہ پر یہ جشن گویا نیش کژدم ہے

لکہوائے بادشہ تاریخ اس دربار دہلی کی
ہمایون تاج پوشی کنگ ایڈورڈ ہفتم ہے

قطعہ تاریخ در مدح سردار عنایت اللہ خان جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا تہا

خلف امیر کابل سردار ذی وجاہت
رونق فزائے شہر کالکتہ ہے بصد جاہ

ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن
ہمراہیون مین ہے یون تارون مین جسطرح ماہ

باقی رہا نہ کوئی تعظیم کا دقیقہ
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

توپون کی وہ سلامی وہ احترام فوجی　　وہ شاہی میہمانی وہ لطف اور وہ چاہ
وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف　　وہ خسروانہ ساز و سامان واہ صد واہ
کیا لاجواب دونون مہمان و میزبان ہین　　یک جانشین کابل یک نائب شہنشاہ
مہمان و میزبان مین تھی گفتگو جو باہم　　اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ
تحفے ادہر سے آتے وہ چند اودہر سے پہنچے　　پیدا ہوی دلون مین کیا اتحاد کی راہ

تاریخ خیر مقدم اے کلک بادشہ اب
لکھہ جلوہ ورود سردار عنایت اللہ
۱۳۲۲

قطعہ تاریخ۔ روسی بیڑہ بالٹک کی شکست اور شاہ جاپان کی فتحیابی پر جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ
۱۴ جون ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تہا

تہا روسیون مین عجیب جوش فرحت　　جس دم نکلا ہے بالٹک کا بیڑہ
معلوم یہ کس کو تہا کہ وہی دن مین　　محتاج فنا ہے بالٹک کا بیڑہ
کہتا تہا خوشی سے ہر سپاہ جاپان　　خوان یغما ہے بالٹک کا بیڑہ
صد آفرین توگو کی ہے صیادی پر　　کیا صید کیا ہے بالٹک کا بیڑہ
بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان　　جو کچھ پایا ہے بالٹک کا بیڑہ
پشہ سے ہوی ہلاک فوج نمرود　　مصداق اسکا ہے بالٹک کا بیڑہ
کیا حرف غلط تہا صفحہ ہستی مین　　یک لخت مٹا ہے بالٹک کا بیڑہ
ضائع ہوا محصور ہوا غرق ہوا　　کیا رنگ لیا ہے بالٹک کا بیڑہ

لکھیے بادشاہ سال ہجری
تاراج ہوا ہے بالٹک کا بیڑہ
۱۳۲۳

ایضاً

جنگ بحری مین تری یہ فتح و نصرت دیکھکر　　اے شہ جاپان ہماری عقل اب حیران ہے

بادشہ کو جستجو تھی عیسوی تاریخ کی ۔۔۔ غیب سے آئی ندا فتح عظیم الشان ہے

قطعہ تاریخ تسخیر پورٹ آرتھر جسکی اشاعت اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ر جنوری ۱۹۰۵ء مین ہوی تھی

خدا کی شان ہے اے شاہ جاپان ۔۔۔ چمکتا ہے ترے قسمت کا اختر

ترے لشکر نے باصد جانفشانی ۔۔۔ کیا ہے پورٹ آرتھر کو مسخر

شجاعت کہتی ہے لشکر سے تیرے ۔۔۔ تو نازان مجھپہ مین نازان ہون تجھپر

اگر کچھ یاس نے صورت دکھائی ۔۔۔ کہا ہمت نے بڑھکر مین ہون یاور

طفیل اس جنگ کے جاپانیون نے ۔۔۔ جگہ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر

صفائی تیغ جاپان کی جو دیکھی ۔۔۔ ہوا ہے رشک سے یورپ مکدر

نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت ۔۔۔ شکست فاش ہے اسکو میسر

نہین زیبا خموشی شاعرون کو ۔۔۔ پئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر

لب جاپان سے طبع بادشہ نے
کہی تاریخ ۔ فتح پورٹ آرتھر

قطعہ تاریخ فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۶ر مارچ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

کیون نہ جاپان مین ہو خوشی کی دھوم ۔۔۔ لطف حق اس پہ سایہ افگن ہے

گل مقصد سے سر بسر معمور ۔۔۔ شاہ جاپان کا جیب و دامن ہے

آفرین اسکو اسکے لشکر کو ۔۔۔ کہہ رہا سارا ہند و لندن ہے

حالت فتحیابی مکڈن ۔۔۔ ایک عالم پہ آج روشن ہے

کبر و نخوت مین سر بلند جو تھا ۔۔۔ حق نے اسکی جھکائی گردن ہے

نغمہ ہائے طرب ہین جاپان مین ۔۔۔ روسیو نمین الم سے شیون ہے

حیف رنگین ہے خون انسان سے ۔۔۔ آج مکڈن بھی رشک گلشن ہے

روسیوا جاؤ سوئے پیٹرسبرگ ۔۔۔ بس وہی ایک تمہارا مامن ہے

لطف اب جنگ مین نہین زنہار ۔ بے مزا سارا حیلہ و فن ہے
سال ہجری کی ہے ضرورت کیا ۔ یہان مطلوب عیسوی سن ہے

بادشہ روئے انبساط سے تم
لکھدو ۔ تسخیرہ شہر پکٹن ہے

قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدراس بابت ستمبر ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا ۔

صلح و امان کی کس کو خواہش نہین جہان مین ۔ جنگ و جدل سے ہے کسکو بھلا خوشی آج
مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس مین جنگ ۔ باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج
صد آفرین ہے تجھپر اے امریکہ کے والی ۔ تو نے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج
گر بزم صلح کی تو کرتا نہ سرپرستی ۔ یون جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج
کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری ممنون ۔ گردن ہر ایک کی بار منت سے ہے جھکی آج
کرتے ہین تہنیت کے تارین تجھے لگاتار ۔ شاہون مین قدر تیری کسدرجہ بڑھگئی آج
ہر گوشہ جہان مین اس صلح کا ہے چرچا ۔ ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج
مسرور و شادمان ہین سب اہل روس و جاپان ۔ انکے ہر ایک مکان مین ہے عید واقعی آج
تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر ۔ جاپان نے دکھائی کیا عالی ہمتی آج
ملجاؤ تم گلے اے وکلای صلح باہم ۔ کہتے ہین جنگ کسکو ہے کیسی دشمنی آج

ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح لکھدو
خونریزی خلایق موقوف ہو چکی آج

قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین اعلحضرت عبد الحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صدمۂ ڈینامیٹ سے بال بال بچ جانیکی اظہار خوشی مین لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا

بفضل خدا ای شہنشاہ روم ۔ مصیبت ترے سر سے کیا ٹل گئی

کیا بم کے گولے کا دشمن نے وار	ہے صد شکر اسکی جفا ٹل گئی
نہ پہنچا گہن کا یہ صدمہ تجھے	نہ اے مہر تیری ضیا ٹل گئی
بچایا ہے خالق نے گلزار کو	خزان کی جو آئی ہوا ٹل گئی
خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ	غم و درد کی اب صدا ٹل گئی
ملا مصرع سال جب دم مجھے	مری فکر طبع رسا ٹل گئی

اور اگر سر جور لکھ **بادشاہ**
شہ روم پر سے بلا ٹل گئی ۱۹

قطعہ تاریخ جو زوجۂ پیر صاحب اپنا مکان محلہ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا

نہ کیون پائے جزائے نیک حق سے	مکان یہ وقف ہے جسنے کیا آج
لکھی تاریخ اسکی **بادشہ** نے	مبارک ہو یہ خیر جاریہ آج

قطعہ تاریخ رفع فساد مقدونیہ

یہہ قطعہ جلسہ عام اہل مدراس مین پڑہا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تہی۔

کس خوشی کا جوش ہے اب جا بجا	کیون ہر یک کے لب پہ ہے شکر خدا
وجہ کیا یون مطمئن ہین خاص و عام	کسلئے اوٹھتے ہین یون دست دعا
شادمان دل ہے ہر ایک کا آج کیون	ہوگیا مفقود تھا وہ رنج کیا
کسلئے جلسہ ہوا یہ منعقد	ہے مسرت عام اسکی وجہ کیا
حضرت سلطان امیر المومنین	خادم الحرمین ذی مجد و علا
مذہبی جتنے ہین اعلیٰ ترمقام	سب پہ قابض اسکو خالق نے کیا
سارے دنیا کے مسلمانون کا وہ	بالیقین ہے مذہبی فرمانروا
اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین	اسکی ذلت ذلت دین ہے بجا

آفتاب آمد دلیل آفتاب | وصف خود شاہد ہے اسکے وصف کا
کسطرح مانینگے دعوی اوسکا ہم | جو نہین اسکو خلیفہ مانتا
اسکی ہمت اسکی عمدہ پالسی | اسکا استقلال اور فہم رسا
آج تک پایا ہے کس سلطان نے | مدح خوان دشمن بہی ہین بے ساختہ
جسطرح سے حاکم دینی ہے وہ | حاکم دنیا شہ برطانیہ
دین و دنیا دونون ہمکو چاہیے | ہمکو دونون سے تعلق ہے لگا
استفادہ ہمکو دونون سے ضرور | ترک کر سکتے ہین ہم کسکو بہلا
اے نسیم ہے قسمت شہ یڈورڈ بھی | بادشاہ مہربان ہمکو ملا
امدنون جب ملک پر سلطان کے | بحری بیڑہ دول یورپ کا گیا
جنگ کے آثار تھے بالکل عیان | پیش تہا مقدونیہ کا مسئلہ
مضطرب سارے مسلمان ہوگئے | تہا پریشانی مین ہر یک مبتلا
دل ہر یک کا آشنا تہا رنج سے | کون تہا جو اس سے متاثر نہ تہا
ہم نے خدمت مین شہ یڈورڈ کے | تار سے یہ مدعا ظاہر کیا
آپ شاہانہ عنایت سے کرین | دول اور سلطان مین باہم تصفیہ
ہم رعایا کی ضروری عرض کو | شاہ نے منظور فوراً کر لیا
ہوگیا ہر طرح اب صلح و امان | بیڑہ جو آیا تہا واپس ہوگیا
معترف احسان کے گر ہم نہ ہون | اس سے بڑہکر اور کیا ہوگی خطا
ای شہ یڈورڈ ہفتم ذی وقار | ای ہمارے امپرر آف انڈیا
آج یہ جلسہ بصد جوش طرب | کر رہا ہے شکریہ تیرا ادا
اور کرتا ہے ادا اسے تہنیت | خدمت سلطان مین باشوق و ولا
مخمصے سے جنگ کے از فضل حق | رہگیا محفوظ جو ملک آپ کا

ہم تو کیا روئے زمین کے دیندار ۔ اس خوشی مین سب نے ہے حصہ لیا
التجا ہے ای الہ العالمین ۔ ملک سلطان کو تو رکھہ یون ہی بچا
شوکت و اقبال سلطان ہو فزون ۔ ہر زمان ہر وقت تا روز جزا
اسکے اعدا کو شکست فاش ہو ۔ فتح و فیروزی ہو اسکو جا بجا
ترک و برٹش مین ہو باہم اتحاد ۔ منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ
یہ رہین بایکدگر شیر و شکر ۔ انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑہا
ساری دنیا مین رہے صلح و امان ۔ روسیہ ہو جنگ کا صبح و مسا
یہ جو دو جلسے ہوے مدراس مین ۔ اندنون در بارۂ مقدونیہ
متحد دونون کے ہین اغراض سب ۔ یہ خبر ہے اسکی وہ ہے مبتدا
وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر ۔ وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے مزا
رنج گر کہئے اسے راحت ہے یہ ۔ درد گر کہئے اسے یہ ہے دوا
ای قلم کر داستان کو مختصر ۔ بادشہ طول سخن ہو تا بکجا
چونکہ ہے یہ واقعہ بہی یادگار ۔ گر لکہون تاریخ تو بیجا ہے کیا

لو سنو یہ مصرع تاریخ سب
آج خوف جنگ ہے دل سے مٹا

قطعہ تاریخ ورود عالیجناب پرنس آف ویلز مع بیگم

جسوقت مدراس مین حضور ممدوح کی تشریف آوری ہوئی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور ممدوح نے اپنے مراحم خسروانہ سے اسکی قبولیت اور شکریہ کا خط روانہ کیا بعد وصول خط شکریہ حضور ممدوح تمام حکام والامقام اور رئیسان ذی احتشام کی خدمات مین بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئے گئے سب کے پاس سے شکریہ کے خطوط آکر باعث افتخار و اعزاز مصنف ہوے وہو ہذہ

آمد آمد کی تھی جسکے ایک مدت سے خبر ۔ یک جہان کی آنکھ جسکے دید کی تھی منتظر

جسکے استقبال کی تھی دہوم سارے ہند مین ۔ جسکے مہمانی کی تہین تیاریان شام و سحر
جسکے خاطر ہو رہی تہین جا بجا آرائشین ۔ جسکے خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر
جسکے ہاتہون سے سرانجام کی ہے فال نیک ۔ افتتاحی سیکڑون رسمین تہین جس پر منحصر
تخت انگلستان کا کہتے ہین جسکو جانشین ۔ ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جا مشتہر
ایکدن چمکیگا جسکے سر پہ تاج کوہ نور ۔ ایکدن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپرر
بلدۂ مدراس مین وہ آج ہے رونق فزا ۔ اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گہر
یہ وہ بیگم ہین کہ پہلے ہند مین آئین یہی ۔ کس نے خاتونان شاہی مین کیا ایسا سفر
کیا مبارک ہے ای سبت و چہارم جنوری ۔ رشک کرتے ہین تری قسمت پہ ایام دگر
جسقدر ہو ناز ای مدراس تجہکو ہے بجا ۔ دیکھنے آیا مع بیگم ترے شہ کا پسر
ہر زمان لازم ہے تجہپر اسکی آمد کی خوشی ۔ اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجہکو خوب تر
ہم نے مانا ای فلک پیر جہاندیدہ ہے تو ۔ بے سبب ہرگز نہین خم ہین ترے پشت و کمر
سچ بتا تو نے کبھی دیکھا ہے اپنی عمر مین ۔ یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کر و فر
صفحۂ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح ۔ خوشنما اوقات یہ نظارہ ہائے پر اثر

تحفۂ تاریخ تم یہ پیش کردو **بادشاہ**
ہند مین آیا شہ انگلنڈ کا لخت جگر
۱۹۰۵

قطعہ تاریخ مراجعت لارڈ کرزن ویسرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعۂ اخبار مخبر دکن مدراس مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۰۵ عیسوی

نہین یکحال پر حال زمانہ ۔ دو رنگی اسکی ہے عالم پہ روشن
جناب ویسرائے ہند کی ذات ۔ عجب فہم و فراست کی تھی معدن
حکومت ہند مین کی جسنے چھے سال ۔ چلا ہے وہ بسوئے شہر لندن
اسی کے عہد مین دربار دہلی ۔ بصد شوکت ہوا ہے جلوہ افگن

اسی کے عہد میں تشریف لایا
پرنس آف ویلز ابن شاہ لنڈن
بسوئے کابل و ایران اس نے
مشن بھیجا ہے بروقت معین
سفارت جب گئی ہے سوئے تبت
جھکالی والی تبت نے گردن
پئے اصلاح تعلیمات و پولس
اسی نے سعقد کی ہے کمیشن
بڑا آڑا اسکے ہی زور پالسی سے
اجارہ پر ملا فرحت کا مسکن
عرب کے بھی سواحل پر گیا وہ
محبت کا عجب پھیلا کے دامن
اسی کے عہد میں بنگالیوں نے
مچایا بے نہایت شور و شیون
ادھر تھا جوش تحریک سدیشی
ادھر بنگال کا تھا پارٹیشن
غرض طرز عمل اس حکمران کا
بنایا خوب ہر یک دل میں مسکن
ہے اسکے وصف میں یوں ہند گویا
دل من داند و داند دل من

لکھو اے بادشہ تاریخ رخصت
ہوا رخصت وطن کو لارڈ کرزن
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ جشن جوبلی حضور نظام دکن دام اقبالہ جو اخبار محرر دکن مدراس مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا

کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار
رنگت کچھ آج اور ہی صحن چمن کی ہے
ہر یک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغ باغ
کیا دھوم اے صبا ترے دلکش چلن کی ہے
نرگس کی کور آنکھ بھی بینا ہے اندنوں
سوسن سی بے زبان کو تمنا سخن کی ہے
گل میں کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے
سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے
دولہ ہے عندلیب براتی ہیں سب شجر
ناز و ادا گلوں میں سراسر دلہن کی ہے
غنچوں کی بو سے کرتی ہے ان روزوں ہمسری
سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے
پوڈر لگایا گل نے زر گل کا رخ پہ آج
رغبت اسے بھی اندنوں انگلش فشن کی ہے
یعنے شہ دکن کے ہے یہ جوبلی کا دن
فرحت عجیب آج ہر یک مرد و زن کی ہے

ہر یک خوشی بجا ہے ای اہل دکن تمہین
نظارہ ایسے جشن کا ہمکو عطا ہوا
نازان رعایا شاہ پہ شاہ ان پہ شادمان
کس طرح مجھسے حضرت آصف کا وصف ہو
اللہ رے خوشی شہ آصف کے عہد کی
اس عہد شہ مین جہل ہے بقدر کسقدر
اقبال وجاہ شہ کا فزون تر ہو دمبدم

قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے
منت یہ کیسی بارگہ ذو المنن کی ہے
نسبت یہ گویا دونون مین اب روح وتن کی ہے
طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے
باقی نہ ایک شکل بھی رنج و محن کی ہے
جو کچھ یہان ہے قدر فقط علم و فن کی ہے
جبتک بقا الٰہی زمین و زمن کی ہے

تاریخ جشن تم یہ سنا دو ای **بادشاہ**
اب جوبلی جہان مین نظام دکن کی ہے

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور کیلیے لکھا گیا

خوب ہے مجمع مسرت خوب ہے
سال اس جلسہ کا لکھو **بادشاہ**

علم کا ہے آج عز وجاہ خوب
جلسہ تعمیم طلبہ واہ خوب

قطعہ تاریخ جو حیدرآباد دکن مین لارڈ منٹو ویسرائے ہند کی تشریف آوری پر لکھا گیا

ہوے ہین رونق افزا ویسرائے ہند بلدہ مین
ہوا آراستہ پیراستہ یون ہر گلی کوچہ
نہ کیون مسرور ہو محظوظ ہو ہر دم دل مہمان
عجب ہے انس فریقین میزبان مہمان کی نقریر مین

نہ تھی کسکو تمنا اس مسرت خیز فرقا ہو کی
بنی ہے آج شکل شہر یک معشوق دلجو کی
مچی ہے دہوم ہر جا میزبان کے خلق نیکو کی
ہے انکے آگے کیا وقعت فلاطون کی ارسطو کی

لب بہجت سے سال عیسوی اسے **بادشہ** فوراً
کہو۔ اب ہے خوشا آمد دکن مین لارڈ منٹو کی

قطعہ تاریخ جو آنریبل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ ججی ہائی کورٹ مدراس پر مامور ہونیکے متعلق لکھا گیا

سرکار مین معزز عہدے نو یون بہت ہین — رکہتا ہے سب مین لیکن شان عظیم جسٹس
صد شکر اِنذنون ہین رونق فزائے ہی کورٹ — ذی جاہ پاک مسلمان مردِ سلیم جسٹس
مدراسیو تمہاری قسمت کی یاوری ہے — ہمدرد قوم آئے کیسے فہیم جسٹس

تاریخ عیسوی یہ اے بادشاہ لکہدو
فرخ نہاد ہین یہ عبدالرحیم جسٹس
۱۹۰۸ع

قطعہ تاریخ جو افتتاح حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۰۸ء مین شائع ہوا

مچی ہے کس نوید جانفزا کی دہوم عالم مین — زبان پر کیون ہر یک کے آج شکر رب باری ہے
نظر آتا ہے یہ کس شاہد مقصود کا جلوہ — بہرا ہے جوش کیون دل مین یہ فرحت آج کیسی ہے
سبب کیا ہر طرف آثار عشرت یون ہویدا ہین — سبب کیا جابجا یہ اتفاق و حب قومی ہے
سنو یہ وجہ اسکی ریل آپہنچی مدینہ کو — بصد شوکت وہان اب اسکا جشن افتتاحی ہے
خوشی ہم بہی منائین گر یہان ہرگز نہین بیجا — ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے
مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک — مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے
سہولت اب سفر کی حاجیو تم کو مبارک ہو — تم اچہے ہو تمہاری انذنون تقدیر اچہی ہے
وہ دن بہی آئیگا سنلو گے پہنچی ریل مکہ کو — زیادہ کچھ نہین عرصہ جو مدت ہے وہ تہوڑی ہے
یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی — وہی یعنے امیر المومنین سلطان غازی ہے
ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان وہ — ادب سے سارا یورپ جسکو کہتا ہر مجیسٹی ہے
یہ وہ سلطان ہے جسکو خادم الحرمین کہتے ہین — یہ وہ سلطان کہ جو شرع نبی کا دل سے حامی ہے
یہ وہ سلطان خلافت کا ہے جسکے یک جہان قائل — یہ وہ سلطان کہ جسپر سلطنت خود ناز کرتی ہے
یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمانان دنیا کو — شرف ہے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے
تدبر مین تحمل مین فراست مین لیاقت مین — بہلا تاریخ مین بتلاؤ ہمسر اس کا کوئی ہے
محبت اوسکی مثل می ہمارا دل ہے پیمانہ — زمانہ بنگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے التجا حق سے	جہان مین وہ رہے باقی جہان جب تلک باقی ہے
شہ ایڈورڈ ہفتم کا بھی ہم پر شکریہ لازم	کہ جس نے مذہبی کامونین آزادی ہمین دی ہے
تعلق ہمکو دونون شاہ سے ہے فرق ہے اتنا	وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے یہ جسمی ہے

تلاش اے بادشہ تھی بہر سال افتتاح ریل
کہا ہاتف نے - یثرب کو مبارک ریل پہنچی ہے
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ جو طغیانی موسیٰ ندی واقع حیدرآباد دکن کے متعلق لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ نومبر ۱۹۰۸ء مین شائع ہوا

حادثہ سنکر ترا اے حیدرآباد دکن	آہ ادل کس کا نہین ہے خنجر غم سے دو نیم
موسیٰ ندی کا ہے یون سیلاب آیا ناگہان	جسطرح کرتی ہے دہاوا ملک پر فوج غنیم
کوئی تو دب کر موا کوئی ہوا ہے غرق آب	کہلگئی تھی خلق پر کبارہ عین و دال و میم
کردیا بے استقامت اسکو بھی سیلاب نے	تہا سن تعمیر جس پل کا صراط مستقیم
گرگئے صدہا مکان بیحد ہوا نقصان مال	سیکڑون بیوہ ہوئین عورات اور بچے یتیم
لالہ و گل تھے جہان اب ہے وہان سب خار و خس	ہے روان باد خزان جس جا پہ چلتی تھی نسیم
بیچگئے صدمہ سے جو اونکی تھی کیا حالت زبون	ہائے انکی بے لبسی وہ رنج و غم وہ خوف و بیم
آفرین صد آفرین ہے تونے اے شاہ دکن	کسقدر ان خستہ حالونپر کیا لطف عمیم
کھانا بھوکون کو کھلایا کپڑے ننگون کو دئے	اور اپنے خاص ایوان مین کیا انکو مقیم
اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری	حشر مین دیگا جزا کیا کیا تجھے رب کریم
تجھ سا حاکم آج تک تخت دکن پر کب ہوا	واقعی ہے ذات تیری فخر شاہان قدیم
کیون نہ تاریکی شب غم کی دکن سے دور ہو	ماہ تابان تو ہے اور انجم ہین سب تیرے ندیم

ہاتف غیبی نے بہر سال مجھ سے بادشاہ
کہدیا - آیا دکن مین وائے سیلاب عظیم
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ جو مسند نشینی ہز ہائنس نواب سید غلام علیخان بہادر والی ریاست بنگن پلی کے متعلق لکھا گیا۔

ہوی آج یہ کسکی مسند نشینی
درخشاں ہے تقدیر بنگن پلی کی
نہیں کچھ یہ بیجا اگر آب زر سے
عجب چشمۂ فیض ہے یہ ریاست

ریاست کا گلشن ہے سرسبز و شاداب
کشادہ ہیں کیا کیا مسرت کے ابواب
لکھیں تذکرہ اسکا ذی فہم اصحاب
شب و روز خلق خدا جس سے سیراب

لکھو بادشہ تم یہ سال مسیحی
غلام علیخان ہوا آج نواب ۱۹

قطعہ تاریخ جو لارڈ منٹو بہادر ویسرائے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا

کیا مبارک ہے تو اے ماہ ڈسمبر کی نہم
گلشن مدراس میں کیا لائی ہے تو نے بہار
نائب ایڈورڈ ہفتم رونق افزا ہیں یہاں
چل رہا ہے دور انکے بادۂ دیدار کا
خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی
بلدۂ مدراس ہے آراستہ پیراستہ
آپ لاثانی فراست میں ہو یکتا فہم میں
آپکی کوشش کا ثمرہ ہے یہ اسکیم جدید

تیرا آنا گویا ہمکو فال نیکو ہے یہ آج
جانفزا ہر یک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج
شادمانی و طرب کی دھوم ہرسو ہے یہ آج
ساغر چشم خلائق خوب مملو ہے یہ آج
ہمکو اظہار وفاداری کا قابو ہے یہ آج
ہر گلی دلکش ہے ہر یک راہ دلجو ہے یہ آج
کون مانند آپ کے خوش خلق خوشخو ہے یہ آج
آپ کے احسان کا انکار کسکو ہے یہ آج

جستجو ہے گر تجھے تاریخ کی ای بادشاہ
لکھ۔ خوشا زیبا ورود لارڈ منٹو ہے یہ آج ۱۹۰۹ء

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لیجسلیٹو کونسل مدراس کی ممبری پر لکھا گیا

تاجر والا ہمم نیکو شیم
عبد ہیں قدوس کے عالی جناب

مجمع اوصاف جنکی ذات ہے
جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب

ذی وجاہت ذی فراست ذی کمال
مدح خوان جنکے ہین سارے شیخ وشاب

جنکے گھر سے فیض یک عالم کو ہے
قوم ہے ممنون جن سے بے حساب

کونسل کے آج وہ ممبر ہوے
کر دیا انکو خدا نے کامیاب

دل ہر یک کا ہے خوشی سے باغ باغ
واقعی ہے یہ مسرت لاجواب

دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی
ذکر ہے ہر جا یہی با آب وتاب

سرخرو یا رب رہین یہ قوم مین
قوم ہو انسے ہمیشہ بہرہ یاب

مین نے سال کامیابی بادشاہ
لکھدیا۔ اچھا مبارک انتخاب

قطعہ تاریخ جو ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم شاہ انگلنڈ وقیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکھا گیا

ہے اب رونق فزاے تخت انگلنڈ
ہزاران آفرین ہے جارج پنجم

مبارک باد کی ہر سو صدا ہے
خوشی اب ہر کہین ہے جارج پنجم

رعایا پرور و عادل و باذل
کوئی تجھ سا نہین ہے جارج پنجم

ترے ہی خرمن فیض وکرم کی
رعایا خوشہ چین ہے جارج پنجم

سپہر دولت واقبال کا تو
عجب ماہ مبین ہے جارج پنجم

سراسر مورد فضل الٰہی
ترا تاج و نگین ہے جارج پنجم

چلیگا باپ کے نقش قدم پر
یہی ہمکو یقین ہے جارج پنجم

سنادین مصرع سال جلوس آج
تمنا یہ ہمین ہے جارج پنجم

سر اعدا کو کردو دور سنلو
خوشا اورنگ نشین ہے جارج پنجم

قطعہ تاریخ جو صحت یابی شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر متخلص بہ ولا ساکن حیدرآباد دکن

لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ مئی سنہ ۱۹۱۱ء مین شایع ہوا

عزیز جنگ بہادر ولائے والاشان
وجود تیرا جہان مین بسا غنیمت ہے
ترے فیوض سے اب ستفید کون نہین
خبر جو تیری علالت کی اندنون پھیلی
ہر یک زبان پہ تھی تیری سلامتی کی دعا
پئے علاج اطبا ادھر ہوے مصروف
ہزار شکر ملی تجھکو دولت صحت

شہیر خلق ہے تو با ہزار زیبائی
ترے ہی دم سے ہے ہر فن کی قدر افزائی
تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدائی
تو دوستونکی طبیعت بہت ہی گھبرائی
ہر ایک دل تری صحت کا تھا تمنائی
ادھر عنایت خلاق جوش پر آئی
ہزار شکر خدا نے امید بر لائی

سنائی ہم نے لب بادشاہ سے تاریخ
عزیز جنگ نے نام خدا شفا پائی
۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ جو جلسۂ ابتدائے رسالۂ المضمون مدراس کے لئے لکھا گیا

شکر صد شکر منعقد ہے آج
بادشہ اسکی تم لکھو تاریخ

جلسۂ ابتدائے المضمون
طرب افزا بنائے المضمون
۱۳ھ

قطعہ تاریخ جو جلوس ہزہائنس میر عثمان علیخان بہادر جی سی ایس ای نظام ہفتم حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ پر لکھا گیا

ہو گیا تخت دکن پر جلوہ گر
بادشہ نے لکھدیا سال جلوس

میر عثمان علی والا مقام
اب ہوا شاہ دکن ہفتم نظام
۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ جو دول یوروپ مین جنگ عظیم چھڑ جانیکے متعلق لکھا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۴ء مین شائع ہوا

یوروپ کی دولتون مین کیا جنگ چھڑ گئی ہے
سال اسکا بادشہ سے پوچھتے ہو سنلو

کس نے نظیر اسکی تاریخ مین ہے دیکھی
جنگ عظیم یوروپ ہے۔ اسکا سال ہجری
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد صاحب شملوی زاد مجدہ جو مسجد میمنان کوچہ آنڈرسن مدراس مین پڑہا گیا

میمنو! آپ کی مسجد مین آج
شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے

وہی پائیگا جزا خالق سے
دین کی باتون کا جو شیدا ہے

دین کے واسطے ہے یہ دنیا
گر نہو دین تو دنیا کیا ہے

مولوی شملوی صاحب کا بیان
پوچہنا کیا ہے بہت عمدہ ہے

ایسے واعظ کی اگر قدر نہو
قدر کا لفظ ہی پھر بیجا ہے

ہین یہی ندوۃ العلما کے وکیل
ہند مین انکا بڑا شہرا ہے

بادشہ وعظ کی تاریخ لکھو
واعظ سحر بیان اچھا ہے ۱۳۳۴

تاریخات مساجد و عیدگاہ

قطعہ تاریخ جو مسجد پنکنڈہ واقع ضلع اننت پور کیلیئے حسب فرمایش اہل پنکنڈہ لکھا گیا

خوب تیار یہ ہوی مسجد
دل ہوا مومنون کا فرحت ناک

کہدیا سال اسکا ہاتف نے
کہ زہے ہے خانۂ خدائے پاک ۱۳۱۶

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع چیتور کیلیئے حسب فرمایش اہل پنگنور لکھا گیا

فضل سے اللہ کے پنگنور مین
ہوگئی تعمیر مسجد با صفا

کہدیا ہاتف نے سال اختتام
مومنین کا سجدہ گاہ بیت خدا ۱۳۳۲

قطعہ تاریخ جو تعمیر عیدگاہ آمبور کیلیئے حسب فرمائش بانگی قادر بادشاہ صاحب کمپنی لکھا گیا

شکر ہے یہ عیدگہ طاعت حق کیلیئے
ہوگیا تیار از فضل خدائے جہان

فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ
لکھدو ہے یہ خوشنما عیدگہ مومنان ۱۳۴۳

تاریخات شادی

قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب نظہر ما شمس الدین صاحب ساکن وانمباڑی جو محفل نکاح مین پڑہا گیا اور دوسرے شعرا کی تاریخون کے ہمراہ طبع کرکے تقسیم کیا گیا۔

گلشن مین فصل گل کی کیا دہوم ہے مچی آج — نغمہ سرا ہے بلبل ہر ایک بصد خوشی آج
ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو — ہر نخل تازہ تر ہے ہر شاخ ہے ہری آج
سبزہ کی سبز بختی ہے قابل نظارہ — گویا بچھا ہے ہر جا فرش زمردی آج
غنچون کا مسکرانا پہولون کا پہول جانا — دکہلا رہا ہے کیا کیا انداز خرمی آج
بے انتہا زر گل تقسیم کر رہا ہے — دیکھو تو باغبان بہی کس درجہ ہے سخی آج
مصروف ناز ہے گل محو نیاز بلبل — دونون کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج
ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب مین یکجا — سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے راستی آج
دل ہے کہین لبہاتی آنکہین کہین جراتی — نرگس کی شوخیان ہین واللہ دیدنی آج
رنگ چمن سے ای دل حیران کیون ہوا ہے — کیا یہ نوید فرحت تو نے نہین سنی آج
نظہر ما شمس دین کا فرزند نیک طینت — پایا ہے بارک اللہ اعزاز نوشہی آج
چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر — محو طرب ہین یکسر کیا پیر کیا صبی آج
علما و عمدگان سب ہین جمع باتجمل — اس جشن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج
کس کس کا نام لون مین کس کی صفت لکھون مین — عاجز قلم ہوا ہے قاصر زبان ہوی آج
یارب عروس و نوشہ ہر دم رہین سلامت — باصدق دل یہی مین ہون تجھ سے ملتجی آج
یہ لطف زندگی بس قایم رہے ہمیشہ — جسطرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج

تاریخ کا یہ مصرع سن لیجیے بادشہ سے
ہے بزم کتخدائی احمد حسین کی آج

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبدالوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کیگئی

مرحبا اے نسبوین ماہ رجب
تو ہے کیا جلوہ نما با آب و تاب

تیرے آنسے ہوے مسرور ہم
تیرے آنسے ہوے ہم کامیاب

نیک ہے مسعود ہے محمود ہے
تجھکو زیبا ہے ہریک زیبا خطاب

تونے دکھلائی ہمین صبح امید
تجھ سے اب مقصد کا چمکا آفتاب

یعنے فضل حق سے اب نوشہ ہوا
دوست یک میر الیاقت انتساب

ذی مروت مظہر خلق و کرم
ہر صفت مین ہے وہ فرد لاجواب

دھوم ہے ہرجا مبارکباد کی
خرمی بجد ہے فرحت بے حساب

یون شگفتہ ہے دل پیر و جوان
تازہ تر گلشن مین ہو جیسے گلاب

واسطے تاریخ کے ای بادشاہ
فکر میری ہوگئی وقف حساب

یکبیک ہاتف سے یون آئی ندا
ہے یہ فرخ شادی عبدوہاب
۱۳۱۵

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبدالقادر صاحب برادر جناب شیخ احمد صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کیگئی تھی۔

بارک اللہ یہ کیا محفل ہے
ہر طرف جوش طرب سے ظاہر

شوق کہتا ہے کہ کچھ لکھ مضمون
طبع کہتی ہے کہ مین ہون حاضر

شکل غنچہ ہے کوئی متبسم
مثل گل کوئی شگفتہ خاطر

مدح خوان صورت بلبل کوئی
کوئی نرگس سا ہمہ تن ناظر

جا بجا یون ہے اثر فرحت کا
جیسے گلشن مین صبا ہے سایر

میرے یک دوست ہین شیخ احمد نام
صاحب خلق ہین ذی شان تاجر

ہوا اب انکے برادر کا نکاح
اسلیئے ہے یہ مسرت وافر

ذی وجاہت ہے سراسر نوشاہ
طرہ ہے اسپہ لباس فاخر

جمع کیا کیا ہین یہان اہل کمال
رونق اِس بزم کی کچھ اور ہی ہے
سب کے لب پر ہے مبارکبادی
چونکہ بے لطف ہے اب طول کلام
شاد و خرم رہین دولہ دلہن
بادشہ داد سخن کی دینگے

عالم و فاضل و منشی شاعر
اہتمام اسکا ہے بالکل نادر
کون ہے کسکی زبان ہے قاصر
بس یہی میری دُعا ہے آخر
فضل حق انکا ہو ہر دم ناصر
وہ جو ہین فن سخن کے ماہر

لب ارمان سے سنادو تاریخ
خوب ہے شادی عبد نادر
۲۰ ۱۳

مادۂ تاریخ نکاح خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف

نکاح خطیب عبدالرشید
۲۱ ۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب خطیب مولوی محمد عبیداللہ صاحب فرزند جناب خطیب عبدالرحمن صاحب متوطن وانمباڑی

شکر للہ آج ہے گلشن مین کیا فصل بہار
نغمۂ بلبل ہے بستیں سنا ہر گل اسطرح
شاخہائے گل بہم کرتے ہین یون سرگوشیان
طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو بسم اللہ سے
ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر بنگیا
سر بسر حیران کہین گلچین کہین صیاد ہے
یعنے یک میرے مکرم دوست ذی لطف و کرم
انکا نور العین ہے جو صاحب علم و کمال
شاد ہے مسرور ہے خرسند ہے ہر یک بشر
علم و اخلاق و تواضع نیکخوئی خوشدلی

خندہ زن گل ہین شگفتہ طبع سارے عندلیب
جسطرح دربار شاہی مین ہو آواز نقیب
راز دل چھپا کسی سے کوئی کہتا ہے حبیب
آئی ہے باد سحر اب بنکے استاد ادیب
کون ہے اہل چمن مین آج محتاج و غریب
ناز ہے یہ بلبل و گل کو ہے کون اپنا رقیب
جسکا ہے اسم گرامی عبدرحمن خطیب
آج وہ نوشہ ہوا از فضل خلاق مجیب
آج آتی ہے نظر مجھکو خوشی بھی خوش نصیب
ذات نوشہ مین یہ سب ہین جمع با شان عجیب

بزم یہ مثل فلک ہے سئل انجم جمع ہین
مولوی حاجی حضر محمود جن کا نام تھا
گو نہین زندہ ہین وہ زندہ مگر ہے انکا نام
دولہ و دلہن کو یارب شاد رکھہ آباد رکھہ

عمدگانِ شہر سارے اور علما تے لبیب
عقد نوشہ مین جو آئی انکی ہے دخت نجیب
رہبر دین پیمبر تھے وہ روحانی طبیب
تیرے افضال و کرم ہر دم رہین انکے قریب

مصرع تاریخ یون لکھا ہے مین نے بادشاہ
ہے مبارک عقد نیکو ئے عبید اللہ خطیب

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبد الواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب ساکن مدراس

عبد واحد کا ہوا بیاہ جو آج
بادشاہ تم یہ سنا دو تاریخ

دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاید
شادی فرخ عبد الواحد

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب واد الغنی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری محمڈن ایجوکیشنل سوسٹی و انباری

کس زبان سے ہو ترا شکر و سپاس
شاہد مقصود کو تو نے کیا
جیسے گلشن مین روان باد نسیم
دل سے ہر یک کے یہ کہتی ہے خوشی
کون ہے ایسا جو باغ دہر مین
یعنے یک میرے مکرم دوست نے
واہ کیا محفل ہے جس پر ہے فدا
اہل محفل صورت پروانہ ہین
ہر دہن وقف مبارک باد ہے
دل مین مہمانون کے مدت تک رہے
مصرع تاریخ کی تھی جستجو

فضل کیا ہم پر ہے اے اللہ آج
جلوہ گر مانند مہر و ماہ آج
یون خوشی کی ہے دلو نمین راہ آج
خادمہ تیری ہون بے تنخواہ آج
اس مسرت سے نہین آگاہ آج
عقد حترؔ کا کیا دلخواہ آج
شان و شوکت اور عز و جاہ آج
اور شمع بزم ہے نوشاہ آج
ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج
میزبان تیری یہ لطف و چاہ آج
آئی ہاتف سے ندا ناگاہ آج

کہدو از روئے بشاشت **بادشاہ**
دخت ابراہیم کا ہے بیاہ آج ۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ شادی دختر مولوی احمد حسین صاحب ایم ۔ اے بی ۔ ایل معتمد پیشی حضور نظام دکن جو برادر موصوف کے مکان مین روبروئے حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ پڑہا گیا

محفل ہے عقد کی یہ کیا خوب بارک اللہ
سب دوستون کے دل کو فرحت ہے چین ہے آج
اے کلک **بادشہ** تو لکھدے یہ سال ہجری
نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ہے آج ۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی ملیالم عبد الرحیم صاحب فرزند جناب ملیالم امین الدین صاحب ساکن وانمباڑی

شکر پر اکیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم
ہم ہین بندے تو ہے مالک ہم ہین حادث تو قدیم
تیری صنعت کے ہین شیدا جملہ عقلائے زمان
تری حکمت سے ہین حیران سارے دنیا کے حکیم
شان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی
تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم
سب سے اعلیٰ سب سے برتر تیرا احسان ہے یہی
تو نے رکہا دین احمد پر جو ہمکو مستقیم
تو نے وہ بزم سرور ہمکو دکھلائی ہے آج
سایہ افگن جسپہ ہے ہر دم ترا فضل عمیم
یعنے ملیالم امین الدین صاحب ذی وقار
مظہر لطف و عنایت دوست ہین میرے صمیم
آج نور العین کا انکے ہوا عقد نکاح
فرحت و بہجت ہین کیا کیا دلبن ہر یک کے مقیم
پورا پورا اگر لکھون اس بزم کا مین کروفر
صفحہ کاغذ پہ میرے ہون مداد و راق سیم
اس مسرت کی خبر پھیلی ہے ہر سو شہر مین
جسطرح گلشن کے اندر ہو رواں باد نسیم
واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج
جمع ہین تجار کیسے کیسے علمائے فخیم
وصف کے قابل ہے نوشہ نیکخو نیکو نہاد
ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم
فارسی اردو و انگلش کا نہین ماہر فقط
بلکہ عربی قابلیت بہی ہے اسکی مستقیم
اب دعا کرتا ہون حق سے بہر نوشاہ و عروس
خوش رہین خرم رہین یہ دہر مین بے خوف و بیم
سارے آفات و حوادث سے انہین محفوظ رکہہ
کر کرم ان پر الہی نام ہے تیرا کریم

فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا ای بادشاہ
لکھہ کہ - زیبا خوب ہے اب شادی عبد الرحیم ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی احمد بادشاہ صاحب ولد جناب ٹی سید صاحب متوطن گونڈپور واقع وانمباڑی جو حسب فرمایش اراکین انجمن خیرخواہ عام گونڈپور وانمباڑی لکھا گیا

شکر تیرا کیا کرین ای خالق جل و علا
یون کیا خندان دلونکو آج تیرے فضل نے
یعنی یک مخلص ہمارے دی لیاقت ذی کمال
نام احمد بادشہ ہے عرف ہے باشا میان
کسکے چہرے پہ نہین آثار فرحت کے عیان
ہے ہماری انجمن جو خیرخواہ عام نام
انجمن اپنی طرف سے آج باصد ذوق و شوق
از رہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول
التجا ہم سب کی ہے یارب کہ نوشاہ و عروس
الفت و اخلاص ان مین دمبدم ہو ازدیاد

آج تو نے کیا خوشی کا دن ہمین دکھلا دیا
جیسے غنچون کو شگفتہ کرتی ہے باد صبا
معدن اخلاق خوش خو صاحب فہم رسا
بارک اللہ اب مبارک عقد انکا ہو گیا
کسکے لب سے اب نہین آتی صدائے مرحبا
ہین یہ نوشہ اسکے یک پرجوش ممبر باصفا
پیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کا
ہے یہی مقصد یہی ارمان یہی ہے مدعا
خوش ہین خرم رہین دنیا مین ہر صبح و مسا
یا الٰہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

آگیا ای بادشہ تاریخ کا مجھکو خیال
شادی دلخواہ احمد بادشہ - دل نے کہا ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب محمد اسحٰق سیٹھہ برادر جناب محمد اسمٰعیل سیٹھہ المتخلص بہ مغموم ساکن مدراس

ہنگام شادمانی عالم مین جلوہ گر ہے
یک دوست نیک طینت اسحٰق سیٹھہ نامی
مغموم سیٹھہ انکے ہین محترم برادر
ہین دونون یہ برادر سب خوبیونکے جامع

اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ
باشان باتجمل اب بنگئے ہین نوشاہ
خوش خلق خوش طبیعت شاعر دقائق آگاہ
اوج کرم کے گویا یک مہر ہین تو یک ماہ

دل نے سرور پایا آنکھوں نے نور پایا
ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی
بدر عروس عالی ہمت ہین سیٹھ یونس
کہتے ہین ہم مبارک طرفین کو مبارک
یارب عروس و نوشہ دایم رہین سلامت

محفل ہے کیا یہ عمدہ مجمع ہے کیسا دلخواہ
ہر لب پہ مرحبا ہے ہر یک زبان پہ ہے واہ
ذی فہم ذی فراست ذی قدر اور ذی جاہ
یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ
تیری عنایتین ہون ہر وقت انکے ہمراہ

تاریخ بادشہ تم کہدو از روئے اخلاص
اسحاق سیٹھ کی کیا شادی ہے بارک اللہ

قطعہ تاریخ عقد ثانی مولوی احمد حسین صاحب یم سے بی ل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے ابنا لفضل یزدان
حضور عالی شہ دکن کے ہین اعلیٰ درجہ کے معتمد وہ
یہ وہ ہے تقریب بے تکلف یہ ایسی محفل ہی سادہ
یہی ہے پابندی شریعت یہی ہے تعمیل حکم سنت
خوشی کی ہے آج دہوم ہر جا ہر ایک کے لب پر خوشی کا چرچا
یہ دولہ دلہن رہین سلامت فزون ہو اقبال و جاہ و حشمت

بر آئے ہین آج دوستونکے مقاصد و مدعا و ارمان
ہر ایک شام و سحر ہے انپر نوازش خسروی فراوان
ہزارون آرائشین تصدق ہزارون زینت ہین اسپہ قربان
یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خداوندی کا فرمان
کسی کا دل محو جوش الفت کوئی ہی شادان کوئی ہی خندان
الٰہی انپر ہر آن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان

تلاش تاریخ اسی مجبو ہوی ہے جب طبع بادشہ کو
کہا یہ ہاتف نے اپنے منہہ سے نکاح احمد حسین ذی شان

قطعہ تاریخ کتخدائی عبد الباسط میان صاحب فرزند جناب ساہو کار عبد الرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ جو ساہو کار سید میر حسین صاحب بہادر ساکن چیتور کی دختر نیک اختر سے کیگئی

آمد فصل بہاری کیا طرب افزا ہے آج
چل رہا ہے ہر طرف سے دور صہبائے نشاط
لڑکھڑاتا ہے نشہ سے سرو رعنا کا قدم

باغ عالم کا عجب عالم نظر آتا ہے آج
گل ہر یک ساغر ہے غنچہ صورت مینا ہے آج
دیدۂ نرگس بجا مخمور و دل افزا ہے آج

بلبلو نغمہ پہ لیے باز کیا کرنے ہو تم
بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج

صفحۂ گلشن سے گم یون ہو گیا نام الم
صورت حرف غلط داغ دل لالہ ہے آج

اللہ اللہ کسقدر رنگ چمن کا ہے اثر
غیرت رگہائے گل تار نظر میرا ہے آج

چھینٹے دے دیکر جگانے کو لگا ابر بہار
سبزۂ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج

کیون نہو باد صبا دل سے ہوا خواہ چمن
ہر لب غنچہ صدائے مرحبا سے وا ہے آج

بے سبب ہرگز نہین گلشن کی یہ دلچسپیان
کر و فر سارا کسی کے جشن شادی کا ہے آج

ذی فراست ذی محبت عبد باسط جسکا نام
جسکے چہرہ سے سعادت کا اثر پیدا ہے آج

فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عقد نکاح
نوشہی اعزاز اس نے واہ کیا پایا ہے آج

عبد رزاق گرامی قدر تھا اسکا پدر
وہ نہین زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج

جمع اسکی ذات والا مین تھین کیا کیا خوبیان
فخر کنبہ پہ تہا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج

آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا
بعد مدت کے خدا نے دن یہ دکہلایا ہے آج

ہین خسر نوشاہ کے عالی ہمم سبز حسین
نام نامی آپ کا مشہور تر ہر جا ہے آج

وید کے لائق نہ کیونکر ہو یہ سارا اہتمام
وصف کے قابل یہ حسن انتظام انکا ہے آج

خویش اور احباب سارے جمع ہین نوشاہ کے
ملدۂ چتور مین کیا جلوہ کنبہ پہ ہے آج

اے فلک محفل ہو ایسی ایسا مجمع یہ خوشی
سچ بتا تو نے کبھی دیکھا تہا جو دیکھا ہے آج

دولہ دلہن کو الٰہی شاد رکھہ آباد رکھہ
التجا تجھ سے یہی ای خالق یکتا ہے آج

طبع کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن
شوق کہتا ہے کرون کیا جوش کب تھمتا ہے آج

بادشہ اس جشن کی تاریخ گر لکھتے ہو تم
لکھیے۔ عقد عبد باسط کیا ہی فرخندہ ہے آج

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبد الحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب متوطن وانمباڑی

آج کیا تقریب ہے کیون شادمان ہین خاص و عام
جوش پر ہے آج کیون فضل خداوند کریم

یوں شگفتہ کس لئے ہے گلشن و بلور آج ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے کس مسرت سے نسیم
آرہی ہے کیوں صدا ہر سو مبارک باد کی محو شکر ایزدی ہے ہر مسافر ہر مقیم
یعنی یک سید کرمفرما ہیں جو سید عقیل معدن فن طبابت دوست ہیں میرے قدیم
آج فرزند سعادتمند کا اُن کے نکاح ہو گیا با کرو فر با جاہ با شان عظیم
ہیں خسر نوشاہ کے سید حکیم عارف علی خلق میں مشہور تر ہیں جنکے اوصاف عمیم
یوں کہا دل نے مسرت سے نہیں تجھ سا رفیق دل سے کہتی ہے مسرت آپکی ہو نہیں ندیم
عمر و دولت دولہ و دولہن کی ہو یارب فزوں الفت و اخلاص میں باہم رہیں یہ مستقیم

مصرع تاریخ تم سبکو سنادو بادشاہ
فرحت افزا ہے یہ زیبا شادی عبدالحکیم

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد سعد اللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب الحاج محمد عبدالسلام بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

شعبان کی مبارک انیسویں ہے آئی مسند پہ نوشہی کے جلوہ کناں ہے نوشہ
آرائشیں نئی ہیں زیبائشیں نئی ہیں ہر کرو فر نیا ہے اور نوجوان ہے نوشہ
ہیں جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ
پدر عروس عبدالقدوس بادشہ ہیں لاریب افتخار کل نوشہاں ہے نوشہ
عبدالسلام بادشا تیرا پدر مکرم مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ
عم بزرگ تیرا عبدالعزیز پاشا با صدق دل وہ تجھہ پر کیا مہربان ہے نوشہ
زیب بدن جو تیرے پھولونکے ہار ہیں آج کہتا ہے بلبل دل صد گلستان ہے نوشہ
یارب عروس و نوشہ دائم رہیں سلامت یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنادو
سعد اللہ بادشہ اب با عزو شان ہے نوشہ

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی عبدالرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبدالصمد صاحب مرحوم متوطن وانمباڑی

عقد کی کس کے یہ آج دہوم مچی خوب ہے
رنگ طرب خوب ہے جوش دلی خوب ہے

وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم
شکر ہے لب پر روان دلمین خوشی خوب ہے

محفل انجم فلک تجہکو مبارک رہے
ہمکو یہی محفل پیر و صبی خوب ہے

جمع ہین علمائے دین دین کے رکن رکین
انکے قدم سے یہان زیب دہی خوب ہے

اے مہ شعبان کی نوزدہم مرحبا
نیک ہے ساعت تری شان تری خوب ہے

تونے دکہایا ہمین آج وہ جشن نکاح
جسکا سجا اہتمام حسب دلی خوب ہے

نوشہ فرخ نہاد نام ہے عبد الرحیم
جسکی یہ باکر و فر جلوہ گری خوب ہے

منبع لطف و عطا صاحب فہم رسا
نیک خصائل سخی ابن سخی خوب ہے

والد نوشاہ تھے عبد صمد ذی ہمم
خلق و کرم مین جنہین ناموری خوب ہے

شاد رہین خوش رہین دولہ دولہن مدام
درگہ حق مین دعا اپنی یہی خوب ہے

مصرع تاریخ تم کیجیے رقم بادشاہ
شادی عبدالرحیم آج ہوی خوب ہے
۱۳ ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی شیخ امام صاحب ساکن تاڑپتری جو جناب ساہوکار عبدالرزاق میانصاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی دختر نیک اختر سے ہوی تھی۔

یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے
مسرت کی ہے ہر طرف دہوم دہام

مبارک سلامت کا ہے غلغلہ
شگفتہ ہین کیا کیا دل خاص و عام

تھے جو ساکن کڑپہ یک ساہوکار
جناب عبدرزاق والا مقام

ہوا عقد یہ انکی دختر کا آج
ہے داماد نیکو سیر نیک نام

اودہر تاڑپتری ہے کڑپہ ادہر
یہ دونون کا فرخندہ ہے انضمام

اودہر عمدہ تر ہے ہر یک کاروبار
اودہر اعلیٰ تر ہے ہر یک انتظام

اودہر جوش اخلاص و الفت ہے خوب
وفور تمنا ادہر لا کلام

بصحت بشوکت بہ رحمت مدام	عروس اور نوشہ کو رکھہ ای خدا

اگر خواہش سال ہے بادشاہ
سنادو - ہوی شادی شیخ امام

قطعہ تاریخ جو جناب قادر محی الدین صاحب برادر زادہ جناب ساہوکار عبد الرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی لڑکی کے عقد کیلیئے لکھا گیا۔ جو عبد الصمد صاحب فرزند جناب عبد الواجد میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ سے منسوب ہوی تھی

چلی کس مسرت سے باد صبا	چمن آج ہے لہلہاتا ہوا
نہال آج ہر ایک ہوا ہے نہال	ہر ایک برگ سے ہے خوشی کا پتا
مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یون	سماتا نہین پیرہن مین ذرا
کہین چشم نرگس ہے نظارہ باز	کہین لب ہین سوسن کے فرحت سے وا
کسی جا ہین غنچے تبسم کنان	کسی جا عنادل ہین نغمہ سرا
یہ رنگ آج گلزار کا دیکھکر	سبب دل سے پوچھا تو کہنے لگا
مرے دوست یکتا کہ ہے جنکی ذات	سراپا محبت سراپا عطا
بلند انکی کڑپہ مین ہے عز و شان	بلند انکی ہمت بلند حوصلہ
جو نام انکا قادر ہے اور محی دین	ہین بحر کرم کے دُر بے بہا
ہوا آج دختر کا انکی نکاح	یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا
نہین دل ہے کسکا مسرت پذیر	زبان پر نہین کس کے ہے مرحبا
ہے نوشاہ کا نام عبد الصمد	زہے نوجوان خوش ادا خوش لقا
نہ لکھون اگر سال تاریخ مین	مری نظم ہو جائیگی بے مزا

لب وجد سے طبع نے بادشاہ
خوشا عقد عبد الصمد - کہدیا
۱۳ ھ ۲۸

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور

مکرم دوست میرے شیخ احمد — محبت مین ہین جو یکتائے افراد
سراپا مظہر اخلاص والفت — ہین اخلاق وکرم ان مین خداداد
سحاب فیض سے انکے ہمیشہ — دل احباب کا گلشن ہے آباد
ہزاروں شکر ہے دختر کا انکی — ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد
نمایان ہر طرف جوش طرب ہے — کوئی ہے جو نہین مسرور ودلشاد
مبارک باشد و باشد مبارک — خداوندا بحق نون والصاد
رہین آباد یارب دولہ دلہن — بصحت عافیت باآل واولاد
زمانے کے حوادث سے رہین دور — انہین محفوظ رکھہ از چشم حساد

لکھا ہے سال ہجری بادشہ نے
مبارک ہووے شیخ احمد کو داماد
۱۳۲۹ھ

ایضاً

آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح — جوش پر ہے کسقدر فضل خداوند کریم
مصرع سال مسیحی تم سنا دو بادشاہ — عقد بنت شیخ احمد صاحب طبع سلیم
۱۹۱۱

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپاتگری متوطن مدراس

ہوگیا عقد نکاح صبیہ عبدالعزیز — کیون نہ ہم لائین بجا شکر وسپاس ایزدی
سال ہجری بادشہ کہہ دو ز روے انبساط — واہ کیا فرخندہ یہ داماد ہے یوسف علی
۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب خلف جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈہ ضلع شمالی آرکاٹ

فضل سے حق کے ہوا نوشاہ آج — مظہر لطف وعطا احمد حسین
سال ہجری کیلئے اے بادشاہ — لکھ بعز کتخدا احمد حسین
۱۳۳۰

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ساکن ترچنا پلی

ہوی ہے آج میرے یک معزز دوست کی شادی — مبارک باد کی آواز ہے ہر سو ہر یک جانب
ز روے انبساط ای بادشہ سال اسکی اب — کہا دل نے - ہمایون عقد سید مرتضیٰ صاحب

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب احمد عبد الرحمٰن سیٹھ ساکن مدراس

دہوم مبارکبادی کی آج ہر یک سے خوب مچی — یعنے جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ
یارب تیرا افضل ہے کیا دلہین ہے فرحت حد سے سوا — خوب مسرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ

سال کا اسکے تھا جو یان بادشہ خلاص نشان
کہدیا دل نے - زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید قادر محی الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوتور ضلع کڑپہ

باغ پدوتور مین آئی بہار — شاہدان گل کی نیرنگی ہے خوب
شاخ گل پر کس ادا سے بار بار — آج بلبل کی نوا سنجی ہے خوب
چل رہا ہے بادۂ عشرت کا دور — چشم نرگس مین سیہ مستی ہے خوب
گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیون — بے زبان سوسن بھی اب کہتی ہے خوب
آج پدوتور ہے دار السرور — منعقد یہ محفل شادی ہے خوب
صرف فرحت ہی نہین ہر دلمین آج — ساتھ اسکے جوش الفت بھی ہے خوب
بنگیا نوشاہ قادر محی دین — طبع مین جسکے ہر یک خوبی ہے خوب
با مروت با متانت نوجوان — صورت و سیرت مین لاثانی ہے خوب
جسکے ماموں پھولے فخر الدین ہین — نیکخوئی جن مین حق نے دی ہے خوب
دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی — خوشنما ساعت یہ کیا آئی ہے خوب
دولہ دلہن شاد مان یارب رہین — خوشنما ساعت بہی یہ کیسی ہے خوب
مصرع تاریخ سننے کے لئے — آرزو پیر و جوان نے کی ہے خوب

تم سنادو بادشہ از روے واہ
عقد قادر محی دین نامی ہے خوب
۱۳۱۵

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراسی

چشم بد دور یہ کیا محفل ہے
یہ طرب کس لئے پھیلی ہے آج

جسطرف دیکھو او دھر عالم ہین
بارک اللہ کی منادی ہے آج

خلق کیون جمع ہے مثل انجم
قدر کس ماہ نے پائی ہے آج

جابجا دورمی عشرت ہے
کون اس بزم کا ساقی ہے آج

کشور دل سے طرب کہتی ہے
خوب تجھپر مری شاہی ہے آج

مٹگیا حرف غلط بن کے الم
خوشنما صفحۂ ہستی ہے آج

میرا ممدوح ہے جو آل نبی
مولوی فخری نامی ہے آج

صاحب علم ہے اور صاحب فضل
مایۂ فخر و مباہی ہے آج

جامع جملہ کمالات ہے وہ
معترف ساری خدائی ہے آج

اسکی دختر کا ہوا آج نکاح
فضل حق لامتناہی ہے آج

فخر شادی کو ہے جس شادی پر
کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج

خوف ہے چاک نہ ہو جائے تن
تن مین فرحت یہ سمائی ہے آج

رخ نوشہ پہ سعادت کی ضیا
مثل خورشید چمکتی ہے آج

عقد کا طرز یہ ماشاء اللہ
رہبر سنت نبوی ہے آج

گل و بلبل کے لوازم سے بھری
خوب یہ نظم انوکھی ہے آج

خوش و خرم رہین دولہ دولہن
یہ دعا تجھسے الٰہی ہے آج

ہمکو مقصود ہمیشہ انکی
عمر و دولت کی ترقی ہے آج

بادشہ تم یہ سنادو تاریخ

شادی صبیۂ فخری ہے آج
۱۳۱۴ھ

ایضاً

بادشہ خوب ہے یہ عقد نکاح
کون ہے وہ جو نہین ہے دلشاد
کہد و تاریخ زروئے اخلاص
فخری صاحب کو مبارک داماد
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب عبدالعظیم احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن متوطن مدراس

میرے محب کے دختر کا ہے عقد نکاح
جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم
سال لکھو اے بادشہ اخلاص نشان
ہے یہ زیبا شادی بنت عبدعظیم
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد خلیل الرحمن صاحب خلف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم

للہ الحمد بفضل یزدان
آج بر آیا ہے دل کا ارمان
آج شاداب ہے باغ امید
آج ہے رحمت حق کا باران
آج بشاش ہین سارے احباب
آج مسرور ہین سب پیر و جوان
آج موجود ہین سب اہل کمال
آج سب جمع ہین ذی عزت و شان
زیب و زینت ہے فدا محفل پر
اور طرب کہتی ہے مین ہون قربان
میرے یک دوست جناب تسلیم
عبدرحمن معارف عنوان
مصدر خلق و ادب اہل ذکا
اور ہین مظہر علم عرفان
سب کمالات کے جامع ہین وہ
وصف انکا نہین محتاج بیان
انکے فرزند کی شادی ہے آج
سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان
کیا جوان بخت جوان سال ہے وہ
نوشہی نام پہ جسکے نازان
جسکے چہرے سے ہین ما شاء اللہ
ارجمندی کے سب آثار عیان
جو خسر اسکے ہین خورشید اللہ
فاضل دین ہین یکتائے زمان
دولہ دلہن کو الہی دیجے
صحت و عافیت و حفظ و امان

ان مین اخلاص و محبت ہو فزون
جیسے یوسف کے زلیخا تھے انیس

روز و شب شام و سحر ہر ہر آن
جیسے موسیٰ سے صفورہ شادان

بادشہ نے یہی لکھی تاریخ
محفل عقد خلیل الرحمان ۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپاتگری متوطن مدراس

آج آئی ہے مسرت کی بہار
خوب شاداب ہے صحن گلزار

گل ہین خندان تبسم سے غنچے
بلبلین کیون نہون سوجان سے نثار

شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے
جیسے میخوار سے باہم میخوار

رنگ نرگس ہے وہ چشم بد دور
ہمہ تن آج ہے وقف دیدار

تحفۂ نکہت گل کی تقسیم
کرتی ہے آج صبا ہر یک بار

پاسبان کیون نہو ہر جا نرگس
منعقد ہے شہ گل کا دربار

وصف گل مین ہے یہانتک مصروف
لال بلبل کی ہوی ہے منقار

دیکھکر سرو کی ثابت قدمی
دل قمری ہے تصدق ہر بار

وصف گل ایک بھی پورا نہوا
رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار

نسترن اور نسرین کی مہک
مشک و عنبر کو بنادی بیکار

تھا تعجب مرے دل کو ناگاہ
باغبان نے یہ کہی وجہ بہار

عبدستار کا اب عقد ہوا
ہے اسی کے یہ خوشی کی بھرمار

رخ نوشہ سے نمایان بالکل
نیک بختی کے ہین عمدہ آثار

تھا پدر ساکن کھمبم اسکا
تاجرون مین تھا معزز بسیار

نام جسکا ہے محمد جعفر
بھائی نوشہ کا ہے عظمت آثار

وصف نوشہ کے حشر کا کیا ہو
جسکا شہرہ ہے ہر یک شہر و دیار

ناموَر ہے وہ اسسٹنٹ سرجن
جسکے مالوف صغار اور کبار

نام ہے عبد عزیز احمد
مظہر خلق ہے ذی عز و وقار

نیک دل عبد رحیم عبد عظیم
بہائی نوشہ کے خسر کے ہین شمار

یک وکیل ایک اسسٹنٹ سرجن
دونون ذی رتبہ ہین نزد سرکار

الغرض آج شریک محفل
اور موجود ہین سب خویش وتبار

ان سے محفل کو ملی عزت وشان
ان سے محفل بھی ہوی زینت دار

ہو مبارک یہ مبارک تقریب
ہر دم ولحظہ ہر یک لیل ونہار

رہین دلشاد عروس ونوشاہ
رہین باہم وہ انیس وغمخوار

آل واولاد سے آباد رہین
یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار

بادشہ خواہش تاریخ مین اب
تا کجا اپنے سخن کا طومار

سال یہ بے سر اندیشہ لکھو
مرحبا شادی عبد الستار

یہ نظم اور قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب مالگنی محمد یعقوب صاحب متوطن وانمباڑی کیلیے حسب فرمائش اراکین انجمن خیر خواہ عام گونڈپور لکھے گئے

آیا ہے موسم گل گلشن مین بامسرت
نغمے ہین بلبلون کے دلچسپ بے نہایت

پھولونکا پھولجانا غنچون کا مسکرانا
کرتا ہے کیا دوبالا گلشن کی زیب وزینت

شاخین ہر یک شجر کے مستانہ جھومتے ہین
کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح وبہجت

باد صبا خرامان ہے آج کس ادا سے
سوسن ہے مدح گو اور نرگس ہے محو حیرت

گلشن مین باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی
اس جشن کی ہوی ہے یون منکشف حقیقت

حاجی ملنگ عبد الرحمن جو باوقر ہین
نبسی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشاشت

داماد حاجی صاحب یعنے حیات پاشا
ہمزلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت

داماد اور خسر کی توصیف کیا کرین ہم
خلق و کرم مین دونون عالم مین ہین یگانہ
تعلیم کیلئے وہ روپئے دئے ہزارون
اہل وطن ہین انکے مالوف جان و دل سے
یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ اونکی
تعریف محسنون کی ہے فرض انجمن پر
ہم اہل انجمن اب از راہ جوش اخلاص
کس کرو فر کی ہے یہہ تقریب اللہ اللہ
ہے انتظام عمدہ اور اہتمام اچھا
دلہن کے جو پدر ہین یعقوب صاحب جاہ
یارب رہین ہمیشہ دلشاد دولہ دلہن

مشہور خلق ہرجا دونون کی ہے تجارت
منظور اونکو ہر دم ہے قوم کی حمایت
والا ہے بذل انکا عالی ہے انکی ہمت
ہے نقش انکے دل مین اپنے وطن کی الفت
محسن ہین وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت
انکے ہریک خوشی مین لازم ہے اپنی شرکت
اس نظم تہنیت کو کرتے ہین پیش خدمت
ہین جمع کیسے کیسے ذیجاہ ذی وجاہت
ہر کام باسلیقہ ہر امر با متانت
ذیجاہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت
حفظ و امان مین اپنے رکھہ انکو نو سلامت

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

قطعہ تاریخ

دختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح
بادشہ کو جب ہوا تاریخ شادی کا خیال

شادمان خندان نظر آتے ہین خویش و اقربا
کیا مبارک کتخدائے ۔ آسمان نے کہدیا
۱۳۰۹ھ

نظم تاریخی کتخدائی دختر جناب الحاج محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن دہوبی پیٹھہ واقع مدراس

شکر خالق نہ کیون کرین ہر دم
اور نعت رسول ہر دو جہان
بنت حاجی محمد عثمان کی
جتنے ممدوح کے ہین فرزندان

ہم پہ کیا کیا ہین اسکے فضل و کرم
راحت دل ہے اور سرور جان
آج کس دہوم سے ہوی شادی
سب ہین سرگرم اہتمام یہان

کوششون کا ہے انکی خوب اثر
عبدحیٔ ہے جو نام نوشہ کا
طالب العلم ہے وہ یف یے کا
پائے بی یے کا کیون نہ وہ اعزاز
نیک اوصاف سے منور ہے
ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ
ان پہ رکھہ یا خدا اکرم کی نظر
ان مین اخلاص دے محبت دے
شوق تاریخ جسکے دلمین ہو

کیون نہ خوش ہوگی انسے روح پدر
اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا
نیک خو نیک دل ہے نیک ادا
خلق مین کیون نہوگا وہ ممتاز
اور وطن اسکا مچھلی بندر ہے
دولہ دلہن ہون شادمان دلخواہ
تا خوشی مین ہو انکی عمر بسر
تندرستی کی انکو نعمت دے
بادشہ ان سے تم یہی کہدو

مصرع سال ہے ای نیک مزاج
واہ یہ خوبتر نکاح ہے آج
۱۳۳۳ھ

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب متوطن مدراس موسوم بہ رقیہ بی بی مدعمرہا

بفضل خدا میرے داماد کے گھر
ہوی فکر تاریخ جب بادشہ کو

تولد ہوی دختر نیک اختر
کہا دل نے پیدا ہوی نیک دختر
۱۳۴۲

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد حبیب اللہ صاحب ساکن محلہ گوبند پورہ وانمباڑی

جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار
شاہد گل کو ہے رنگینی عطا
بوئے گل لاتی ہے گل سے یون صبا
کیون نہ ہر یک گوش گل محظوظ ہو
دختر اب پیدا ہوی اسکے مکان

آج شادابی ہے گلشن مین عجیب
چشم نرگس کو ہے نظارہ نصیب
جیسے نائب لائے پیغام منیب
شاخ گل منبر ہے ہر بلبل خطیب
ذی لیاقت ہے جو یک میر حبیب

دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون
اور لب پر شکر خلاق مجیب

کوئی مصروف مبارک باد ہے
کوئی دیتا ہے دعا آکر قریب

کوئی کہتا ہے یہی با ذوق و شوق
مین گل تاریخ کا ہون عندلیب

بادشہ کہدو زروئے انبساط
بنت نیکوئے عبید اللہ خطیب

ایضاً

عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکان مین آج
ہوی پیدا جو دختر ہر طرف جوش مسرت ہے

تلاش سال تہی ای بادشہ آئی صدا دل سے
صفیہ بی بی عالی بخت یہ سال ولادت ہے

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن محلہ گوبند پور واقع وانمباڑی

کرم فرما ہین میرے دوست میرے ہموطن میرے
ہے جنکا نام ابراہیم صاحب نیکخو ذی جاہ

نہ کیون پیدا ہو جوش شادمانی دل مین ہر یک کے
ہوا پیدا مکان مین انکے اب فرزند رشک ماہ

خلیل اللہ رکہا نام اسکا سب لگے کہنے
پسر جز و پدر ہے ہوگیا ثابت یہان واللہ

الہی چتر سر پر اسکے ہو مان باپ کا قائم
ترقی عمر مین صحت مین اسکے دیجیے دلخواہ

لکہو ای بادشہ یہ مصرع سال ولادت اب
بحمد اللہ پسر نیک طالع ہے خلیل اللہ

ایضاً

ترے فضل کی آبیاری سے یارب
ہر یک نخل امید پہولا پہلا ہے

ہین میرے محب ایک اخلاص مظہر
کیا انکو فرزند تو نے عطا ہے

مسرت کی ہے دہوم فرحت کا سامان
مبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے

محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا
پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے

کہا مصرع سال یون بادشہ نے

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے
۱۲ ۱۲ ۱۳

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص تسلیم نسبتی برادر جناب ساہوکار عبد الرزاق میانصاحب مرحوم ساکن کرڑپہ

مبارک مبارک ہوای شہ محمد
پسر یہ نکو فال سلطان محمود

تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان
ہے یہ ماہ تمثال سلطان محمود

تری ذات والا ہے مدلول اسکی
شرف پر ترے دال سلطان محمود

شجر کو ثمر گل کو بو حق نے تجھکو
دیا ہے بہ افضال سلطان محمود

نہ محتاج ہے میری مدح وصفت کا
ہے محمود ہر حال سلطان محمود

مخاطب ادہر ہو کے کہتا ہون اب
ای فرخندہ منوال سلطان محمود

ولادت سے ہے تیری کسدرجہ فرحت
ہے ہر فکر پامال سلطان محمود

فدا نقد جان تجھپہ مادر پدر کا
زر و مال کیا مال سلطان محمود

بصحت بہ حشمت رہے شاد و خرم
الٰہی مہ و سال سلطان محمود

پدر اور مادر کے سایہ مین دائم
رہے باصد اجلال سلطان محمود

لکھو بادشہ تم یہ سال ولادت
ہے زیبا خوش اقبال سلطان محمود
۱۲ ۱۲ ۱۲

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن وانباڑی

محب ہین میرے جو سید حسین مولنا
ہین بحر خلق و مروت کے بے بہا گوہر

ہر یک ہے لطف و عنایت کا انکے گرویدہ
وطن مین اپنے وہ ہر دلعزیز ہین یکسر

خدا کا شکر بصد آرزو و بصد ارمان
ہوا ہے آج تولد مکان مین انکے پسر

الٰہی جیسا مبارک ہو یہ پسر انکو
پسر کو آج مبارک ہون یہ پدر مادر

خبر خوشی کی یہ سنتے ہی بادشہ مین نے

لکھا ہے سال ولادت۔ نوید لخت جگر
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ تولد رضیہ بی بی مدعمرہا بنتی برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

خواجہ الطاف حسین نامی کو	ہوی پیدا جو دخت نیک اوصاف
بادشہ نے لب بشاشت سے	کہدیا سال۔ دختر الطاف ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تولد محمد عبد القدیر مدعمرہ فرزند برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجھے	سب خویش اور احباب کو ہے آج کیا فرحت مزید
تاریخ کی ہے جستجو تمکو اگر ای بادشاہ	کہدیجے۔ اب پیدا ہوا ابن خطیب عبد الرشید ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند دلبند برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم۔ یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حق نے دیا ہے میرے برادر کو نور عین	کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ
فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھدیا	حید حسین واہ سعادت نشان ہے یہ ۱۳۲۸

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسیٰ سیٹھ ولد جناب حاجی عیسیٰ سیٹھ متوطن بنگلور

مبارک ہوای موسیٰ سیٹھ تمکو	دیا حق نے سعادت مند لڑکا
بہت دن سے پسر کی تہی تمنا	ہزاران شکر اب مقصد برآیا
فراست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے	جبین سے ارجمندی ہے ہویدا
ترقی پہ نہ کیون ہو مال و دولت	ہے وہ ہمنام عثمان غنی کا
طفیل جامع القرآن یقین ہے	وہ لڑکا جامع اوصاف ہوگا
عزیز و اقربا مسرور ہین آج	شگفتہ ترہین دلہائے احبا
عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے	وہ شایان اسکو ہے یہ ہمکو زیبا
یہی ہردم دعا ہے اس پسر کو	سلامت رکہہ سلامت رکہہ خدایا

ہمیشہ یہ نہال باغ امید
رہے آب کرم سے تیرے تازہ

رہین مادر، پدر دلشاد اس سے
فدا ہون اسپہ وہ یہ انکا شیدا

پے سال ولادت **بادشہ** سے
کہا ہاتف نے - برخوردار موسی ۱۳۲۹

قطعہ تاریخ تولد رحیم النسا - بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اب رحیم النسا ہوئی پیدا
کیون نہ ہون خویش واقربا شادان

بادشہ نے لکہا یہ مصرع سال
بنت عبد الرشید نیک عنوان ۱۳۳۰

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیالم عبد الرحیم صاحب متوطن وانمباڑی مسمی بہ عبد الحمید مد عمرہ

کیا شکر ہو تیرا ادا ہم بندگون سے اے خدا
تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عمیم

ہر ذرہ تیرے فضل سے عالم مین گلشن بنگیا
ہر قطرہ تیرے لطف سے دریا مین ہے در یتیم

یک دوست میرا نامور عبد الرحیم نیکخو
ملیالم اسکے گہر کا ہے مشہور تر اسم قدیم

عربی و اردو فارسی ٹامل مین اور انگلش مین بہی
خاصی لیاقت اسکو ہے رکہتا ہے وہ طبع سلیم

اس کا معظم ہے پدر جو یم - ایمن الدین نام
ذی تجربہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم

خوش قسمتی سے اندنون اوسکو ملا فرزند نیک
چہرہ سے جسکے ہے عیان نور سعادت مستقیم

ماہ ربیع الآخر مین تاریخ تہی چہبیسوین ۲۶
اور روز سہ شنبہ کا تہا نعمت یہ پائی ہے عظیم

خویش و اقارب ہو گئے یکسر خوشی سے باغ باغ
پہیلا ہے مثل بوئے گل یہ مژدۂ فرحت شمیم

نام اس پسر کا جسطرح رکہا گیا عبد الحمید
وصف حمیدہ اسطرح دے اسمین ای رب کریم

مسرور رکہ صبح ومسا آفات سے اسکو بچا
یارب یہ کرتے ہین دعا ہم تجہہ سے با قلب صمیم

ای **بادشاہ** خیر خواہ کہہ دو لب اخلاص سے
سال ولادت ہے یہی - زیبا گل باغ رحیم ۱۳۳۲

قطعہ تاریخ تولد کریم النسا بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

کریم النسا آج پیدا ہوی ہے
یہی کہتے ہین اقربا سب مبارک
کہا بادشہ نے سن معجمہ یون
زہے دخت عبدالرشید اب مبارک ۱۳۲۴

تاریخات بسم اللہ خوانی و ختان

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نور چشم جناب مولنا عبد السبحان صاحب متوطن مدراس

جناب عبد سبحان ذی لیاقت مجمع اوصاف
سفیر روم کے داماد مہیر دوست لاثانی
ہوی بسم اللہ خوانی آج نور العین کی انکے
نشاط و بہجت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی
زہے تقریب جس پر خود مسرت آج ہے نازان
تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی
نہ کیونکر جوش پر دریا ہو فضل و رحمت حق کا
زبان خلق سے بہر دعا ہے گوہر افشانی

ہوی تاریخ کی ای بادشہ جب جستجو مجھکو
صدا ہاتف نے دی۔ ہے یہ ہمایون تسمیہ خوانی ۱۳۲۴

قطعہ تاریخ ختان برخوردار ممدوح

رسم ختان کی ہے پسر کی ادا
آج مرے دوست نے با عزو شان
طبع مین کسکے نہین جوشش نشاط
کون ہے جو آج نہین شادمان
لب پہ نہین کس کے ہے شکر خدا
محو دعا اب نہین کس کی زبان

تحفہ تاریخ تم ای بادشاہ
پیش کرو۔ واہ مبارک ختان ۱۳۲۶

ایضاً

ہے آج ختان ابن عبد السبحان
آثار مسرت ہین ہر یک جا واضح
تاریخ لکھی ہے بادشہ نے فی الفور
زیبا ہے یہ ختنہ محمد صالح ۱۳۲۶

قطعہ تاریخ گلپوشی ختان فرزند جناب پٹیل عبد الرزاق صاحب متخلص بہ افسر متوطن وانمباڑی

مونس من عبد رزاق وشبیل
مرحبا تقریب گلپوشی یہ آج
کیا سعادتمند ہے تیرا پسر
خوب ہے محفل کا حسن انتظام
چل رہی ہے فرح وبہجت کی نسیم
فکر بہر سال ہے لازم ہمین

آج تیرے گہر یہ جلسہ خوب ہے
بہجت افزا جلوہ آرا خوب ہے
اختر طالع چمکتا خوب ہے
مجمع احباب کیسا خوب ہے
غنچۂ خاطر شگفتہ خوب ہے
طبع مین جوش تمنا خوب ہے

بادشہ کہدو زروئے انبساط
رسم گلپوشی یہ زیبا خوب ہے ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الودود عرف امیر جان مدعمرہ فرزند جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب متوطن مدراس

فضل سے حق کے انہون دہوم طرب کی ہے مچی
حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات
انکے ہے نور عین کی تسمیہ خوانی کی خوشی
دیجیئے اس پسر کو ای خالق ذو الجلال تو

آتی ہے تہنیت کی اب دیکھیئے ہر طرف صدا
وہ جو ہین عبد باسط اب مظہر الفت و وفا
لب پہ کسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرحبا
عمر دراز وصحت وفہم وفراست و ذکا

سال کی تھی تلاش جب خامہ بادشاہ نے
عبد ودود کی ہے آج تسمیہ خوانی ۔ لکھدیا ۱۳۲۸ھ

نظم وتاریخات وفات

یہ نظم دردانگیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقیہ ویلوری مرحوم کے حالات مین لکھی گئی حضرت مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر مسجد محلہ قلعہ واقع وانمباڑی مین مجلس جو منعقد کیگئی تہی اس مین پڑہی گئی اور اسکو جناب ساہوکار حاجی عبد الصمد صاحب متوطن وانمباڑی نے چہپواکر تقسیم فرمایا

آئی ہے کیسی غم کی خزان وامصیبتا
مرجہا گیا ہے باغ جہان وامصیبتا
غنچون سے بیکلی ہے عیان وامصیبتا
ہر گل ہے چاک سینہ یہان وامصیبتا

نرگس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب سے
سنبل تنگ آ ہی گیا پیچ وتاب سے
حالت یہ عندلیب کی ہے اضطراب سے
نغمے کے بدلے نوحہ کنان وامصیبتا

سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان آج
رو رو کے خون سرخ رخ ارغوان ہے آج
نخل الم کا سروسہی پرگمان ہے آج
ہے قمریون کے ورد زبان وامصیبتا

ویلور مین تہا یعنے جو ایک شیخ نامدار
چہرہ سے جسکے شان ولایت تھی آشکار
تھا محی دین فقیہ سے موسوم ذیوقار
دنیا سے ہوگیا وہ روان وامصیبتا

علم وکمال مین تہا وہ علامۂ شہیر
تہا زہد و اتقا مین وہ یک فرد بےنظیر
کسدرجہ فیضیاب تھے اس سے جوان وپیر
ہے اب کہان وہ فیض رسان وامصیبتا

ماہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تہا
تہا بلکہ سارے اہل حقایق کا مقتدا
سینہ تہا اسکا مخزن اسرار کبریا
کیا پراثر تہا اسکا بیان وامصیبتا

ہردم کہلا تہا وعظ ونصایح کا اسکے باب
اعمال بد سے سب کو دلاتا تہا اجتناب
صد حیف ایسا اوج ہدایت کا آفتاب
زیر زمین ہوا ہے نہان وامصیبتا

تہا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا
شہ رکن دین ہی کا ہے تلمیذ باصفا
غم اسکے انتقال کا کسکو نہین ہوا
مضطر ہین سارے خرد وکلان وامصیبتا

پابند ذکر حق تہا عجب اسکا حال وقال
مصروف تہا اسی مین وہی اسکو تہا خیال
نفرت ہریک تکلف دنیا سے تہی کمال
تہا کیسا متقی زمان وامصیبتا

چرچا تھا اسکے زہد کا ہر ملک مین مزید
آتے تہے دور دور سے عالم بشوق دید
شبلی کہون مین اسکو یا شیخ بایزید
تہا فخر عابدان جہان وامصیبتا

تہا وہ مسافرون کا خبرگیر صبح وشام
ہر وقت انکو آپ ہی پہنچاتا تہا طعام

بیمار ہون تو انکی دوا کا بھی اہتمام
کرتا تھا خود وہ بادل و جان وامصیبتا

قارورہ لیکے آہ مسافر مریض کا
نزد طبیب جاتا تھا لاتا تھا خود دوا

ہمدردی اسقدر سے کرتا تھا بے حد و انتہا
تھا کام یہ نہ اسکو گران وامصیبتا

مرغوب اسکے طبع کو اچھی غذا نتھی
پہنا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی

سچ بات یہ ہے اسکو نہ منظور تھی کبھی
دنیا کی کوئی عزت و شان وامصیبتا

آتا تھا مالدار اگر کوئی اسکے پاس
ہر عیب اسکا اسکو جتاتا وہ حق شناس

حق بات کہنے مین تہا کسی سے نہ کچھ ہراس
حق گو پھر ایسا ہوگا کہان وامصیبتا

وہ بے ریائی نفس کی وہ عجز و انکسار
رونا وہ اسکا خوف الہی سے زار زار

وہ حلم وہ وقار وہ اخلاق بیشمار
کس کس صفت کو کیجیے عیان وامصیبتا

تیرہ سو سولہ تہا سن ہجری ای نیکنام
تہا آشکار غرۂ ذوالحج بہ احترام

روز چہارشنبہ قریب نماز شام
نکلی ہے اسکے جسم سے جان وامصیبتا

دیکھین کہان پھر ایسے ولی خدا کو ہم
پائین کب ایسے فاضل دین ہدا کو ہم

ڈھونڈین کہان یہ متقی و پارسا کو ہم
کیونکر کرین نہ آہ و فغان وامصیبتا

بے نفس و بے ریا کوئی ایسا بشر کہان
یون خوف حق کا دین کسی کے اثر کہان

ناصح کہان پھر ایسا ملے راہبر کہان
پائین کہان ہم اسکا نشان وامصیبتا

افسوس کیسے نعمت عظمی کو کھودئے
افسوس قدر اسکی نہ زنہار ہم کیئے

افسوس کیسے عالم غفلت مین ہم رہے
خجلت سے وہ یہ دل ہے طپان وامصیبتا

ہم سے ہوی نہ اسکے خصائل کی پیروی
ہمکو ہوی نہ اسکی نصائح سے آگہی

ہم منہمک ہین حیف بہ لذات دنیوی
عقبی مین کیون ہو ہمکو امان وامصیبتا

حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دوسرا
تو بخشدے گناہ ہمارے بصد عطا

کیا لکھے بادشاہ یہ پر درد ماجرا

خامہ ہوا ہے اشک فشان واصیبتا

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد فخرالدین صاحب ویلوری غفرلہ الباری

مجمع اوصاف استاد وادیب	عالم باقی کو جب راہی ہوے
یون لب افسوس سے نکلا ہے سال	فخردین صد حیف دنیا سے چلے

قطعہ تاریخ انتقال نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تہا

دار فانی سے سوے دار بقا	حضرت داغ نے کیا ہے سفر
تا دکن کیا ہے سارا ہندوستان	نظر آتا ہے رنج کا منظر
پھر کہان پائین ایسا اہل کمال	دیکھین کب ایسا ہم سخن گستر
اسکی تربت پہ ہو نزول مدام	رحمت خاص خالق اکبر

بادشہ نے لکھا یہ سال وفات
آہ کیا داغ دیگئے دل پر

ایضاً جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تہا

مین نے پوچھا ای شب عید الضحیٰ	رنج و غم سے کیون ہے تو مانوس آج
کس کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقعہ	تو نے کیون پہنا سیہ ملبوس آج
ہے مبدل غم سے کیون تیری خوشی	طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج
یون کہا اسنے کہ مین کیا چیز ہون	تا جہان کو رنج ہے محسوس آج
کون اس غم سے نہین ہے داغدار	بنگیا ہر دل پر طاؤس آج

کیا نہین تجھکو خبر ای بادشاہ
داغ کی رحلت ہوی افسوس آج

قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی ایس ای - نواب بیگن پلی غفرلہ جو اخبار

مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا اور بوساطت ڈاکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب ولیعہد بہادر نواب بگن پلی کی خدمت مین بھیجا گیا تھا۔

کیا کہئے ای ریاست بگن پلی تجھے — صد حیف آج کیون تری حالت خراب ہے
والی ترا رئیس ترا حکمران ترا — اب اوٹھ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے
سینتیس ۳۷ سال تجھ پہ جو فرمان روا رہا — افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے
کس درجہ دوست دولت برطانیہ کا تھا — جسپر دلیل سی۔ایس۔آئی کا خطاب ہے
بذل و کرم کی اسکے نہ تھی کوئی انتہا — اسکی عنایتون کا نہ کوئی حساب ہے
مانند ابر کون نہین آج اشکبار — سیماب وار کسکو نہین اضطراب ہے
معمور آج دلین ہر یک خاص و عام کے — حسرت ہے درد و یاس سے اور پیچ و تاب ہے
یارب ہو اسکا خلد مین اعلیٰ ترین مقام — یہ التجا یہ آرزوئے شیخ و شاب ہے

ای کلک بادشاہ پئے سال عیسوی
لکھ۔ انتقال فتح علی خان نواب ہے ۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد اعظم صاحب مہکری ساکن چینور جو حسب ایمائے جناب مولوی حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراس لکھا گیا اور اخبار جریدۂ روزگار مدراس مین شائع ہوا

حکیم ذیشان لیئق دوران محمد اعظم تھا نام جسکا — وطن مین ہر دلعزیز ایسا بھلا ہمین کوئی اب بتادو
ہوئی ہے اسکی وفات جسدم فلک سے ای بادشاہ مجھکو — صدا یہ آئی ہے۔ ہین جہان سے محمد اعظم گئے سنادو ۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادر محی الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن بیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

چل بسے دنیا سے ہے ہے شاعر شیرین کلام — ابر رحمت سائبان ہو قبر پر شام و پگاہ
جستجو تاریخ کی تھی دل نے بولا فی البدیہہ — رحلت قادر محی الدین ہے افسوس آہ ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلما مولنا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قادری و بلوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تہا

حسرتا ای ستم ماہ صیام
تونے دکہلایا وہ غمگین واقعہ
کون اس غم سے نہین ہے اشکبار
چاک سینہ ہے کسیکا مثل گل
کوئی ملتا ہے کف افسوس و غم
یعنے یک شیخ زمن راہی ہوا
مہر کے مانند روشن جسکا نام
سید السادات عالی منزلت
مولوی حاجی و مرشد رہنما
مثل جود مرتضی تھا جسکا جود
تہا مجسم وہ سراپا خلق سا
جابجا اسکے مرید و معتقد
جمع تھے اسکے جنازہ پر جو لوگ
جلسہ ہائے تعزیت ہر شہر مین
موت ایسے شیخ دین کی ناگہان
یا الہی اسکی روح پاک پر
جنت الفردوس ہو اسکا مقام

صبح محشر تیری گویا صبح تہی
دہوم جسکی سارے عالم مین مچی
کسکو اب حاصل نہین رنج دلی
شکل غنچہ ہے کسیکو بیکلی
کوئی حیران ہے پریشان ہے کوئی
جانب عقبی بحکم ایزدی
شاہ رکن الدین محمد قادری
جان زہرا و علی آل نبی
مجمع اوصاف صوری معنوی
خلق جسکا مثل خلق احمدی
یک جہان گرویدہ اسکا واقعی
ہین ہزارون سیکڑون پیر و صبی
کم سے کم چہہ الف کی تعداد تہی
ہو رہے ہین ہونگے اسپر اور بہی
سے ہماری قوم کی بدقسمتی
اب ہو نازل دمبدم رحمت تری
التجا ہم بندگون کی ہے یہی

مصرع تاریخ لکہدو بادشاہ
وائے رحلت شاہ رکن دین کی

قطعہ تاریخ وفات جناب پاک ملکی محمد عثمان صاحب متوطن وانباڑی جو انکی شرکاء کی فرمایش پر لکہا گیا

تہا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل ذی وجاہت
کشادہ دست کرم تہا جسکا کیا نہ محروم جو کسیکو
رجب کی بائیسوین تہی تاریخ روز یکشنبہ ای مجبو
کیا ہے وہ انتقال جسدم بپا تہا سارے وطن مین ماتم
الٰہی کر سرفراز اسکو تو اپنی رحمت سے مغفرت سے

بلند طالع بلند ہمت فہیم و دانا سخی دوران
تمام خویش و قربا برادرہین جسکے مرہون لطف و احسان
ظہور وقت سحر تہا نکلی بحکم حق اسکے جسم سے جان
کوئی تہا جانسوز آہ بہرتا کوئی تہا مضطر کوئی تہا نالان
عجب نہین فضل سے ہے تیرے ملے جو جنت کا اسکو ایوان

تلاش سال وفات کی تہی کہا زروئے الم فلک نے
گیا بملک بقا ہے افسوس باکملکی محمد عثمان
۱۳۲۵

قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ہدایت بہی ضلالت بہی ہے یارب تیرے قبضہ مین
تماشا یک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا مین
مسیحیت کے تھے جو مدعی مرزا غلام احمد
مرید و معتقد موجود ہین اب سیکڑون انکے
کیا کرتے تھے پیشین گوئیان غیرون کے مرنیکی
برا ہو یا بہلا ہو نام تو جمکا دیا اپنا
کچھ اس مین شک نہین تہی یادگار خلق ذات انکی

ہمین معلوم کیا ہے تجہکو ہے زیبا تری حکمت
عجب جلوہ دکہاتی ہے تری نیرنگی قدرت
ہر یک جا ہند مین برپا تہی جنکے نام کی شہرت
یہ سچ ہے جو نئی ہو بات ہے اسمین بڑی لذت
نہ تہی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت
رہیگی مدتون تک صفحہ تاریخ کو زینت
لکہون تاریخ رحلت یہ مری بیجا نہین جرأت

لب اخبار سے آئی صدای بادشہ مجہکو
مسیح قادیانی کی ہوی لاہور مین رحلت
۱۳۲۶

قطعہ تاریخ وفات جناب خطیب عبد الرحمن صاحب المتخلص بہ خطیب متوطن وانمباڑی

کر گئے رحلت جہان سے حیف آج
مجمع اوصاف انکی ذات تھی
قرأت قرآن سنکر ان سے ہم

متقی دیندار تھے کیسے ادیب
تھے سراپا خلق وہ مرد لبیب
قلب مین پاتے تھے کیفیت عجیب

اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک
لٹ گئی انکی بہار زندگی
التجا ہے بادشہ کی روز و شب

ہو گئے ہم سے جدا حق سے قریب
نوحہ خوان ہم ہین مثال عندلیب
بخشدیجے انکو ای رب مجیب

لوح مرقد کے لئے لکھاہون سال
ہے یہ قبر عبد رحمن خطیب
۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید حسین صاحب متوطن کڑپہ جو مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف منجو میان صاحب فرزند مرحوم کو روانہ کیا گیا اور اخبار شمس الاخبار مدراس مین شائع ہوا

حیف سید حسین عالی شان
چھوڑ کر اس سرائے فانی کو
اسکے اوصاف یاد آتے ہین
دیجیئے خلد مین جگہ اسکو

یک جہان پر تہا جسکا فیض عمیم
ہوا دار البقا مین آج مقیم
تیغ غم سے ہمارا دل ہے دو نیم
رحم کر اس پر ای خدائے رحیم

بادشہ نے لکھا یہ سال وفات
گم ہوا آج بے نظیر حکیم
۱۳

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ لہ متوطن وانمباڑی

طبیب نامور دنیا سے گزرا
خلیق و با مروت تجربہ کار
کمال اوسکو تہا تشخیص مرض مین
تہا سید صاحب اوسکا نام مشہور
برس پچیس سے افزود گزرے
نہ رنجیدہ ہوا مجہہ سے کسی دن

خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ
کہان پہر پائین ایسا اللہ اللہ
کہ جسکے ڈاکٹر قائل تھے ہر گاہ
ہر یک وقف تھے بس سے اور آگاہ
محبت مجہسے وہ رکہتا تہا دلخواہ
نہ مین نے لی تجاہل کی کوئی راہ

کرم سے اپنے یارب بخش اسکو
محبون کی دعا ہے یا الٰہی
تری رحمت نہین زنہار کوتاہ
کہ دایم خلد ہو اسکی گزرگاہ

جو پوچھا بادشہ نے سال رحلت
کہا دل نے۔ غم سید عقیل آہ
۱۳۳۴

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

ای زوجۂ حاجی بادشاہ نامی
دنیا کا چلے چھوڑ کے تم معمورہ
ہاتف نے کہا یہ بادشہ سے فی الفور
تاریخ وفات ہے یہی۔ مغفورہ
۱۳۴۱

قطعہ تاریخ وفات جناب بی۔ بی۔ عبدالرحمن صاحب المتخلص بہ شاد متوطن وانمباڑی

ہے بے ثبات دنیا دنیا مین کوئی انسان
ہرگز نہین رہیگا ہرگز نہین رہا ہے
دو روزہ زندگی پر ہے کیا گھمنڈ ہمکو
اعمال نیک کا کچھ ہم مین نہین پتہ ہے
یک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت
رحلت سے اپنی سب کو کیا داغ دیگیا ہے
فہم و فراست اسکی علم و لیاقت اسکی
اور اسکی دینداری مشہور جابجا ہے
صبر و شکیب دیجیے سب دوستون کو یارب
تیری رضا پہ راضی رکھ بس یہی دعا ہے

ای بادشاہ لکھدو تاریخ رحلت اسکی
اب انتقال عبدالرحمن شاد کا ہے
۱۳۴۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولنا شاہ سلیمان صاحب پھلواری

شہ سلیمان کا پسر افسوس
گیا دنیا سے وائے ناکامی
زاہد و متقی تھا عالم تھا
اور سچا تھا قوم کا حامی
پختگی اسکے ہر سخن مین تھی
اسکی تحریر مین نہ تھی خامی
حب دیں سے دل اسکا تھا معمور
تھا رگ و پئے مین جوش اسلامی
رہین راضی رضائے حق پہ ہم
ہے عبث ذکر رنج و آلامی

خلد میں اسکو دے جگہ یارب | التجا ہے بدرگہ سامی

بادشہ نے لکھا ہے سال وفات
آہ داغ حسن میاں نامی

قطعہ تاریخ وفات نواب خورشید النسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدۂ نواب سر غلام محمد علی خان بہادر جی سی
ای-ای-پرنس آف آرکاٹ

دار دنیا سے گئیں دار البقا | بیگم والا گہر عالی صفات
بذل وجود و لطف و احسان میں تہے | گویا وہ مصادر ہے سامے مشتقات
یک قیامت ہے بپا مدراس میں | محو رنج و غم ہیں سب دن اور رات
جنت الفردوس میں ہو انکا مقام | احد ابزرے کرم سے دے نجات

بادشہ نے معمہ میں ان کا سال
لکھ دیا۔ خورشید بیگم کی ممات

ایضاً

ہوگئیں فوت بیگم خورشید | باعث رنجش قلوب ہے یہ
بادشہ معمہ میں لکھدو سال | آہ کیا شمس کا غروب ہے یہ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولٰنا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب غفر اللہ لہ ساکن وانمباڑی

واقف تھا کون کسکو تہا معلوم جز خدا | ناگہ ہوی ممات محمد بشیر کی
یکتا تہا علم و فضل میں اور بذل وجود میں | کیا مغتنم تہی ذات محمد بشیر کی
کسکو نہیں ہے اسکی لیاقت کا اعتراف | شہرت تہی شش جہات محمد بشیر کی
تہا وہ قبیلہ پرور و ذی خلق ذی ہمم | تھی بات بھی نبات محمد بشیر کی
پینتیس سال سے متجاوز نہو گا سن | ہے ہے تہی کم حیات محمد بشیر کی
تہا حالت مرض میں عجب مستقل مزاج | اللہ رے ثبات محمد بشیر کی

سب دوستون کو کیون نہ رلائیگی مدتون	فرقت دن اور رات محمد بشیر کی
عالم تہا اور حاجی و عابد خدا شناس	کیونکر نہو نجات محمد بشیر کی

لکھد یجئے یہ مصرع تاریخ **بادشاہ**

افسوس اب وفات محمد بشیر کی ۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب ڈ کو حاجی بہار الدین صاحب مرحوم متوطن و انمباڑی

نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق نے حیف	اندنون دنیا سے ملک آخرت کی لی ہے راہ
بے سر اندیشہ ہاتف نے کہا سال وفات	رحلت جنت مکان حاجی بہار الدین آہ ۱۳۲۴ھ

ایضا

وا دریغا حاجی الحرمین مرد متقی	دار دنیا سے گیا اب جانب دار البقا
سال اسکا ہاتف غیبی نے مجھہ سے ناگہان	رحلت ڈ کو بہار الدین دانشور کہا ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات ہز مجسٹی کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان آنجہانی

ای شہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربان	مضطر و مغموم تیری مرگ سے ہے یک جہان
تار برقی آئی کیا لندن سے تیری موت کی	خرمن دلہائے عالم پر گرا دین بجلیان
موت کی صرصر نے دم بھر مین اسے ویران کیا	کیا تر و تازہ تہا تیری زندگی کا گلستان
کسکا دل کسکا جگر اس غم سے متاثر نہین	کلمۂ افسوس سے خالی ہے اب کسکی زبان
صفحۂ ہستی سے ہے گم ہوا تیرا وجود	اب کہان ڈہونڈین کدہر دیکھین تجھے پائین کہان
دونون حصے لیتے ہین تیرے غم و اندوہ مین	یکطرف ہے ملک انگلنڈ یکطرف ہندوستان
گو نہ اپنے عہد مین تو ہند مین آیا مگر	تیری شفقت کی نظر پھرتی تہی ہر جا دوان
تار تیری تعزیت کے کیا لگا تار اندنون	ہر طرف سے لارڈ منٹو کی خدمت مین روان
سارے امرا سارے وزرا ہین متقر اس مرگ کے	فہم و دانش مین تہی تیری ذات یکتائے زمان
تجھکو بھی یکخاص نسبت اہل ہندوستان سے	چاہتا تہا ہر طرح سے انکی تو بہبودیان

تو نے اسکیم رفارم ہند مین جاری جو کی
ممبری کونسل کا تو نے حق انتخاب
یکزیکیٹو کونسل کی ممبری بھی تو نے دی
شورش بنگالہ تیرے عہد مین پیدا ہوی
اسکا پورا انتقام سوقت پر تو نے لیا
جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت رہی
نقش دل پر مدتون تیرے رہین اوصاف نیک
با ادب ہم اب بجا لاتے ہین رسم تعزیت
جارج پنجم تیرا جو فرزند عالی جاہ ہے
ہے یقین ہمکو رہے بیشک وہ تیرا ہمصفت

ہم رعایا کو بنایا ہے نہایت شادمان
ہم مسلمانون کو بخشا ہے لطف بیکران
پائی اہل ہند نے ابتک کہان یہ عز و شان
ایک مدت تک رہا انجان تو بیگمان
حد سے متجاوز ہوین جب باغیونکے شوخیان
پس میکر تجھکو سب کہتے ہین عقلائے زمان
عہد والا کی تیری کسطرح بھولین خوبیان
ہمکو تیرے خاندان سے ہین دلی ہمدردیان
جانشینی سے ہے اسکی ہمکو حاصل عز و شان
تیرے الطاف و نوازش کا ملے اس سے نشان

بادشہ تم یہ سناو مصرع سال وفات
رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان
۱۹۱۰ع

نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبد العزیز صاحب
متوطن مدراس کی وفات پر لکھی گئی۔

اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات
وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزاحم کون ہے
عاجز و ناچار ہم اسکے ہین سارے بندگان
اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے ہے اعلیٰ ترین
کون ہین کیا ہین ہمارا کچھ بھی ہے نام و نمود
ہم امانت دار سب چیز ونکا مالک ہے وہی
ہمکو ہے لازم رہین ہر وقت راضی بر رضا

اسکے ہی قبضہ مین ہے عالم کی سب موت و حیات
دو جہان محکوم اوسکے ہیہ حاکم کون ہے
دخل اسکے کام مین دین ہمکو یہ طاقت کہان
اسکا ہمسر ہو منو کوئی نہین کوئی نہین
اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود
لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ احمقی
صابر و شاکر رہین رنج و خوشی مین برملا

بندگی اپنی یہی اسکی اطاعت ہے یہی
دین و دنیا مین سعادت کی علامت ہے یہی

واقعہ پر درد یک مدرس ہن گزرا ہے آہ
جسپہ کرتا ہے ہر یک افسوس و حسرت کی نگاہ

حمؔ باسط نام تہا ایک صاحب فہم و تمیز
نامور جسکا پدر حاجی حکیم عبد العزیز

تہا پدر کو ناز یہ ہے سربسر لائق پسر
تہا پسر کو فخر یہ اپنا معزز ہے پدر

حاجی سحر ہن تہا وہ اور مرد متقی
دینداری اس مین تھی پرہیزگاری اسمین تھی

عمر سی سالہ تھی جسکی نوجوان نیکو خصال
جسکی خوش خلقی تھی سب مین بے نظیر و بے مثال

جسکو تھا اپنے بزرگونکا بڑا پاس ادب
جسکو تھی مد نظر تعظیم انکی روز و شب

طبع مین اسکے متانت اور تھی سنجیدگی
باوجود اپنے تمول کے تھی یکسر عاجزی

صحبت بد سے برے افعال سے رہتا تہا دور
نیک کامون کی طرف جسکو تھی رغبت بالضرور

فارسی اردو مین کامل ہن مہارت جسکو تھی
اور انگریزی مین بھی خاصی لیاقت جسکو تھی

ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس
امتحان اس ہن دیا اسنے کیا تہا اسکو پاس

اسکی محتاج و مساکین پر تھی شفقت کی نظر
تابقدور انکی کرتا تہا اعانت سربسر

پارچہ کے تہا تجارت پر وہ مائل بالدوام
اور کوچہ مین گرہ تک کے تہا تجارت کا مقام

تیرہ دن شوال کی تھی یکبیک آئی بلا
شب کو ہیضہ مین یعنے ہو گیا وہ مبتلا

نوبجے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال
دل پہ سارے اقربا کے دے گیا رنج و ملال

ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دوشنبہ کا تہا
دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا

آہ و زاری مین ہوے مصروف سب خورد و کلان
درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تہا نشان

تہا جگر خستہ پدر اسکا بحال دلفگار
چہٹ گیا تہا بہائیون سے دامن صبر و قرار

خاصکر زوجہ کی اسکے غم سے تھی حالت عجیب
کہتی تھی مجھ سا نہین دنیا مین کوئی بدنصیب

پہر کہان دیکھون مین اسکو ای مرے پروردگار
دل مرا سوزان ہے اور میرا کلیجہ داغدار

کوہ غم سر پر گرا ہے مین سنبہالون کسطرح
زندگی کے اپنے یہ ایام کاٹون کسطرح

الغرض نہا جو ارادہ مین خدا کے وہ ہوا	گریہ وزاری سے بے صبری سے ہے کیا فائدہ
کچھ نہین چارہ یہان ہمکو بجز صبر و سکون	انا للہ کہتے اور انا الیہ راجعون
روح پر مرحوم کے فضل تو یارب مدام	دیجیے خلد برین مین اسکو اعلیٰ تر مقام
خواہش تاریخ رکہتا ہے اگر کوئی بشر	یہ تاریخ رحلت مختصر ہے (قنیل ہیضہ) ۱۳۱۲

ختم کردے بادشہ یہ داستان پر الم
غم سے بہر آتا ہے سینہ چل نہین سکتا قلم

قطعہ تاریخ وفات جناب مولنا مولوی عبدالقادر بادشاہ صاحب غفرلہ مدرس اوّل مدرسہ باقیات الصالحات ویلور

فاضل یکتا ادیب باقیات الصالحات	ناگہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ
کیا فن تدریس مین حق نے دیا اسکو کمال	سارے علمائے زمان کرتے تھے ہمکا عز و جاہ
اسکے شمع وعظ پر پروانے سب پیر و جوان	قوم تھی اسپر فدا وہ قوم کا تہا خیرخواہ
ملک مین پھیلے ہوے تھے اسکے انوار فیوض	تہا سما پر وہ جنوبی ہند کے رخشندہ ماہ
عالم حید پہر ایسا اب نظر آتے ہمین	کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ
اسکے اولاد و اقارب کا نہ پوچھو درد و غم	روز روشن ہوگیا انکی نگاہون مین سیاہ
ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہار	باغ گلون سے بوئے گل زائل ہوی بے اشتباہ
یاالٰہی صالحون مین اسکو تو محشور کر	جنت الفردوس ہو اسکے لیے آرامگاہ

بادشہ یہ مصرع تاریخ تم لکھدو سلیس
ہوگیا ہے انتقال عبدقادر بادشاہ ۱۳۱۲

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب خطیب رکن الدین صاحب متوطن ترپاتور ضلع شمالی آرکاٹ

ہائے افسوس گئی دنیا سے	رکن دین شمع ہدیٰ کی لڑکی
بادشہ نے سن رحلت یہ کہا	داخل خلد زبیدہ ہے ہوی ۱۳۲۰

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبدالقادر صاحب شاکر متوطن وانمباڑی

صد مرحبا کہ یک بسر محب نے	لکھا ہے دیوان کیسا خوش اسلوب
ہین پیارے پیارے اشعار اسکے	طرز بیان ہے ہر دلکو مرغوب
لفظ او معنی آپس مین ہین یون	وہ اسکا مفتون یہ اسکا محبوب
دیکھیں پڑہین اور داد اسکی دین سب	لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب

ای بادشہ تم تاریخ لکھدو
دیوان شاکر دلچسپ ہے خوب ۱۳۱۳ھ

قطعہ تاریخ مثنوی نالۂ شاکر تصنیف صاحب موصوف

لکھی کیا مثنوی تو نے اے شاکر	ہوا ظاہر غم دیرینۂ عشق
دل عاشق نہ کیون حیرت زدہ ہو	سکندر تو ہے یہ آئینۂ عشق
لکھون گر اسکو بام حسن خوبان	ہے ہر یک شعر اسکا زینۂ عشق

لکھو ای بادشہ تاریخ اسکی
ہے نیکو مثنوی گنجینۂ عشق ۱۳۱۵ھ

ایضاً

عمدہ ترین مثنوی طبع ہوی اندنون	کیون نہ یہ مرغوب دل خلق مین ہو بالعموم
اہل سخن ہین فدا اسکے مضامین پر	شمع پہ پروانون کا رہتا ہے جیسے ہجوم
حسن بیان دیکھکر جی یہی چاہتا	لیجئے بڑہکر ابھی دست مصنف کو چوم
ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہو شہرت فزون	ہند کی سرحد سے تا مصر و عرب شام و روم

فکر سن طبع جب مجھکو ہوی بادشاہ
دل نے کہا جو ہے نالۂ شاکر کی دہوم ۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ زواجر منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن بیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

دن ایسا اٹھایا بار عظیم	کسنے لکھا زواجر منظوم
مثل شاہد بہ جلہ گاہِ نظم	جلوہ آرا زواجر منظوم
آفرین مرحبا لگا کہنے	جس نے دیکھا زواجر منظوم
گلشن امرونہی خالق مین	گل نکہتا زواجر منظوم
یادگار مصنف ذی جاہ	ہے یہ اعلےٰ زواجر منظوم
تا قیامت نہ کیون رہے باقی	تیرا چرچا زواجر منظوم

بادشہ سال طبع نم لکھدو
کیا ہے زیبا زواجر منظوم

قطعہ تاریخ مثنوی نغمۂ توحید تصنیف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجددی علوم صوفیہ

لکھی مثنوی خوب تسلیم نے	ہزار آفرین اور صد مرحبا
مرے طبع نے بادشہ بہر سال	تصوف کا پاکیزہ دفتر کہا

قطعہ تاریخ رسالہ ہدایۃ الاخوان تصنیف جناب مولنا الحاج مولوی عبد الہادی صاحب متوطن وانباڑی

جناب مولوی الحاج عبد ہادی نام	یگانہ منتخب عالمان دین ہے یہہ
رسالہ فن تجوید اس نے خوب لکھا	مدام قابل تحسین و آفرین ہے یہہ
ملیگا حشر مین خالق سے اسکا اجر عظیم	ذرا بھی شک نہین واللہ ہمین یقین ہے یہہ
بیان ہوہم سے کہان وصف اس رسالہ کا	پسند اہل نظر حرز شایقین ہے یہہ
نہین فقط طلبا ہونگے مستفید اس سے	فروغ مجلس کمال معلمین ہے یہہ
یہہ کہہ رہا ہے ہر یک شائق فن تجوید	مکان دل کیلیے واہ کیا مکین ہے یہہ

رقم کیا قلم بادشہ نے مصرع سال
زہے ہدایت اخوان مومنین ہے یہہ

قطعہ تاریخ کتاب السکینہ فی اخبار المدینہ تصنیف جناب الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر متوطن مدراس

اللہ اللہ یہ رسالہ … مطبوع ہو الطرز مرغوب

ہر حرف حسین ہے مثل یوسف … ہر دائرہ گویا چشم یعقوب

مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے … جسکی ہمت سے ہم ہین منسوب

خواہان نہین اسکا کون مومن … کسکے دل کو نہین یہ مطلوب

محبوب خدا کے شہر کا حال … کیونکر نہو یک جہان کو محبوب

یک فاضل دہر کی ہے تالیف … انداز بیان ہے کیا خوش اسلوب

اعمال مین تیرے ای مولف … بیحد ہو ثواب اسکا محسوب

تاریخ لکھی ہے بادشہ نے

یہہ تحفۂ مومنین ہے خوب ۱۳۲۰

قطعۂ تاریخ رسالۃ النسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولنا الحاج مولوی حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب نقوی فخری سیلاپوری مدراس

مسلمانو! یہ سب مین عمدہ تر ہے … بہت ہین یون تو تصنیفات فخری

دکہائے خوب فرق حق و باطل … یہ توضیحات و تفہیمات فخری

عجب کیا ہے نصاریٰ کے دلون پر … موثر ہون جو تصدیقات فخری

زروئے آفرین ای بادشہ تم

لکھو تاریخ تحقیقات فخری ۱۹

قطعۂ تاریخ رسالۃ البشارت تصنیف مولانائے موصوف

مقابل ہو توحید تثلیث سے کب … وہ مہر منور ہے ظلمات ہے یہہ

بھلا! ایک ہو تین اور تین ہون ایک … ای نصرانیو اکیا خرافات ہے یہہ

منزہ فقط ایک ذات خدا ہے … نہین ہے شریک اسکا حق بات ہے یہہ

محمد نبی خاتم المرسلین ہے … ہے افضل ترین سب مین کیا ذات ہے یہہ

بشارات جتنے ہین اگلے کتب مین | بمصداق جملہ بشارات ہے یہہ
چھپا اندنون نسخۂ البشارۃ | مدلل بہ انجیل و تورات ہے یہہ
مولف جو اسکا ہے مولنا فخری | سزاوار فخر و مباہات ہے یہہ
یہہ فاضل ہے سید ہے عالی مراتب | زہے منبع فیض و برکات ہے یہہ
مباحث ہے اعلیٰ مناظر ہے یکتا | مہ اوج علم و کمالات ہے یہہ
ہزار آفرین ای مؤلف ہو تجھہ پر | نصاریٰ پہ بازی تری مات ہے یہہ
موثر ہے طرز بیان باسلاست | دکھایا ہے دن یہ ہے اور رات ہے یہہ
جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیگا | بلاشک اہم مہمات ہے یہہ
اسی کو ہین تبلیغ اسلام کہتے | یگانہ بہ جملہ مثوبات ہے یہہ
خداوند تجھہ سے راضی نہ کیون ہو | کہ اعظم ترین ہدایات ہے یہہ

لکھو بادشہ سال طبع رسالہ
بشارات احمد کا اثبات ہے یہہ ۱۹۱۲ع

نظم

جو جلسۂ عام انجمن خیر خواہ عام گوبندپور واقع وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی تھی

مرحبا ساکنان گوبندپور | حبذا مومنان گوبندپور
انجمن آپ نے جو کی قایم | بڑھگئی عز و شان گوبندپور
فیض پاتے ہین جس سے صبح و مسا | سارے پیر و جوان گوبندپور
مدرسہ ایک از پئے نسوان | کیا جاری میان گوبندپور
انجمن اور مدرسہ دونون | گویا تن اور جان گوبندپور
زیور علم سے مزین اب | ہونگے سب دختران گوبندپور
نام تاحشر کیون نہ ہو باقی | زہے زندہ دلان گوبندپور

چندہ دس روپے ماہوار دیئے
ایک عالی نشان گوبندپور

نام اسکا ہے ئی امین آلدین
زبدۂ تاجران گوبندپور

اور بھی حسب حوصلہ چندہ
دیتے سب عمدگان گوبندپور

اور دیگر محلے والے بھی
ہو گئے مہربان گوبندپور

رقم چندہ سے جو کیئے تائید
سب ہین یہ قدردان گوبندپور

شکر سب معطیون کا ہے لازم
آفرین حامیان گوبندپور

یا الہٰی ہو تیرا فضل و کرم
دمبدم پاسبان گوبندپور

تیرے ابر کرم سے ہو افزون
رونق گلستان گوبندپور

مین بھی ہون **بادشاہ** افروزون
شاعر خوش بیان گوبندپور

رباعیات

مندرجہ ذیل رباعیات مولانا حالی کے مصرعہ پر لکھی گیئن اور رسالہ تعلیم و انباڑی بابت رمضان المبارک ۱۳۳۵ہجری مین شایع ہوین

جو کام شریعت کے صریحا ہو خلاف
ہے شرع پہ اب ضرورت زمانہ فایق
ہوگا نہ ضرورت سے زمانے کے معاف
انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

کہتا ہے کوئی پردۂ نسوان ہے معاف
پابند نہین دین کے دعویٰ دین کا
ترمیم فرایض مین کسیکو ہے لاف
انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

اسلاف کے ہم مین نہین گرچہ اوصاف
کہلاتے ہین آخر تو ہین کے اخلاف

کچھہ قدر نہین ہم کو ہے اس نسبت کی ‏ — انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

مندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مین شائع ہوی تھین

عید آئی ہے تہین ری اہل نظر مبارک ‏ — اس بہجت وطرب کا سب پر اثر مبارک
ہر سمت سے صدا یہ کانون مین آرہی ہے ‏ — عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک

ایضاً

بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک ‏ — جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک
عید الفطر مبارک ہے جیسے مومنون کو ‏ — قومی رپورٹ تمکو اہل زمن مبارک

ایضاً

ادہر ہم سب کو فرحت عید کی ہے ‏ — ادہر یوروپ مین تیغ اب چل رہی ہے
خوشی اور غم ہین دونون طفل توام ‏ — خوشی سے ہے غم ہین اور غم مین خوشی ہے

ایضاً

شاعری کی آرزو رکہتے ہین ہم دلین کثیر ‏ — کہنہ طرز شاعری کے ہین مقلد بےنظیر
یہ نہین معلوم آزادی ہو کب حاصل ہمین ‏ — فرضی معشوقون کے ہم ہین زلف پیچان مین اسیر

ایضاً

متبدل کیون کرہو دنیا مین حال شاعری ‏ — عشق فرضی کو سمجہتے ہین کمال شاعری
ہند مین پوچہے کوئی قومی تنزل کا سبب ‏ — بے تحاشا مین یہ کہہ دونگا وبال شاعری

ایضاً

امر معروف سے جدا ہین ہم ‏ — نہین منکر مین مبتلا ہین ہم
حشر مین کسطرح سے ہو گی نجات ‏ — پارسائی سے پارسا ہین ہم

ایضاً

دین پر دنیا کبہی غالب نہین ‏ — اسکا شائق ہکا کچھ طالب نہین

لیک ہے یون دین دنیا کے بغیر — روح یک موجود ہے قالب نہین

ایضاً

تم رہو دنیا کے ہر یک کام مین — پر نہ آؤ دین کے الزام مین
دین و دنیا دونون ہم کو چاہیے — ہے کہان رہبانیت اسلام مین

ایضاً

قومی خدمت مایۂ بہبود دین — قوم کے محسن پہ صدہا آفرین
کسطرح بھولین یہ فرمان خدا — لا یضیع اللہ اجر المحسنین

ایضاً

جائز کوئی می کو ہے بتاتا گمراہ — بے پردہ ہون نسوان کسی کو ہے چاہ
بازیچۂ اطفال بنا ہے مذہب — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایضاً

بے پدری عیسی کا ہے قرآن گواہ — منکر اسکا ہو کون غیر از گمراہ
کہتے ہین یہ ہے خلاف عقل و فطرت — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایضاً

رہبر راہ خدا ہے روزہ — دین و ایمان کی جلا ہے روزہ
حال کیا اسکا ہو عمدا جس نے — ترک خواہش سے کیا ہے روزہ

ایضاً

گر لاکھ بھی جہان مین کمائین تو کیا ہوا — جو کچھ ہوا حصول وہ یک دن فنا ہوا
عبرت کیواسطے سخن بس ہے بادشاہ — اقبال کو جو اد لئے تو وہ لا بقا ہوا

ایضاً

کوئی نعمت نہین دنیا مین مقابل اسکی — لی خالق سے جو عزت تو سخن کو ہی ملی

بے خبر مین جو سخن سے مین نہین کہتاہوں		ذوق این می نشناسی بخدا تا نہ چشی

ایضاً

لیگ اور کانگرس پہ کرو غور کی نظر		دختریہ دونون ایک ہی ماں کے ہین بسر
ہرچند آب بچاؤ کرین ممبران لیگ		چھپتی نہین ہے بات بناوٹ کی بال بھر

ایضاً

ای لیگ خلق مین ہے تو مورد عتاب کی		خود غرضیون نے کیا تری حالت خراب کی
تیرے طمع کاریان پوشیدہ کیون رہین		کہل جاتی ہے اخیر کو رنگت خضاب کی

مضامین نثر

انسان کیلئے مذہبی ضرورت

دنیا مین انسان کی زندگی سے بے حد وبیشمار ضرورتین وابستہ ہین کوئی ضرورت ایسی نہین جس سے انسان کو ہم مستثنیٰ کرسکین از انجملہ جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو خلائق کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسنہ کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت مفلس کو مال وزر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت دہقان کو آلات کاشتکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہان تک غور کرین جسقدر خیال کو بلند کرین ہماری گرد وپیش طرح طرح کی ضرورتین ہی نظر آرہی ہین اگر ایک ضرورت حاصل ہوگئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا مین ایسا نہین ملتا جو تمام ضرورتون سے فارغ ہوگیا ہو مہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتون کو پورا کرنے کے سواتے چارہ نہین ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک رتبہ ہے حسب حیثیت حسب مراتب ہمکو کاربند ہونا چاہئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہین سکتی تمام ضرورتون پر مقدم تمام حاجتون سے معظم حاجت ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صدہا ہزارہا انبیائے کرام دنیا مین مبعوث ہوے یہ وہ ضرورت ہے جسپر ہمارے روحانی اور جسمانی اصلاح کا انحصار ہے یہ وہ ضرورت ہے جسپر دنیا و دین کی تمام خوبیونکا دارومدار ہے